عمران سیریز
حشرات الارض
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز ۱۹۳

حشرات الارض

مکمّل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— ۳۰/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! نیا ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کا نام پڑھ کر آپ یقیناً حیران ہوتے ہونگے اور شاید آپ یہ بھی سوچ رہے ہوں کہ کیا حقیر حشرات الارض کو بھی کسی بڑے جرم میں استعمال کیا جاسکتا ہے، تو یقین کیجئے ایسا ہوا ہے۔ ذہانت کسی کی میراث نہیں ہوتی اور موجودہ دور میں تو جرائم کے لئے ایسے ایسے ذہانت آمیز حربے استعمال کئے جارہے ہیں کہ یقین نہیں آتا۔ لیکن بہرحال وہ اپنی جگہ اٹل حقیقت ہوتے ہیں۔ یہ ناول بھی اپنے نام کی طرح انوکھا اور منفرد ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس سے ضرور لطف اندوز ہونگے۔ اب اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

گجرات سے طیب میر لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بیحد شاندار ہوتے ہیں لیکن اب شاید آپ کی یادداشت کمزور ہوتی جارہی ہے کہ آپ کئی جگہ کرداروں کے نام غلط لکھ جاتے ہیں، اس لئے آپ بھی نہار منہ بادام کی پانچ بلکہ دس گریاں کھایا کریں"۔

طیب میر صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ کرداروں کے نام غلط لکھے جانے میں یادداشت سے زیادہ میری خوشخطی، کاتب صاحب کی مخصوص کردار پسندی اور پروف ریڈر صاحب کی فطری نظر اندازی کا زیادہ دخل ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ میرے جواب میں آپ کو کاتب صاحب کی مخصوص کردار پسندی والی بات سمجھ میں نہ آتی ہو اور آپ اپنے آئندہ خط میں بادام کی گریوں کی تعداد بڑھا دیں

کے ساتھ ساتھ کڑوی گولیاں کھانے کی شرط عائد کر دیں تو بہتر ہے کہ میں اس کی وضاحت ایک حقیقی مثال سے کر دوں۔ ایک کاتب صاحب مقدس کتاب کی کتابت فرما رہے تھے۔ جب لکھتے لکھتے ان کے سامنے شیطان کا نام آیا تو وہ چونک پڑے کہ اس قدر مقدس کتاب میں شیطان کا نام وہ کیسے لکھیں۔ چنانچہ سوچ سوچ کر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ جہاں شیطان کا نام آتا وہ اپنا نام لکھ دیتے تاکہ مقدس کتاب کا تقدس مجروح نہ ہو۔ امید ہے اس مثال سے بات کی وضاحت ہو گئی ہو گی۔

ساہیوال سے عالیہ سسٹرز نے اپنے خط میں فری سائنس لائبریریوں کے قیام پر زور دیتے ہوئے اصرار کیا ہے کہ میں اپنے قارئین تک یہ تجویز پہنچا دوں تاکہ قارئین امداد باہمی کے جذبے سے اپنے اپنے علاقے میں فری سائنس لائبریریاں قائم کریں تاکہ ملک ترقی کر سکے تو محترم قارئین! عالیہ سسٹرز کی یہ تجویز واقعی قابل غور بلکہ قابلِ عمل ہے۔ سائنس کا علم اور شعور ہم میں جس قدر بڑھے گا اسی قدر ہمارا ملک زیادہ سے زیادہ ترقی کرے گا۔ اس لئے اس تجویز پر واقعی عملدرآمد ہونا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین اس طرف ضرور توجہ کریں گے۔

لاہور کینٹ سے عمران زکریا صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کی تمام کتابیں پڑھی ہیں اور ہر ایک کو دوسرے سے منفرد اور دلچسپ پایا ہے۔ لیکن ایک بات میں نے محسوس کی ہے کہ آپ اپنی کہانی کے کسی نہ کسی کردار کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ باقی کرداروں کو اس قدر اہمیت نہیں دیتے اس کی کیا وجہ ہے۔"

عمران زکریا صاحب! کتابیں پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ہر کردار اپنے مخصوص حالات اور پیش آمدہ سچویشن کی وجہ سے اہمیت حاصل کر لیتا ہے۔ ایسا خاص طور پر نہیں کیا جاتا۔ مثلاً ایک کردار اگر اکیلا کسی تنظیم کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے

تو پھر اسے اکیلے ہی جدوجہد کرنی پڑتی ہے اور ظاہر ہے اس جدوجہد کی وجہ سے اس سچویشن میں اس کی اہمیت دوسروں کی نسبت بڑھ جاتی ہے امید ہے آپ کی اُلجھن دُور ہو گئی ہو گی۔

نیو ملتان کالونی ملتان سے جمشید خان بادوزئی صاحب لکھتے ہیں "آپ کے شاہکار ڈیزرٹ کمانڈوز اور سپیشل پلان واقعی شاہکار ثابت ہوتے ہیں۔ جب آپ اپنے ناولوں میں جدید سائنسی فارمولوں کو پیش کرتے ہیں تو مجھے یقین آ جاتا ہے کہ آپ یقیناً علی عمران کے کلاس فیلو رہے ہوں گے۔ علی عمران کو میری طرف سے وارننگ دے دیں کہ وہ ٹائیگر کو ہر وقت نہ ڈانٹا کرے ورنہ اس کی شکایت 'اماں بی' سے کر دی جائے گی"۔

جمشید خان بادوزئی صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ موجودہ دَور تو ہے ہی سائنس کا۔ اگر سائنس کو اس دور سے نکال دیا جائے تو اس کے بعد یہاں کیا بچ جائے گا۔ اس کا اندازہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے اور سائنس ایک ایسا علم ہے جو ہر لمحہ آگے ہی آگے بڑھتا رہتا ہے اس لئے جدید سے جدید ترین ایجادات اور فارمولے سامنے آتے رہتے ہیں اور چونکہ مجرم بھی اسی دَور کے ہوتے ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اپنے جرم کے لئے بھی انہی سائنسی ایجادات کو استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے یہ فارمولے اور ایجادات آپ کے سامنے بھی آتے رہتے ہیں۔ جہاں تک علی عمران کے کلاس فیلو ہونے کا تعلق ہے تو آپ نے علی عمران کو اتنا کند ذہن سمجھ رکھا ہے کہ جب تک میں اس کا کلاس فیلو نہ بن جاؤں وہ ہر سال فیل ہو کر ایک ہی کلاس میں بیٹھا رہ جائے گا۔ ٹائیگر عمران کا شاگرد ہے اور کہا جاتا ہے کہ استاد کی ڈانٹ شاگرد کے فائدے کے لئے ہوتی ہے اس لئے اگر آپ اماں بی سے شکایت کریں گے تو نقصان ٹائیگر کا ہی ہو گا۔

اسلام آباد سے احسان الحق نواز ایم۔اے صاحب لکھتے ہیں۔ "دو ہفتے قبل آپ کا ایک ناول پڑھا یقین کیجئے ایسا بہترین اور جاسوسی سے بھرپور ناول زندگی میں پہلی بار پڑھنے کو ملا اور تب سے میں آپ کے ناولوں کا اس قدر دلدادہ ہو گیا ہوں کہ اگر میں اپنے جذبات کو قلم کی نوک سے لکھوں تو شاید آپ یقین ہی نہ کریں۔ عمران اور سلیمان کی معنی خیز حماقتیں بیحد لطف دیتی ہیں۔ آپ کا معنی خیز، معیاری اور شستہ مزاح واقعی آپ کا ہی حصہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کو اور زیادہ ترقی دے۔"

احسان الحق نواز صاحب! کتابوں کی پسندیدگی کیلئے بیحد مشکور ہوں۔ آپ نے میرے لئے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں اس کیلئے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ اپنے قارئین کو معیاری اور شستہ جاسوسی ادب پڑھنے کیلئے مہیا کروں اور میں اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر گذار ہوں کہ اس میں مجھے کامیابی رہی ہے۔

چشتیاں ضلع بہاولنگر سے محمد شفیق تابش صاحب لکھتے ہیں۔ "آپکے ناول انتہائی دلچسپ ہوتے ہیں لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر سلیمان ہمیشہ عمران کو مونگ کی دال ہی کیوں کھلاتا رہتا ہے کیا عمران نے کبھی گوشت نہیں کھایا۔ یا سلیمان کو گوشت پکانا آتا ہی نہیں"۔

محمد شفیق تابش صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کا بیحد شکریہ۔ آپنے عمران کے دال کھانے پر حیرت ظاہر کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ گوشت کیوں نہیں کھاتا، تو محترم! آجکل گوشت جس قیمت پر پہنچ چکا ہے اب تو گوشت کھانا آدمخوری کی قبیل میں داخل ہو چکا ہے اور عمران بیچارہ سلیمان کی تنخواہ ادا نہیں کر سکتا ظاہر ہے دال کو بھی غنیمت سمجھتا ہو گا لیکن جب کھلانے والا فیاض ہو تو پھر عمران کھانے کیلئے کیا منگواتا ہو گا یہ اس بل سے ظاہر ہو جاتا ہے جو فیاض کو طوعاً و کرہاً ادا کرنا پڑتا ہے۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام:۔ مظہر کلیم ایم۔اے

عمران نے کار روکی اور پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر وہ سامنے ستون پر لگے ہوئے ایک بڑے پوسٹر کو دیکھنے لگا۔ یہ پوسٹر ہوٹل شیروز کے کمپاؤنڈ گیٹ کے چوڑے ستون پر لگا ہوا تھا۔ عمران کار کو کمپاؤنڈ گیٹ میں گھماتے گھماتے اس پوسٹر کو دیکھ کر رک گیا تھا۔ پوسٹر پر جلی حروف سے درج تھا " تاج محل گیلری میں حشرات الارض کی شاندار نمائش" اور نیچے تقریباً دنیا بھر کے انتہائی مکروہ اور کریہہ حشرات الارض کے ناموں کی تفصیل دی گئی تھی۔

"حشرات الارض کی نمائش ۔۔۔ بہت خوب، یہ تو واقعی جدت ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو بیک کر کے آگے بڑھایا اور پھر تیزی سے تاج محل ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ تاج محل ہوٹل

والوں نے ہر قسم کی نمائشوں کے لئے ایک علیحدہ گیلری بنائی ہوئی تھی اور آج تک تو وہاں فائن آرٹس کی نمائشیں ہی ہوتی رہی تھیں لیکن پہلی بار اس نئی قسم کی نمائش کا انعقاد کیا گیا تھا تھوڑی دیر بعد عمران تاج محل ہوٹل پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر بنی ہوئی گیلری کی طرف بڑھنے لگا۔ گیلری کا گیٹ اندھے شیشے کا بنا ہوا تھا اور اس کے باہر ایک دربان بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا جو ہر آنے جانے والے کے لئے دروازہ کھول اور بند کر رہا تھا۔ عمران جب گیلری میں داخل ہوا تو اس نے وہاں چند پروفیسر نما بوڑھوں کو ہی دیکھا ورنہ عام حالات میں یہ گیلری فیشن پریڈ کا درجہ حاصل کر لیتی تھی۔ لیکن اس وقت طویل و عریض گیلری بھائیں بھائیں کر رہی تھی۔ گیلری کی دیواروں کے ساتھ اونچے سٹینڈز پر ـــ ایکوریم نما شیشے کے بنے ہوئے کیبن رکھے گئے تھے اور ہر کیبن عجیب و غریب اور انتہائی مکروہ اور کریہہ شکلوں والے کیڑوں سے بھرا ہوا تھا ـــ کیبن سے نیچے ان کیڑوں کے نام، ان جگہوں کے نام جہاں یہ پائے جاتے تھے اور ان کی نسلوں کے بارے میں تفصیلات درج تھیں۔ عمران ہر کیبن کے سامنے رکتا، کیڑوں کو غور سے دیکھتا اور پھر نیچے درج ان کی تفصیلات پڑھتا اور پھر اگلے کیبن کی طرف بڑھ جاتا۔ تھوڑی دیر میں اس نے پوری گیلری گھوم ڈالی اور واقعی یہاں آکر حشرات الارض کے بارے میں اس کی

معلومات میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا۔ پاکیشیا میں پائے جانے والے عام حشرات الارض جیسے کنکھجورا، ہزار پایہ وغیرہ کے علاوہ اس نمائش میں ایسے ایسے عجیب الخلقت کیڑے موجود تھے کہ عمران جیسے شخص کو بھی انہیں دیکھ کر بے اختیار جھرجھری سی آجاتی تھی۔

"بہت خوب ـــ اس نمائش کا اہتمام کرنے والا واقعی کوئی صاحب ذوق آدمی ہے۔ اس سے ملاقات ہونی چاہیے" ـــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور گیلری کے اندر ایک طرف خاموش کھڑے ہوئے سپروائزر نما آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ نمائش کن صاحب نے منعقد کی ہے" ـــ عمران نے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر جان ہیملے" ـــ سپروائزر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"ڈاکٹر جان ہیملے ـــ تو کیا وہ ویلیٹرن کارمن کے ہیں" ـــ عمران نے نام کی مناسبت سے قومیت کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــ نوبل انعام یافتہ ہیں" ـــ سپروائزر نے جواب دیا۔

"اچھا ـــ واقعی شرافت کا انعام انہیں ملنا ہی چاہیے تھا۔ بہرحال ان سے ملاقات کہاں ہو سکتی ہے" ـــ عمران نے نوبل کا ترجمہ کرتے ہوئے کہا۔ اور سپروائزر اس ترجمے پر

بے اختیار مسکرا دیا۔

"جناب وہ ہوٹل میں مقیم ہیں۔ آٹھویں منزل کے کمرہ نمبر آٹھ میں ــــ لیکن وہ تنہائی پسند ہیں کسی سے ملتے نہیں ہیں ویسے آپ کوشش کر دیکھئے"ــــ سپروائزر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ حشرات الارض سے بھی ملاقات نہ کریں گے"ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"حشرات الارض سے ملاقات ــــ کیا مطلب، میں سمجھا نہیں" سپروائزر نے چونک کر پوچھا۔

"یہ نوبل انعام یافتہ ہی سمجھ سکتا ہے، بہر حال شکریہ"ــــ عمران نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا گیلری سے باہر آ گیا۔ اب اس کا رخ ہوٹل کی طرف تھا اور تھوڑی دیر بعد ہال میں بنے ہوئے وسیع و عریض کاؤنٹر پر پہنچ گیا جہاں چار لڑکیاں ورک کر رہی تھیں۔

"یس سر، فرمائیے"ــــ ایک لڑکی نے عمران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ حشرات الارض میں شامل ہوں تو فرماؤں ورنہ ڈاکٹر جان ہملے سے بات کرا دیجئے"ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کے ذہن میں اس وقت حشرات الارض کی یہ نمائش چھائی ہوئی تھی اس لئے اس نے لڑکی سے حسب عادت زیادہ

مذاق کرنے کی بجائے کھل کر بات کر دی۔

"اوہ تو آپ ڈاکٹر جان ہملے سے ملنا چاہتے ہیں، لیکن سوری جناب ان کی طرف سے ہمیں سخت ہدایت ہے کہ ملاقات کے لئے ان کے پاس کسی کو نہ بھیجا جائے"ــــ لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"فون پر بات کرا دیجئے ــــ بات انہی کے فائدے کی ہے۔ ویسے آپ نے وہ نمائش دیکھی ہے"ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ، آپ اس کا نام بھی نہ لیں پلیز، میری تو ان کیڑوں کے تصور سے ہی جان نکل جاتی ہے۔ اس قدر مکروہ اور کریہہ کیڑے ہیں ــــ میں آپ کی بات کرا دیتی ہوں حالانکہ ہمیں فون کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے"ــــ لڑکی نے بات کرتے کرتے جلدی سے کہا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور عمران مسکرا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ بات کی تھی کہ لڑکی اس ذکر سے ہی گھبرا کر اسے مصروف کرنے کے لئے لازماً فون پر بات کرا دے گی۔ اور نتیجہ عین اس کی توقع کے مطابق ہی نکلا تھا۔

"سر بات کیجئے"ــــ دوسری طرف سے ایک کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دیتے ہی لڑکی نے جلدی سے رسیور عمران کی طرف بڑھایا اور خود دوسرے کام میں مصروف ہو گئی۔

"کیا میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر جان ہملے سے ہم کلام

ہونے کا اعزاز حاصل کر رہا ہوں" ---- عمران نے بڑے
سنجیدہ اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جی --- میں ڈاکٹر ہملے ہی بول رہا ہوں، آپ کون صاحب
ہیں" ---- دوسری طرف سے بولنے والے کے کرخت لہجے
میں اپنی تعریف سن کر خود بخود نرمی آگئی تھی۔

"مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں۔ میں نے گیلری میں
آپ کی طرف سے منعقدہ نمائش دیکھی ہے۔ آپ نے ساری دنیا
کے حشرات الارض نمائش میں رکھے ہیں لیکن مجھے انتہائی افسوس
ہے کہ آپ نے ریاست ڈھمپ کے حشرات الارض کو یکسر
نظرانداز کر دیا ہے۔ حالانکہ ڈھمپ کے حشرات الارض تو پوری
دنیا سے ہی مختلف ہیں" ---- عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا فرما رہے ہیں --- یہ کیسے ممکن ہے۔ میری
ساری عمر حشرات الارض کی ریسرچ پر ہی گزری ہے اور میں
نے دنیا کا کوئی کونا ان کی تلاش کے سلسلے میں نہیں چھوڑا
۔اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ ان دریافت شدہ حشرات الارض کے
علاوہ دنیا بھر میں اور کوئی کیڑا موجود نہیں ہے لیکن یہ ڈھمپ
کہاں ہے۔ میں اس کا نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں" ----
ڈاکٹر ہملے کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"یہ کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک چھوٹی سی ریاست ہے
اور مجھے حیرت ہے کہ آپ جیسے حشرات محقق نے اسے کیسے

نظرانداز کر دیا حالانکہ ڈھمپ میں پائے جانے والے اکٹوٹوبیا،
لبیکو آنا، ماکتیتشیا جیسے مشہور حشرات بھی یہاں موجود نہیں ہیں"
عمران نے کہا۔

"اکٹوٹوبیا، لبیکو آنا، ماکتیتشیا یہ کیسے نام ہیں۔ اوہ کیا
آپ مجھے ان کی تفصیلات بتا سکتے ہیں پلیز" ---- عمران
کی توقع کے عین مطابق ڈاکٹر جان ہملے نے آخر کار انتہائی
عاجزانہ انداز میں درخواست کر ہی دی۔

"مگر آپ نے تو ملاقات پر پابندی لگا رکھی ہے" ----
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ --- آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ پلیز پرنس
تشریف لے آیئے میں بوڑھا آدمی ہوں، زیادہ چل پھر نہیں
سکتا ورنہ میں آپ کے استقبال کے لئے وہیں کاؤنٹر پر ہی
آجاتا" ---- ڈاکٹر جان ہملے نے کہا۔

"کوئی بات نہیں، آپ بین الاقوامی شہرت یافتہ ریسرچ
سکالر ہیں اس لئے ہم خود آپ کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں"
عمران نے کہا۔

اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر وہ مڑا اور تیزی سے لفٹ
کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔
تھوڑی دیر بعد اس نے کمرہ نمبر آٹھ پر دستک دی۔ دوسرے
لمحے اس طرح دروازہ کھل گیا جیسے وہ کھلنے کے لئے دستک کا
ہی منتظر تھا۔ سامنے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا بوڑھا

آدمی کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر نائٹ گاؤن تھا۔ سر کے بال صرف سائیڈوں پر جھالر کی طرح لٹکے ہوئے تھے۔ بلکہ سر بالکل صاف تھا۔ آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی۔ وہ واقعی ویلسٹرن کارمن کا باشندہ لگتا تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تشریف لائیے ۔۔۔ میرا نام ڈاکٹر ہملے ہے" ۔۔۔ بوڑھے نے چونک کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ ڈاکٹر نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ بھی عمران کے پیچھے چلتا ہوا کرسی کی طرف بڑھ آیا۔

"آپ اس قدر حیرت بھرے انداز میں کمرے کو کیوں دیکھ رہے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر ہملے نے عمران کو بغور کمرے کا جائزہ لیتے دیکھ کر کہا۔

"میرا خیال تھا کہ پورا کمرہ حشرات الارض سے بھرا ہوا ہوگا مگر....." ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جان ہملے بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ۔۔۔ حشرات الارض پر میں تحقیق ضرور کرتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ سوتے تو نہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر ہملے نے کہا۔

"اوہ تو سونے کے لئے آپ کو حشرات الفلک ڈھونڈھنے پڑتے ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا اور ڈاکٹر

جان ہملے ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ دلچسپ باتیں کرتے ہیں ۔۔۔ تشریف رکھیے" ۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"شکریہ" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرسی پر اس طرح اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے وہ یہاں آیا ہی کرسی پر بیٹھنے کے لئے ہو۔

"یہ پورے ایشیا کا نقشہ ہے۔ میں نے آپ کی آمد سے پہلے اسے اپنے سامان سے نکال لیا تھا۔ اب مجھے بتائیے کہاں ہے آپ کی ریاست ڈھمپ" ۔۔۔ ڈاکٹر نے ایک طرف رکھا ہوا تہہ شدہ نقشہ اٹھا کر اسے میز پر کھولتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے، ڈاکٹر ہملے کہ کوہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک ریاست ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس نقشے میں تو اس ریاست کا کوئی ذکر نہیں ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو بھی نہیں سکتا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کیوں ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیوں نہیں ہو سکتا۔ جب ایک ریاست موجود ہے تو اس کا ذکر نقشے میں ہونا چاہیے" ۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"اس لئے ڈاکٹر جان ہملے کہ قبلہ والد صاحب کنگ آف

ڈھمپ نقشے کے سخت خلاف ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ نقشے
میں ریاست ڈھمپ کو انتہائی چھوٹا دکھایا جائے گا اور یہ ریاست
کی توہین ہے۔ اس لئے یا تو پوری ریاست ڈھمپ کے رقبے
جتنا دکھایا جائے یا پھر نہ دکھایا جائے اس لئے مجبوری ہے۔"
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔ اوہ یہ کیا بات ہوئی' ظاہر ہے نقشے تو گراف کی
بنیاد پر بنتے ہیں۔ سینکڑوں میلوں کو ایک انچ میں دکھایا جاتا
ہے۔ سارے رقبہ جتنا نقشہ کیسے بن سکتا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر
جان ہملے کا اب چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ چکا تھا۔

"یہی تو قبلہ والد صاحب کنگ آف ڈھمپ کو اعتراض ہے
کہ ان کی ریاست انچ کے ہزارویں حصے تک محدود کر دی جائے
گی اور وہ ریاست ڈھمپ کی بجائے سینٹی میٹر ریاست کے
کنگ بن جائیں گے۔ یہ انہیں منظور نہیں کہ اپنی ریاست کے اتنے وسیع
رقبے سے صرف نقشے کی خاطر ہاتھ دھولیں"۔۔۔۔ عمران
نے جواب دیا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے' میں جانتا ہوں مشرق کی ریاستوں
کے کنگ ایسے ہی ہوتے ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے
آخر کار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر نقشہ لپیٹ کر
ایک طرف رکھ دیا۔

"آپ نے جو عجیب و غریب نام لئے تھے' کیا آپ ان کی
تفصیل بتا سکتے ہیں تاکہ مجھے معلوم تو ہو کہ جن حشرات الارض

کے آپ نے نام لئے ہیں وہ واقعی نئے ہیں یا صرف ان کے نام
مقامی ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے کہا۔

"تفصیل بھی سن لیں آکٹو ٹوپیا ایسا کیڑا ہے جس کے آکٹوپس کی ٹانگوں
کی طرح لاتعداد سر ہیں اور ہر سر پر وہ علیحدہ رنگ اور علیحدہ
قسم کی ٹوپی پہنتا ہے اس لئے اس کا نام آکٹو ٹوپیا ہے"۔۔۔۔
عمران نے بڑے اطمینان سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لاتعداد سر اور ہر سر پر علیحدہ رنگ اور علیحدہ قسم کی ٹوپی'
اوہ ۔۔ اوہ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ انتہائی حیرت انگیز انکشاف
ہے۔ ایسا انکشاف کہ اس پر پوری دنیا چونک اٹھے گی۔ ایسا کیڑا
تو اب تک دنیا بھر میں پائے جانے والے کیڑوں کی لاکھوں نسلوں
میں سے کسی میں بھی شامل نہیں ہوتا"۔۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے
کی آنکھیں اس طرح چمک اٹھیں جیسے اسے اچانک مفت میں
ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

"اور یہ ٹوپیاں پھندنے والی ہیں اور ہر پھندنے کا رنگ
مختلف ہوتا ہے اور پھندنے کے ہر بال میں ایک ہزار مختلف
رنگوں کی آنکھیں بھی ہوتی ہیں اور ہر آنکھ پر مختلف رنگ کے
آئی شیڈ بھی لگے ہوتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے آکٹو ٹوپیا کی
مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جان ہملے کی اپنی آنکھیں
اس طرح پھیلتی گئیں کہ جیسے ابھی وہ حیرت کی شدت سے بیہوش
ہو کر گر پڑیں گے۔

"اس قدر حیرت انگیز کیڑا ۔۔ اوہ اس کا تو دنیا میں آج

تک کسی کو پتہ ہی نہیں چلا۔ اوہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ
ڈھمپ میں ایسا حیرت انگیز کیڑا موجود ہے اور میں اس سے
بے خبر ہوں۔ فوراً مجھے ڈھمپ لے چلو، فوراً پلیز پرنس میں
آپ کی منت کرتا ہوں" ۔۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے ہکلاتے
ہوئے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"یہ تو ایک ہے، وہاں تو ایک سے ایک بڑھ کر حشرات الارض
بھرے پڑے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب مسئلہ یہ ہے کہ ریاست ڈھمپ
کا قانون ہی ایسا ہے کہ وہاں کوئی اجنبی داخل ہی نہیں ہو سکتا
اگر داخل ہو جائے تو اسے فوری طور پر گولی سے اڑا دیا جاتا ہے
اور یہ قانون صدیوں سے چلا آ رہا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اسی لئے وہاں پائے جانے والے حشرات کے بارے
میں کسی کو علم نہیں لیکن تم پرنس ہو۔ تم خصوصی اجازت دے
سکتے ہو۔ پلیز ایسا کر دو یہ تمہارا نہ صرف مجھ پر ذاتی احسان ہو گا
بلکہ سائنس تمہاری ہمیشہ ممنون رہے گی۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ
جبراً ہونے والے کام میں ایسا انکشاف ہو جائے گا۔ پلیز میری
درخواست قبول کر لو" ۔۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے انتہائی
عاجزانہ لہجے میں کہا لیکن عمران ان کے "جبراً" والے فقرے
سے بے اختیار چونک پڑا۔

"جبراً ۔۔۔ کیا مطلب، ڈاکٹر جان ہملے کیا کسی نے آپ کو
یہاں آنے پر مجبور کیا تھا" ۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا اور ڈاکٹر

جان ہملے اس طرح جھٹکے سے پیچھے ہٹا جیسے اسے کسی نے
کوڑا مار دیا ہو۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف کے تاثرات
ابھر آئے۔

"نہ نن نہیں ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بس ویسے ہی جوش
میں یہ غلط الفاظ منہ سے نکل گئے۔ پلیز تم اسے چھوڑو، مجھے
ڈھمپ لے چلو" ۔۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے انتہائی گڑبڑاتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جان ہملے آپ بین الاقوامی شہرت کے حامل آدمی
ہیں۔ پوری دنیا میں آپ کی بے پناہ عزت کی جاتی ہے۔ اس
لئے میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ آپ کے لئے اپنے والد کنگ
آف ڈھمپ کو سفارش کر کے آپ کے لئے ڈھمپ میں داخلے
اور وہاں حشرات پر ریسرچ کرنے کے لئے قیام کی اجازت حاصل
کر لوں گا اور وہاں آپ کو شاہی مہمان کے طور پر ٹھہرایا جاتا
لیکن آپ نے اپنی گفتگو سے مجھے کچھ مشکوک کر دیا ہے اور میں
مشکوک آدمی کے ریاست ڈھمپ میں داخلے کا رسک نہیں لے
سکتا۔ ایک ہی صورت ہے کہ آپ کھل کر مجھے بتائیں کہ کس نے
آپ کو یہاں حشرات الارض کی نمائش لگانے پر مجبور کیا ہے۔
میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ بات صرف میرے اور آپ
کے درمیان رہے گی۔ اگر آپ مجھے سب کچھ تفصیل سے بتا دیں
تو میں ابھی فون پر ہی اجازت لے سکتا ہوں، ورنہ مجھے اجازت
آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ، اوہ سنو پرنس اس معاملے کا تمہاری ریاست سے کوئی تعلق نہیں بلکہ کسی سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے پلیز تم اس بات کو رہنے دو۔ ورنہ میری جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، پلیز"۔۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ اب اس لمحے کو پچھتا رہا ہو جب اس کے منہ سے جبراً کے الفاظ نکلے تھے۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہے کہ اس کا تعلق ڈھمپ سے نہیں ہے۔ پھر تو آپ کو کھل کر بات کرنی چاہیے۔ میں ڈھمپ کا پرنس ہوں۔ مجھے صرف ریاست ڈھمپ سے ہی دلچسپی ہے۔ پاکیشیا یا کسی اور ملک سے نہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ کاش جذبات میں یہ الفاظ میرے منہ سے نہ نکلتے تو بہتر تھا۔ بہرحال اب مجبوری ہے، مجھے یقین ہے کہ تم اب ساری بات سنے بغیر مطمئن نہ ہو گے اور جب تک تم مطمئن نہ ہو میں ڈھمپ جا نہ سکوں گا۔ لیکن خیال رکھنا تم نے رازداری کا وعدہ کیا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر جان ہملے نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں ڈاکٹر جان ہملے، آپ پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ میں صرف اپنے اطمینان کے لئے پوچھ رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ جیسا عالم آدمی کوئی جھوٹی بات نہ کرے گا۔ ویسے بھی قدرت نے مجھے ایک مخصوص صلاحیت ودیعت

کر رکھی ہے کہ جھوٹ سچ کا مجھے ایک لمحہ میں علم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ریاست ڈھمپ کا چیف پولیس کمشنر بھی ہوں اور وہاں اس لئے جرم نہیں ہوتا کہ سب کو معلوم ہے کہ پرنس کے سامنے سچ بولے بغیر چارہ نہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہوں، ٹھیک ہے۔ شاید میں مر کر بھی یہ بات کسی کو نہ بتاتا کیونکہ اس سے میری شہرت داغدار ہو سکتی ہے لیکن تم نے جن حشرات کے بارے میں تفصیل بتائی ہے انہیں دیکھے اور حاصل کئے بغیر بھی میں زندہ نہ رہ سکوں۔ اس لئے سنو میرا تعلق ولیسٹرن کارمن سے ہے۔ میں نے وہاں حشرات الارض پر ریسرچ کے لئے اپنی ذاتی لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے۔ ولیسٹرن کارمن کی حکومت میرے ساتھ مکمل تعاون کرتی ہے۔ میری ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام جینٹ ہے۔ جینٹ یونیورسٹی کی طالبہ ہے، انتہائی معصوم اور سیدھی سادھی بچی ہے۔ آج سے ایک ماہ پہلے اسے اغوا کر لیا گیا اور مجھے دھمکی دی گئی کہ اگر میں نے اس بارے میں پولیس یا حکومت سے ایک لفظ بھی کہا تو جینٹ کو بھی گولی مار دی جائے گی اور مجھے بھی۔ اس کے بعد ایک شخص مجھ سے ملا۔ وہ ولیسٹرن کارمن کا ہی باشندہ لگتا تھا، انتہائی سفاک اور ظالم قسم کا آدمی تھا۔ اس نے اپنا نام ڈک بتایا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میری بیٹی زندہ اور صحیح حالت میں صرف اس صورت میں مجھے مل سکتی ہے جب میں پاکیشیا کے دارالحکومت میں حشرات الارض کی ایک نمائش منعقد کروں جس کا سارا انتظام ان کی طرف سے

کیا جائیگا اور اس نمائش کے اندر میں اپنے سٹاک کے تمام
حشرات الارض ظاہر کروں اور خاص طور پر افریقہ کے ایک
دلدلی اور خطرناک علاقے سے ملنے والا کیڑا آرکوپک بھی رکھوں
اور اس کے کیبن کی چابی وہ نمائش کے دوران لے لیں گے۔
یہ نمائش اس وقت تک جاری رہے گی جب تک وہ مجھے اس
کے ختم کرنے کا فون پر نہ کہیں گے۔ میں نمائش کے دوران
وہیں رہوں گا اور صرف حشرات الارض کی خوراک کا انتظام
کروں گا۔ خاص طور پر آرکوپک کی غذا کا خاص طور پر خیال رکھوں
گا۔ اسی ڈک نے مجھے کہا کہ یہ نمائش زیادہ سے زیادہ چھ روز تک
جاری رہے گی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مجھے میری بیٹی جینٹ
کی چیخوں اور لرزتی ہوئی آواز کا ٹیپ بھی سنوایا۔ میری معصوم
بیٹی پر غیر انسانی تشدد کیا جا رہا تھا چنانچہ میں نے مجبوراً حامی
بھر لی اور اب میں چار روز سے یہاں نمائش لگائے ہوئے ہوں
بس یہ ہے ساری بات:" ——— ڈاکٹر جان ہملے نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا اور عمران ان کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ
سچ بول رہے ہیں۔

" آرکوپک وہی کیڑا ہے جو کیبن نمبر بارہ میں بند ہے "
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں وہی ہے، اس کیبن کی ایک چابی ڈک نے یہاں آنے
سے پہلے ہی لے لی تھی اور ابھی تک ان کے پاس ہے۔" ———
ڈاکٹر جان ہملے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" آپ اسے کیا خوراک دیتے ہیں اور کیبن میں ان کی کتنی
تعداد ہے کیونکہ وہاں موجود مٹی میں مجھے تو ایک ہی نظر آیا
تھا" ——— عمران نے پوچھا۔

" دلدلی مٹی میں پایا جانے والا ایک مخصوص عنصر ان کی
خوراک ہے جسے میں اپنی لیبارٹری میں تیار کرتا ہوں۔ ان کی
تعداد سب سے کم ہے کیونکہ یہ نایاب ترین کیڑا ہے۔ میں نے
تین سال کی محنت کے بعد ان کے صرف دو جوڑے حاصل کئے
تھے اور ان دو جوڑوں کی وجہ سے آگے ان کی نسل چلائی۔ اس
وقت آٹھ جوڑے کیبن میں ہیں۔ روشنی کی وجہ سے یہ مٹی کے
اندر چھپے رہتے ہیں" ——— ڈاکٹر جان نے جواب دیا۔

" ڈاکٹر جان ہملے، آرکوپک کیڑے میں یہ خصوصیت موجود ہے
کہ یہ زمین کے اندر سوراخ کرتا ہوا انتہائی گہرائی میں چلا جاتا
ہے۔ اور پھر جس جگہ سے یہ زمین میں اترتا ہے وہاں سے گہرائی
کے اندر ہی یہ باقاعدہ سرنگ لگا کر سفر کرتا ہے اور جہاں
اسے زمین کی گہرائی میں کارسانک کی تہہ ملتی ہے وہاں رک کر
یہ کارسانک کو چٹ کر جاتا ہے اور واپس اپنی سرنگ میں آ جاتا
ہے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر
جان ہملے کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگ گئیں۔

" اوہ — اوہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم بھی ماہر حشرات الارض
ہو" ——— ڈاکٹر جان ہملے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"میں نے اس کی اس خصوصیت کے بارے میں ایک سائنس میگزین میں ایک تحقیقی مقالہ پڑھا تھا اور جہاں تک مجھے یاد ہے یہ مقالہ کسی ڈاکٹر ہاروے کا لکھا ہوا تھا۔" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اوہ تم انٹرنیشنل سائنس میگزین کی بات کر رہے ہو۔ ہاں اس میں یہ مقالہ چھپا تھا اور تمہیں بتا دوں کہ ہاروے میرا ہی قلمی نام ہے اور میں یہ نام اس وقت اختیار کرتا ہوں جب میری تحقیقات فائنل نہیں ہوتیں۔ اس کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ ہم عصر ماہرین حشرات الارض اس کے جواب میں مضامین لکھیں گے اور پھر ان کے مطالعے کے بعد میں اپنی فائنل تحقیقات کر کے اپنے نام سے اصل مقالہ چھپواؤں گا۔ میرا شروع سے ہی یہی طریقہ کار رہا ہے۔" ـــــ ڈاکٹر جان ہملے نے جواب دیا۔

"اوہ تو اس فرضی نام سے کون کون واقف ہے۔ میرا مطلب ہے کس کس کو معلوم ہے کہ ہاروے کے نام سے آپ لکھتے ہیں۔" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"صرف میگزین کے چیف ایڈیٹر کو علم ہے۔ وہ میرا رشتہ دار بھی ہے، یا اب میں نے تمہیں بتایا ہے۔" ـــــ ڈاکٹر جان ہملے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب یہ بھی بتا دیں کہ آرکوپک کو اگر مخصوص خوراک نہ ملے تو وہ کتنا عرصہ زندہ رہ سکتا ہے۔" ـــــ عمران

نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے، اس لئے چوبیس گھنٹوں میں اسے ایک بار لازماً خوراک دی جاتی ہے اور یہ خوراک ہر بار تازہ تیار کرنی پڑتی ہے۔ یہاں میں نے ایک علیحدہ کمرہ بنایا ہوا ہے جس میں میں خود تیار کرتا ہوں۔" ـــــ ڈاکٹر جان ہملے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کارسانک کھانے کے باوجود آرکوپک خوراک طلب کرتا ہے۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہ صرف طلب کرتا ہے بلکہ اس کی طلب بڑھ جاتی ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"تو کیا جب سے آپ نے نمائش لگائی ہے ان کی خوراک کی طلب بڑھی ہے یا نہیں۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ہاں بڑھی ہے اور میں بھی سوچ رہا تھا کہ یہاں کیبن میں پڑے پڑے ان کی خوراک کی طلب کیوں بڑھ گئی ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"اچھا اب آپ سوچ کر بتائیں کہ آٹھ جوڑوں کو اگر زمین میں ایسی جگہ اتارا جائے جہاں قریب ہی کارسانک تہہ میں موجود ہو تو وہ کتنا کارسانک کھائیں گے اور کیسے باہر آئیں گے۔" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بات یہ ہے کہ کارسانک صرف افریقہ کے ایک مخصوص علاقے میں انتہائی گہرائی پر ملتی ہے اور وہیں یہ کیڑے بھی

رہتے ہیں۔ یہاں یا دنیا کے کسی اور علاقے میں اس کا وجود
نہیں ہے اس لئے یہاں تو انہیں کارسانک ملنے کا سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا۔ ویسے تم علمی انداز میں پوچھ رہے ہو تو میں تمہیں
بتا سکتا ہوں کہ آرکوپک کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ صرف گہرے
اندھیرے میں رہنا پسند کرتا ہے۔ روشنی اسے موافق نہیں
آتی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر معمولی سی روشنی بھی ہو تو یہ فوراً زمین
میں سوراخ کر کے اندھیرے میں اتر جاتے ہیں لیکن یہ انتہائی
گہرائی میں صرف دس گھنٹوں تک رہ سکتے ہیں۔ اس کے بعد
انہیں لازماً اوپر آنا پڑتا ہے تاکہ خوراک حاصل کرنے کے ساتھ
ساتھ تازہ ہوا بھی حاصل کر لیں۔ اور اگر انہیں کارسانک کی
تہہ مل جائے تو پھر یہ اسے کھانا شروع کر دیتے ہیں لیکن اس
صورت میں چونکہ انہیں خوراک کی طلب بڑھ جاتی ہے اس
لئے یہ چھ گھنٹوں کے بعد ہی واپس اوپر آ جاتے ہیں"۔۔۔۔۔۔
ڈاکٹر جان ہملے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں نے پوچھا ہے کہ آٹھ جوڑے ان چھ گھنٹوں کے
دوران کتنی کارسانک کھا جاتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ
دباتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کیڑے کارسانک کھاتے ہوئے اس میں سوراخ کرتے
جاتے ہیں اس لئے مقدار کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور
نہ میں نے اس بارے میں کبھی غور کیا ہے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر
جان ہملے نے جواب دیا۔

"سوراخ کرتے ہیں۔۔۔ کیا مطلب، کارسانک تو دنیا کا
سب سے سخت ترین مادہ ہے جو سٹیل سے بھی ہزاروں لاکھوں گنا
زیادہ سخت اور ٹھوس ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس پر ایٹم بم بھی
اثر نہیں کرتا"۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں
تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن یہ آرکوپک اس کو کھاتے
ہوئے سوراخ کر دیتا ہے حالانکہ اس کے دانت نہیں ہوتے۔
میں نے جو تجربات کئے ہیں اس کے مطابق یہ اپنے جسم سے کوئی
خاص مادہ نکال کر کارسانک پر لگاتا ہے جہاں یہ مادہ لگتا ہے
وہ جگہ بخود بخود اس کے پیٹ میں چلی جاتی ہے اس طرح وہاں
گڑھا پڑ جاتا ہے۔ بس اس طرح وہ اپنی جسامت کا سوراخ
کرتا جاتا ہے جہاں اس کی طلب ختم ہو جاتی ہے یا پھر اس
کے جسم سے نکلنے والا مادہ ختم ہو جاتا ہے واپس آ جاتا ہے
لیکن دوسرے روز پھر وہیں سے شروع کرتا ہے۔ اس طرح
کتنی ہی موٹی تہہ ہو یہ اس میں سوراخ کر ہی ڈالتا ہے"۔۔۔۔
ڈاکٹر جان ہملے نے کہا۔

"یہ بتائیں کہ جس سوراخ سے یہ اترتا ہے اور واپس آتا
ہے کیا وہ سوراخ قائم رہتا ہے یا خود بخود برابر ہو جاتا ہے"؟
عمران نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"دلدلی علاقہ میں تو اس میں پانی چلا جاتا ہے اس لئے
وہ پانی سے بھر کر بند ہو جاتا ہے۔ کسی خشک علاقے میں یقیناً

وہ قائم رہتا ہو گا۔" ——— ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"یہ زیادہ سے زیادہ کتنا فاصلہ طے کر کے کارسانک تک پہنچتا ہے۔ میرا مطلب ہے کوئی خاص رینج فکسڈ ہے یا لامحدود ہے" عمران نے کہا۔

"میں نے جو تجربات کئے ہیں اس کے مطابق یہ کیڑا مٹی میں اس قدر تیز رفتاری سے سوراخ کرتا ہے کہ شاید بجلی کی ڈرل بھی اس قدر تیز رفتاری سے کام نہ کرتی ہو گی اور اس طرح کئی کئی میلوں تک یہ کارسانک کی تلاش میں نکل جاتا ہے۔" ——— ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"کئی کئی میل ——— اوہ خاصا طویل فاصلہ طے کر لیتا ہے۔" عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ہاں ——— اسی لئے تو یہ حیرت انگیز کیڑا ہے۔ لیکن تم تو اس کی ریسرچ میں الجھ گئے۔ وہ اکٹوٹوپیا اور ڈھمپ میں میرے داخلے کا کیا ہو گا۔" ——— ڈاکٹر جان ہملے نے کہا۔

"دو تین روز بعد آپ کو وہاں میں خود لے جاؤں گا۔ کنگ آف ڈھمپ آج کل ایکریمیا دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ وہ دو روز بعد آ جائیں گے۔ اور اب مجھے اجازت ——— میں نے آپ کا بے حد وقت لیا ہے۔" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پھر یاد رکھنا پرنس پلیز۔" ——— ڈاکٹر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل ——— آپ قطعی بے فکر رہیں۔ وعدہ ضرور پورا ہو گا۔" عمران نے جواب دیا اور پھر ڈاکٹر جان ہملے سے مصافحہ کر کے وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں آتے ہوئے تو اس کی آنکھوں میں شرارت کی جھلکیاں تھیں لیکن جاتے ہوئے اس کے چہرے پر گہری سوچ اور سنجیدگی موجود تھی۔

گھرے اندھیرے میں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی جیپ
ایک ویران سے علاقے میں تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی
جا رہی تھی۔ یہ سارا علاقہ سنسان اور ویران تھا۔ اس میں ہر
طرف جھاڑیاں ہی پھیلی ہوئی تھیں حالانکہ دور دور تک اندھیرا
تھا لیکن جیپ کی ہیڈ لائٹس نہ صرف بند تھیں بلکہ اس کے اندر
بھی روشنی موجود نہ تھی۔ جیپ مکمل طور پر اندھیرے کا ہی ایک
حصہ دکھائی دے رہی تھی۔ سٹیرنگ پر ایک لمبا تڑنگا آدمی چست
سیاہ لباس میں ملبوس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ
پر ایک قدرے بھاری مگر انتہائی ٹھوس جسم کا مالک نوجوان
موجود تھا۔ اس کی سرخ آنکھیں اندھیرے میں کسی بھیڑیئے کی
آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

"اب کتنے دنوں کا کام رہ گیا ہے پیٹر، آج تیسرا روز ہے"

ڈرائیور نے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے خیال میں صرف آج رات کام ہوگا۔ اس کے بعد ان
مکروہ کیڑوں سے جان چھوٹ جائے گی"۔۔۔۔ پیٹر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیپ مسلسل دوڑتی ہوئی آخر کار ویران سے علاقے میں
درختوں کے ایک چھوٹے سے جھنڈ کے قریب جا کر رک گئی اور
وہ دونوں جیپ سے نیچے اتر آئے۔ ڈرائیور نے جیپ کی عقبی
سیٹ پر رکھے ہوئے ایک باکس کو اٹھایا اور وہ دونوں اس
جھنڈ سے ذرا فاصلے پر ایک بڑی سی جھاڑی کے قریب جا کر
رک گئے۔ باکس وہیں زمین پر رکھ دیا گیا اور دونوں نے ادھر
ادھر دیکھا۔ ہر طرف اندھیرا دیکھ کر وہ مطمئن سے ہو گئے۔

"چارلس، پنسل ٹارچ نکالو"۔۔۔۔ پیٹر نے ڈرائیور
سے مخاطب ہو کر کہا اور خود اس نے باکس کی سائیڈ پر لگا ہوا
ایک بٹن پریس کیا تو باکس کی ایک سائیڈ خود بخود کھل کر
اوپر کو اٹھ گئی۔ اسی لمحے ڈرائیور نے جیب سے پنسل ٹارچ نکال
کر اس کی سائیڈ پر ہتھیلی رکھ کر اسے آن کیا تو روشنی کی ایک
باریک سی لہر زمین پر سیدھی پڑنے لگی جہاں باکس میں سے
نکل آنے والے سیاہ رنگ کے انتہائی مکروہ اور لجلجے سے کیڑے
رینگ رہے تھے۔ جیسے ہی روشنی ان پر پڑی وہ تیزی سے
ادھر ادھر کو دوڑنے لگے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر
پہلے سے موجود سوراخوں میں غائب ہو گئے۔ چارلس اب ہر

سوراخ پر ٹارچ سے روشنی ڈالنے لگا۔ سوراخ تقریباً دو سینٹی
میٹر قطر کے تھے اور ان کی تعداد آٹھ تھی اور وہ قریب قریب
بنے ہوئے تھے۔ آٹھوں سوراخوں میں روشنی ڈال کر چارلس
نے ٹارچ بند کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

" چلو اب باکس اٹھاؤ اور واپس چلو۔" ——— پیٹر نے
کہا اور چارلس نے باکس اٹھایا اور واپس جیپ کے قریب
پہنچ کر اس نے باکس جیپ میں رکھا اور پھر اندر سے ایک سیاہ
رنگ کا بڑا سا تھیلا نکالا جو کینوس کا بنا ہوا تھا۔ اس نے جھنڈ
کے اندر جا کر بیگ کھولا تو اس میں ایک عجیب سی ساخت کی
مستطیل مشین موجود تھی جس کے ساتھ آٹھ لمبی لمبی تاروں کے
گچھے لٹک رہے تھے۔ ان تاروں کے گچھے کھول کر وہ تیزی سے
ان تاروں کو ہاتھ میں رکھ کر پتنگ کی ڈور کی طرح اسی جھاڑی
کی طرف لے گیا جہاں سوراخ تھے۔ ہر تار کے سرے پر ایک
چپٹی سی سیاہ رنگ کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ اس نے ہر پلیٹ ایک ایک
سوراخ کے اوپر رکھ کر اسے دبایا۔ اسی طرح آٹھوں پلیٹس سوراخوں
پر جما کر وہ ہاتھ جھٹکتا ہوا واپس جھنڈ میں پہنچا تو پیٹر زمین پر
اسی مشین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

" او۔کے پیٹر۔" ——— چارلس نے آتے ہی کہا اور خود
بھی پیٹر کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گیا۔ پیٹر نے سر ہلاتے
ہوئے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن دبایا تو مشین میں سے
ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس پر موجود

بے شمار چھوٹی چھوٹی سکرینوں میں سے آٹھ سکرینیں روشن ہو گئیں
اور اس کے ساتھ ہی ان سکرینوں پر وہی مکروہ شکلوں والے
کیڑے نظر آنے لگے۔ وہ حرکت کر رہے تھے۔ سکرین پر نظر
آنے والی روشنی زرد رنگ کی تھی جس میں وہ سیاہ کیڑے حرکت
کرتے نظر آ رہے تھے۔ وہ دونوں خاموش بیٹھے ان سکرینوں
کو دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد سکرین کا رنگ ایک جھماکے سے
بدل گیا۔ اب زرد رنگ کی بجائے ہلکے نیلے رنگ میں وہ کیڑے
حرکت کرتے نظر آ رہے تھے اور رنگ بدلنے کے ساتھ ساتھ ان
کا رُخ بھی بدل گیا تھا۔ پہلے وہ اوپر سے نیچے جاتے دکھائی دے
رہے تھے لیکن اب وہ سائیڈ پر حرکت کرتے ہوئے دکھائی دے
رہے تھے۔ باس اور چارلس دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ تقریباً
ایک گھنٹے تک سکرین کا رنگ نیلا رہا پھر یکلخت وہ ایک بار پھر
بدل گیا۔ اب سکرین کا رنگ سرخ ہو گیا تھا اور وہ دونوں چونک
کر سیدھے ہو گئے۔

" ٹارگٹ پر پہنچ گئے ہیں یہ۔" ——— پیٹر نے کہا اور چارلس
نے سر ہلا دیا۔ پھر انہیں دو گھنٹے مزید اسی طرح سکرین کو دیکھتے
گزر گئے کہ اچانک ایک جھماکے سے سکرینیں آف ہو گئیں اور
وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

" اوہ ——— اوہ کام ہو گیا ویری گڈ۔" ——— پیٹر کے حلق
سے مسرت بھری قلقاری نکلی۔ چند لمحوں بعد سکرین دوبارہ
سرخی مائل ہو گئی لیکن اب سکرین ہلکے ہلکے لرز رہی تھی اور

اب کیڑے اس پر واپس آتے دکھائی دے رہے تھے۔ ایک
گھنٹے بعد سکرین کا رنگ دوبارہ ہلکا نیلا ہوگیا اور پھر ایک گھنٹے
تک اسی طرح نیلا رہنے کے بعد وہ دوبارہ زرد رنگ میں تبدیل
ہوگیا۔

"جاؤ چارلس باکس لے کر ۔۔۔ جب میں سیٹی بجاؤں گا
تم باکس کھول کر بڑی ٹارچ جلا دینا اور انہیں چمٹی سے
پکڑ کر باکس میں ڈال دینا" ۔۔۔ پیٹر نے چارلس سے مخاطب
ہو کر کہا اور چارلس سر ہلاتا ہوا اٹھا اور جیب میں رکھے ہوئے
باکس کو اٹھا کر اس جھاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ پیٹر کی نظریں
مسلسل سکرینوں پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد
سکرین میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں تو پیٹر نے منہ
میں انگلی ڈال کر زور سے سیٹی بجائی اور اس کے ساتھ ہی
ہاتھ بڑھا کر اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد چارلس واپس آیا تو اس کے ہاتھ
میں باکس موجود تھا۔ وہ اس نے جیب میں رکھا اور واپس اس
جھاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ پیٹر اب وہاں سے اٹھ کر جیپ
میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا
اور اس پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ باکس میں سے ٹوں ٹوں
کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو، ہیلو پیٹر کالنگ چیف اوور" ۔۔۔ پیٹر نے
بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس چیف اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی باکس
میں سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چیف کام مکمل ہوگیا۔ بی ایکس مشین نے ریڈ لائٹ دے
دی ہے، اوور" ۔۔۔ پیٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری گڈ ۔۔۔ اچھی طرح تسلی کر لی ہے، اوور" ۔۔۔
چیف کے لہجے میں بھی مسرت تھی۔

"یس چیف، اوور" ۔۔۔ پیٹر نے جواب دیا۔

"او۔ کے آر کو یک باکس واپس پہنچا دو اور تم مشین لے
کر زیرو سیون پہنچ جاؤ، اوور" ۔۔۔ چیف نے کہا۔

"چیف ۔۔۔ اس ڈاکٹر کو فون کر دو کہ وہ نمائش بند کر دے
کیونکہ شہر میں اس نمائش پر کافی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں، اوور"
پیٹر نے کہا۔

"ہونے دو ۔۔۔ خالصتاً سائنسی نمائش ہے بلکہ ابھی دو تین
روز اور ہونے دو تاکہ کسی کو کوئی شک نہ پڑ سکے، اوور" ۔۔۔
چیف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چیف ۔۔۔ اب اگلا راؤنڈ کب شروع ہوگا،
اوور" ۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

"زیرو سیون نے اگلے راؤنڈ کی تیاری مکمل کر لی ہے۔
کل فلنگ کر دی جائے گی۔ اس کے بعد کاشن ملنے پر مشن
فائنل کر دیا جائے گا، اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف
سے کہا گیا اور پیٹر نے سر ہلاتے ہوئے باکس کا بٹن آف

کیا اور پھر باکس کو جیب میں ڈال لیا۔ چارلس اس دوران مشین کو بیگ میں ڈال کر واپس جیپ میں پہنچ چکا تھا۔

" چلو چارلس واپس ـــ اب کم از کم ان مکروہ کیڑوں سے تو جان چھوٹی "ـــــ پیٹر نے مسکراتے ہوئے چارلس سے کہا اور چارلس سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیپ سٹارٹ کی اور اسے واپس موڑ کر دوبارہ ناہموار اور ویران میدان میں اسے دوڑانے لگا۔

عمران نے کار دانش منزل کے کمپاؤنڈ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

" خیریت عمران صاحب ـــ آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ لگ رہے ہیں "ـــــ بلیک زیرو نے اس کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" آج مجھے پتہ چلا ہے کہ ہمارا شمار بھی حشرات الارض میں ہوتا ہے بس تب سے دل بجھ سا گیا ہے ورنہ پہلے تو میں سمجھتا تھا کہ انسان سب مخلوق سے ہٹ کر ہے "ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" حشرات الارض ـــ انسان ـــ کیا مطلب "ـــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب سمجھنے کے لئے تو ڈاکٹر جان ہملے کے پاس گیا تھا لیکن اس نے ایسا مطلب سمجھایا ہے کہ بس کھوپڑی میں مطلب ہی باقی رہ گیا ہے، سمجھ باہر نکل گئی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو نے ایسے انداز میں کندھے اچکائے جیسے اسے عمران کی بات سمجھ میں نہ آئی ہو لیکن اس کے فون میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے وہ خاموش ہو گیا۔

"یس" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر داور کی خشک آواز سنائی دی۔

"یکے از حشرات الارض عمران بول رہا ہوں، کیا آپ حشرات الارض کے سرکاری سر بول رہے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سامنے بیٹھے بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا بکواس کر رہے ہو، کیا تمہیں دورہ پڑ جاتا ہے، فضول باتیں کرنے کا" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر داور کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی۔

"اچھا تو حشرات الارض کو دورے بھی پڑتے ہیں لیکن حکما کہتے ہیں کہ دورے تو سر میں خرابی کی وجہ سے پڑتے ہیں۔ مم مم میرا مطلب سرکاری سر سے نہیں عام سر ہے، جیسے کھوپڑی، ذہن، دماغ، ہیڈ اور نجانے کیا کہتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے

چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی کی تہہ بھی غائب ہو گئی۔ اب وہاں ہلکی سی شرارت بھری مسکراہٹ نمایاں تھی لیکن دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

"ارے ارے کہیں واقعی دورہ تو نہیں پڑ گیا ۔۔۔ سرکاری سر کو بھی" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ وہ سر داور کے خصوصی فون کے نمبر ڈائل کر رہا تھا اس لئے کال سر داور براہِ راست اٹنڈ کر رہے تھے۔

"یس" ۔۔۔۔ سر داور کی اس بار انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"ج ج جناب میں علی عمران بول رہا ہوں۔ میرا دل اور اعصاب دونوں بے حد کمزور ہیں۔ آپ اتنے سخت لہجے میں نہ بولا کریں ورنہ مجھے خمیرہ گاؤ زبان عنبری جواہر دار کے ساتھ ساتھ خمیرہ ابریشم نسخہ حکیم ارشد والا بھی استعمال کرنا پڑے گا اور آپ جانتے ہیں کہ آج کل خمیروں کا بھاؤ بہت اونچا جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اسی طرح مہنگائی بڑھتی رہی تو کل ان خمیروں کو خریدنے کے لئے نوٹوں کا خمیرہ، اوہ سوری ذخیرہ ادا کرنا پڑے گا" ۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"عمران میں اس وقت انتہائی اہم اور نازک ترین تجربے میں مصروف ہوں۔ اس لئے اگر کوئی اہم مسئلہ ہے تو بتا دو ورنہ پھر کبھی فون کر لینا" ۔۔۔۔ سر داور نے اسی طرح خشک لہجے

میں کہا۔

" اوہ سوری سر داور، میں سمجھا یہ آپ کا ریلیسٹ کا وقت ہے اس لئے آپ ریلیسٹ فرما رہے ہوں گے ۔" ___ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اتنی بات تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ سر داور اگر کسی کام میں مصروف ہوں تو انہیں ڈسٹرب کرنا نہیں چاہیے۔

" ہاں ___ وقت تو ریلیسٹ کا ہے لیکن کام ایسا الجھ گیا کہ ریلیسٹ غائب ہو گیا۔ بہر حال بتاؤ کیوں فون کیا تھا ۔" ___ سر داور نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ سر داور واقعی ذہنی طور پر انتہائی مصروف ہیں۔ صرف اسے سنجیدہ کرنے کے لئے ایسی بات نہیں کر رہے ورنہ وہ دوسری بات پر لازماً ہنس پڑتے۔

" سر داور، سپر ایکٹو لیبارٹری جو حال ہی میں قائم کی گئی ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ کی نگرانی میں ہی تعمیر ہوئی تھی اور آپ نے ہی بتایا تھا کہ اس کے حفاظتی نظام میں کارسانک استعمال کی گئی ہے ۔" ___ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" سپر ایکٹو لیبارٹری ___ اوہ ہاں کارسانک کی انتہائی موٹی تہہ اس کے چاروں طرف لگائی گئی تھی تاکہ یہ لیبارٹری انتہائی حد تک محفوظ ہو سکے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو ۔" ___ سر داور نے چونک کر پوچھا۔

" یہ بتائیں کہ اس کارسانک تہہ میں اگر آٹھ سوراخ کر لئے جائیں تقریباً دو سینٹی میٹر قطر کے تو ان سوراخوں کی مدد سے

لیبارٹری کو کیا نقصان پہنچایا جا سکتا ہے ۔" ___ عمران نے کہا۔

" کیا تمہارا دماغ واقعی خراب ہو گیا ہے۔ کارسانک میں سوراخ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیزر ریز بھی اس میں سوراخ نہیں کر سکتیں اور اس سے زیادہ طاقتور ریز تو ابھی دریافت ہی نہیں ہوئیں ۔" سر داور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں پوچھ رہا ہوں بفرض محال اگر ہو جائیں تو ۔" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جو بات وقوع پذیر ہونی ممکن ہی نہ ہو اس میں فرض کیسے کیا جا سکتا ہے۔ یہ آئیڈیا ہی بنیادی طور پر غلط ہے۔ کیا تم نے یہ فضول اور احمقانہ بات پوچھنے کے لئے مجھے فون کیا ہے ۔" ___ سر داور نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اسے بھی عمران کا مذاق ہی سمجھ رہے تھے۔

" سر داور آپ ناراض جلدی ہو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے آپ کے اعصاب کمزور ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب آپ کو خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر دار بھجوانا ہی پڑے گا۔ چاہے کتنا ہی مہنگا کیوں نہ ملے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس ناممکن کو ممکن بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ اگر اس میں سوراخ ہو جائیں تو ان سوراخوں سے مخالف کیا کام لے سکتے ہیں ۔" ___ عمران نے کہا۔

" اب میں مزید کیا کہوں تم خواہ مخواہ ایک ناممکن بات پر اصرار کر رہے ہو۔ بہرحال اگر ایسا ہو جائے تو یہ لیبارٹری کے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ ان سوراخوں سے کوئی ڈسٹرکشن ریز اندر پھینکی جا سکتی ہیں یا کوئی گیس اندر پہنچائی جا سکتی ہے مائیکرو چپ بھی دو سینٹی میٹر کے سوراخ سے اندر پہنچایا جا سکتا ہے اب میں کیا کیا گنواتا رہوں "۔۔۔۔ سرداور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" کیا کارسانک تہہ کے بعد لیبارٹری کی حفاظت کا کوئی اور انتظام نہیں کیا گیا "۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا گیا ہے کارسانک تہہ کے بعد اس کے گرد ٹی۔ ایکس شعاعوں کا جال موجود ہے اور اس کے بعد ڈپ سکس بھرتی کی مضبوط اور موٹی تہہ ہے۔ اس کے اوپر کنکریٹ کی موٹی دیواریں ہیں۔ ان دیواروں کے اندرونی طرف آرکوٹس کا کوٹ چڑھایا گیا ہے اس کے بعد لیبارٹری ہے "۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

" اوہ پھر اس کا مطلب ہے صرف سوراخ کر دینے سے لیبارٹری کو کوئی فوری خطرہ نہیں ہو سکتا "۔۔۔۔ عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

" آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو، کھل کر بات کرو۔۔۔۔ سپر ایکٹو لیبارٹری پاکیشیا کے لئے انتہائی اہم لیبارٹری ہے۔ یوں سمجھو کہ اس لیبارٹری پر پاکیشیا کے محفوظ مستقبل کا دارومدار ہے "۔۔۔۔

" میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ کوئی پارٹی کسی جگہ کارسانک تہہ میں سے سوراخ کرنے کے درپے ہے اور چونکہ وہ پاکیشیا میں ایسا کر رہے ہیں اور میرے خیال میں پاکیشیا میں واحد یہی لیبارٹری ہے جس میں کارسانک استعمال کی گئی ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" جس نے تمہیں یہ اطلاع دی ہے اس نے سراسر احمقانہ بات کی ہے۔ سوراخ ہونا ہی ناممکن ہے "۔۔۔۔ سرداور نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" یہ لیبارٹری نارتھ زون میں بنائی گئی ہے ناں، اور ہاں یہ بتائیں کہ کیا کسی اور لیبارٹری یا بلڈنگ کے گرد تو کارسانک کی تہہ استعمال نہیں ہوئی، اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے مجھے معلوم نہ ہو۔ آپ کو تو بہرحال علم ہو گا "۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" نہیں، یہ جدید ترین دریافت ہے۔ اس لیبارٹری میں ہی اسے استعمال کیا گیا ہے۔ پوری دنیا میں صرف سپر پاورز کے پاس ایسی چند لیبارٹریاں ہیں جس میں حفاظت کے لئے کارسانک استعمال ہوئی ہے ورنہ تو اس سے لوگ واقف ہی نہیں ہیں۔ ہم نے بھی سٹوگران کے ذریعے کارسانک حاصل کی تھی اور یوں سمجھو کہ یہ ہمیں حد سے زیادہ مہنگی پڑی ہے لیکن یہ لیبارٹری اس قدر اہم ہے کہ ہمیں اس کی حفاظت کے لئے ہر قیمت پر اسے حاصل کرنا پڑا۔ ویسے لیبارٹری نارتھ زون میں ہی ہے۔

لیکن تم یا کوئی اور اس کے اندر نہیں جا سکتا۔ وہاں صدر مملکت بھی
خصوصی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتے"۔۔۔۔۔ سردادر نے کہا۔
" اس لیبارٹری کا انچارج کون ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
" ڈاکٹر وحید انچارج ہیں لیکن ایسا قانون بنا دیا گیا ہے کہ صرف
لیبارٹری کے اندر کام کرنے والے ہی خصوصی میگنٹ وے
کے ذریعے آ جا سکتے ہیں۔ وہ بھی خصوصی اجازت سے کوئی غیر آدمی
اندر نہیں جا سکتا۔ مزید حفاظت کے لئے وہاں فون بھی نہیں
جا سکتا۔ صرف میرے پاس ایک خصوصی اے ٹی سیٹ ہے جس
سے میں ڈاکٹر وحید سے بات کر سکتا ہوں یا ڈاکٹر وحید ضرورت
پڑنے پر مجھ سے بات کر سکتے ہیں اور میں بھی اپنی لیبارٹری
سے ایک خصوصی وے کے ذریعے لیبارٹری میں جا سکتا ہوں"۔۔
سردادر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
" او۔ کے تھینک یو۔۔ آپ کا وقت لیا، خدا حافظ"۔۔۔۔۔
عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔
" یہ آپ آج حشرات الارض کا لفظ کیوں بار بار دوہرا رہے
ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اس بار ہمارا واسطہ
حشرات الارض سے پڑنے والا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔
" حشرات الارض سے واسطہ ۔۔۔ اوہ میں اب سمجھ گیا، آپ
تاج محل گیلری میں منعقد ہونے والی حشرات الارض نمائش

دیکھ آئے ہوں گے اس لئے آپ کے ذہن پر حشرات الارض
سوار ہیں۔ میں نے اخبار میں اس کا اشتہار پڑھا تھا"۔۔۔۔۔
بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔
" نہ صرف یہ نمائش دیکھ آیا ہوں بلکہ حشرات الارض پر بین الاقوامی
اتھارٹی نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر جان ہیلے کے نیاز بھی حاصل
کر چکا ہوں اور میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں انہیں
ڈھمپ لے جا کر ایسے ایسے حشرات الارض دکھاؤں گا کہ وہ
حشرات الارض کا معنی ہی بھول جائیں گے"۔۔۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس
پڑا۔ وہ تصور میں ہی عمران اور اس ڈاکٹر جان ہیلے کے دوران
ہونے والی ملاقات سے محظوظ ہو رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ عمران
نے اس ڈاکٹر کو واقعی نئے سے نئے حشرات الارض کا ذکر کر کے
پاگل بنا دیا ہوگا۔
" تو آپ کا خیال ہے کہ اس سائنسی نمائش کے پس منظر میں
کوئی جرم کیا جا رہا ہے"۔۔۔۔۔ اچانک ایک خیال کے آتے ہی
بلیک زیرو نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔
" خیال نہیں بلکہ یقین ہے کہ مجرم انتہائی رازداری سے سپرالیکٹو
لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اگر میری نظر اس نمائش
کے پوسٹر پر اچانک نہ پڑتی اور پھر میں اپنے فطری دلچسپی
کے تحت اس نمائش کو دیکھنے اور بعد میں صرف اسی مضمون پر
اپنی معلومات میں اضافہ کے لئے ڈاکٹر جان ہیلے سے نہ ملتا

تو ہمیں اس جرم کا پتہ ہی نہ چلتا اور ابھی تم سن چکے ہو کہ سپر ایکٹو لیبارٹری پاکیشیا کے لئے کس قدر اہمیت رکھتی ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن حشرات الارض کی اس نمائش کے ذریعے سپر ایکٹو لیبارٹری کو کیا خطرہ پیش آسکتا ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ بات آ ہی نہیں رہی"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر داور تو اپنی جگہ مطمئن ہیں کہ کارسانک کی تہہ لگانے کے بعد سپر ایکٹو لیبارٹری ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکی ہے لیکن سر داور کو یہ معلوم نہیں کہ ان کے علاوہ دوسرے بھی ذہن رکھتے ہیں اور واقعی جو طریقہ انہوں نے کارسانک کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اس قدر انوکھا اور منفرد ہے کہ میرا اپنا ذہن بھی چکرا کر رہ گیا ہے۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں کیونکہ اس لیبارٹری کی اہمیت کے پیش نظر ہمیں فوری اقدامات کرنے ہوں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر جان ہملے سے آرکوپک اور کارسانک کے بارے میں ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔۔۔ اوہ تو آپ کا مطلب ہے کہ مجرم ان کیڑوں کی مدد سے لیبارٹری کی کارسانک تہہ میں سوراخ کر رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو واقعی یہ انتہائی حیرت انگیز جرم ہے۔ قطعی منفرد اور انوکھا"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اور اسی بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بار ہمارا واسطہ کس قسم کے مجرموں سے پڑنے والا ہے۔ تم ذرا خصوصی کمرے سے جا کر سپر ایکٹو لیبارٹری والی فائل لے آؤ۔ لیبارٹری کی تعمیر کے بعد خصوصی حفاظت کے پیش نظر اسے ہمارے حوالے کیا گیا تھا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو اٹھ کر ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔۔ جولیا کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"تاج محل گیلری میں حشرات الارض کی ایک نمائش لگی ہوئی ہے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو تفصیلی ہدایات دے کر وہاں بھجوا دو۔ وہاں سے کیڑوں کا ایک کیبن خفیہ طور پر رات کو اٹھا کر کہیں لے جایا جاتا ہے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے ان لوگوں کی مکمل نگرانی ہے جو ایسا کرتے ہیں لیکن کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی ان لوگوں کو نگرانی کا احساس ہو"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا حیرت کی وجہ سے لازماً مزید سوالات

کرے گی اور وہ فی الحال اس بارے میں مزید کچھ نہ کہنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو ایک فائل لئے واپس آپریشن روم میں داخل ہوا اور اس نے ضخیم فائل عمران کے سامنے رکھ دی۔

"تم چائے بناؤ میں ذرا اس کا تفصیلی مطالعہ کر لوں"۔ عمران نے کہا اور فائل کھول لی جبکہ بلیک زیرو کچن کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے چائے کا کپ عمران کے سامنے رکھا اور خود وہ اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ ایک کپ چائے وہ اپنے لئے بھی بنا لایا تھا۔ عمران فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ البتہ وہ ساتھ ساتھ چائے کی چسکیاں بھی لیتا جا رہا تھا لیکن اس کی نظریں فائل کے صفحات پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ کافی دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"فائل کے مطالعے سے بھی انہی باتوں کی تصدیق ہوتی ہے جو سر داور نے بتائی ہیں اور اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ واقعی صرف کارسانک میں سوراخ کر لینے سے مجرم کیا مقصد حاصل کر سکیں گے"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔

"اگر یہ مجرم واقعی اس انداز میں کام کر رہے ہیں تو انہوں

نے لازماً لیبارٹری کے مزید حفاظتی نظام کو توڑنے کا بھی کوئی نہ کوئی طریقہ سوچ رکھا ہوگا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر ہے۔۔۔ صرف کارسانک میں سوراخ کرنے کے شوق میں تو انہوں نے اس قدر بکھیڑا نہ پھیلایا ہوگا لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ان مجرموں کا اصل مقصد کیا ہے۔ کیا یہ لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں یا وہ لیبارٹری سے کوئی خاص فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ فرض کیا کہ وہ کارسانک تہہ میں دو سینٹی میٹر قطر کے آٹھ سوراخ کر لیتے ہیں پھر ان سوراخوں سے وہ کوئی جدید آلہ یا گیس وغیرہ استعمال کر کے لیبارٹری کا مزید حفاظتی نظام ہی ختم کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد کیا ہوگا۔ ان سوراخوں میں سے ظاہر ہے نہ کوئی انسان اندر جا سکتا ہے اور نہ باہر آ سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ کیڑے سائیڈ پر میلوں لمبی سرنگ بنا لیتے ہیں۔ اس لئے اس نوے درجے کے زاویے پر بنائی گئی طویل سرنگوں سے مجرم کیا مفاد حاصل کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"مجرموں کے ذہن میں بہرحال کوئی اہم مقصد موجود ہے اور ہم نے اب اس مقصد کو ٹریس کرنا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ مجرم پاکیشیا کو انتہائی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں سوچ رہا ہوں۔ میں نے نمائش کی نگرانی کے لئے صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھجوا دیا ہے۔ اگر تو آرکوپک

کیڑوں کا کام ختم نہیں ہوگیا تو پھر لازماً مجرم سامنے آجائیں
گے۔ اور اگر انہوں نے پہلے ہی یہ کام مکمل کر لیا ہے تو پھر
ہمیں لیبارٹری کی بیرونی نگرانی کرنی پڑے گی لیکن مسئلہ یہ
ہے کہ لیبارٹری جس علاقے میں بنائی گئی ہے وہاں چاروں
طرف انتہائی وسیع بنجر اور ویران میدان ہے۔ لیبارٹری مکمل
طور پر زیر زمین ہے اور اس کے خصوصی راستے بھی اس میدان
سے دور کسی اور جگہ کھلتے ہیں۔ اگر کوپک کیڑے چونکہ طویل فاصلے
سے سرنگ لگا لیتے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے انہوں نے اس
میدان سے ہٹ کر کسی اور جگہ سے انہیں استعمال کیا ہو۔ ان
کا وہ ٹارگٹ تلاش ہو جائے تو مجرم سامنے آسکتے ہیں"۔۔۔
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سی۔ آر ہیڈ کوارٹر"۔۔۔ دوسری طرف سے
ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو۔۔۔ انچارج کون ہے،
اس سے بات کراؤ"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے
میں کہا۔

"اوہ یس سر۔۔۔ ایئر کموڈور مجاہد انچارج ہیں۔ میں
بات کراتا ہوں سر"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لیکن
قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں
بعد ایک اور آواز رسیور پر ابھری۔

"یس سر۔۔۔ مجاہد بول رہا ہوں سر۔۔۔ انچارج سی۔ آر
ہیڈ کوارٹر"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ایئر کموڈور مجاہد۔۔۔ آپ کے ہیڈ کوارٹر میں ان لینڈ فضائی
چیکنگ کا نظام بلیو ایکس موجود ہے۔ کیا آپ اسے استعمال کر رہے
ہیں"۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نو سر۔۔۔ صرف جنگ کے دوران اسے استعمال کیا جاتا
ہے تاکہ دشمن ایجنٹ اندر سے ایئر کرافٹس پر کوئی ہتھیار استعمال
نہ کر سکیں۔ عام حالات میں تو اس کی ضرورت نہیں رہتی سر"۔۔۔
ایئر کموڈور مجاہد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس بلیو ایکس سپر بھی موجود ہے جو مخصوص ٹارگٹس
کی مائیکرو فلم بھی تیار کرتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر، موجود ہے"۔۔۔ ایئر کموڈور نے جواب
دیا۔

"دارالحکومت سے جنوب کی طرف بیس میل کے فاصلے پر
ایک وسیع و عریض بنجر اور ویران میدانی خطہ موجود ہے جسے
نارتھ زون کہا جاتا ہے۔ کیا آپ اس سے واقف ہیں"۔۔۔
عمران نے پوچھا۔

"یس سر، وہاں اکثر فوجی مشقیں بھی ہوتی رہتی ہیں"۔۔۔
ایئر کموڈور نے جواب دیا۔

"آپ بلیو ایکس سپر کو آن کریں اور نارتھ زون اور اس
سے ملحقہ ویران علاقے کو ٹارگٹ میں رکھ کر اس کی فلم تیار کریں

یہ فلم چوبیس گھنٹوں پر مسلسل محیط ہونی چاہیے اور پھر یہ فلم سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو بھجوا دیں۔ کام فوراً شروع کر دیں۔" عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر، آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی سر۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ائیر کموڈور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اس فلم کی تیاری کی خبر آپ کے ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں جانی چاہیے۔ اٹ از ٹاپ سیکرٹ۔"۔۔۔۔ عمران نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر، میں سمجھتا ہوں سر۔"۔۔۔۔ ائیر کموڈور مجاہد نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی۔"۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"فلیٹ پر جا رہے ہیں۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں، میں لائبریری میں کچھ وقت گزاروں گا۔ کار سائنک کے بعد لیبارٹری کی حفاظت کے لئے جو سائنسی اقدامات کئے گئے ہیں ان کو مجرم کس طرح توڑ سکتے ہیں۔ میں نے اسے چیک کرنا ہے۔ دونوں طرف سے رپورٹیں تو ظاہر ہے کل ہی مل سکیں گی اس لئے اس دوران یہ ریسرچ کی جا سکتی ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور لائبریری کی طرف جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک بڑے سے کمرے کی دیوار کے ساتھ ایک طویل و عریض اور بظاہر انتہائی پیچیدہ نظر آنے والی مشین نصب تھی۔ جس کے سامنے سفید کوٹ پہنے ہوئے چار افراد اونچے سٹولوں پر بیٹھے اسے مسلسل چیک کر رہے تھے۔ کمرے کی ایک سائیڈ پر شیشے کا بنا ہوا ایک کیبن تھا جس کے اندر میز پر ایک چھوٹی مستطیل شکل کی مشین کے سامنے ایک کرسی پر ادھیڑ عمر منحنی سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک تھی اور اس کی نظریں اس مشین پر جمی ہوئی تھیں جس پر بنے ہوئے بے شمار چھوٹے بڑے ڈائلوں میں سوئیاں مختلف سمتوں میں حرکت کر رہی تھیں اور مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔ اچانک سائیڈ پر موجود تپائی پر پڑے ہوئے مخصوص ساخت کے ٹرانسمیٹر نے کال دینا شروع کر دی،

اور ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر پہلے ٹرانسمیٹر کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو، چیف کالنگ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک کرخت اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس ڈاکٹر آرنلڈ اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ ۔۔۔ مشن کا پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا ہے۔ ریڈ لائٹ جل چکی ہے۔ اب دوسرے مرحلے کے لئے آپ کیا کہتے ہیں اوور"۔ چیف نے کہا۔

"گڈ نیوز ۔۔۔ چیف ہمارا کام مکمل ہو گیا ہے ۔۔۔ زیادہ سے زیادہ بارہ گھنٹے بعد ایف۔ کے تیار ہو جائیں گے اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایف۔ کے کے استعمال کے لئے آپ کسے بھیجیں گے اوور"۔۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

"ظاہر ہے اس کے لئے آپ کا وہی آدمی جائے گا جس نے پہلا مرحلہ مکمل کیا ہے۔ وہ اسے ہولز میں ڈال دے گا۔ اس کے بعد اس کا کنٹرول تو آپریشن روم سے ہو گا اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ ۔۔۔ ایک اہم بات میرے نوٹس میں آئی ہے اس لئے میں نے آپ کو فون بھی کیا ہے۔ پہلے مرحلے کے لئے جہاں سے ہم آرکوپک لیتے تھے اس جگہ سے دو مقامی آدمی

نگرانی کرتے ہوئے چیک کئے گئے ہیں۔ میں چاہوں تو ان دونوں آدمیوں کو اغوا کر کے آسانی سے ان سے معلوم کر سکتا ہوں کہ یہ نگرانی کیوں ہو رہی ہے اور کون کرا رہا ہے لیکن اس طرح ہم اپنے مشن کی تکمیل کی بجائے دوسرے مسئلے میں الجھ سکتے ہیں۔ چونکہ آرکوپک کا کام ختم ہو چکا ہے اب ظاہر ہے نگرانی کرنے والے وہاں سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے اس لئے میں نے ان کی پرواہ نہیں کی لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر نگرانی کرنے کی وجہ کیا ہے۔ کیا ہمارا یہ مشن لیک آؤٹ ہو گیا ہے حالانکہ ایسا ہونا بظاہر ناممکن ہے اور اگر واقعی یہ لیک آؤٹ ہوا ہے تو پھر لازماً ٹارگٹ ہولز کے علاقے کی بھی نگرانی کی جا رہی ہو گی اس لئے ایسا نہ ہو کہ میرے آدمی جب ایف۔ کے ہولز میں ڈالنے کے لئے جائیں تو وہ ٹریس کر لئے جائیں اور اس طرح ہمارا یہ اہم ترین مشن ابتدائی مرحلے میں ہی ختم ہو جائے۔ اس لئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایف۔ کے کو آپ کسی سائنسی ذریعے سے ہولز میں پہنچا دیں اوور"۔۔۔۔ چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی یہ تشویش انگیز اطلاع ہے لیکن مشن آخر کس طرح لیک آؤٹ ہو سکتا ہے۔ یہاں کس کو معلوم ہو گا کہ آرکوپک کی کیا خصوصیات ہیں اور انہیں کس طرح اور کہاں استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر جان ہملے کو خود کسی بات کا علم نہیں ہے تو پھر دوسرا آدمی کس طرح اس سے واقف ہو سکتا ہے۔

اس لئے یقیناً اس نگرانی کا کوئی اور مقصد ہوگا۔ بہرحال جہاں تک
ایف۔ کے کا ہولنز تک پہنچنے کا تعلق ہے ایسا تو ناممکن ہے کہ ہم
ان آلات کو ہوا میں اڑا کر وہاں پہنچائیں۔ اسے فاصلے سے کنٹرول
اور آپریٹ تو کیا جا سکتا ہے لیکن وہاں تک اسے پہنچانا تو بہرحال
کسی آدمی کے ذریعے ہی پڑے گا' اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا کوئی ایسا انتظام ہو سکتا ہے کہ میں وہاں آدمی بھیجنے سے
پہلے یہ چیک کر سکوں کہ اس ٹارگٹ کی زمینی یا فضائی حدود پر
نگرانی تو نہیں ہو رہی' اوور"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

" ہاں ایسا ممکن ہے چیف۔۔۔۔ میرے پاس ٹی ڈی ٹونٹی موجود
ہے لیکن اس کے لئے آپ کو مجھے فضائی نقشے میں ٹارگٹ کو
مارک کر کے دینا ہوگا' تب ہی ایسا ممکن ہو سکتا ہے' اوور"۔۔۔
ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

" آپ کے پاس مقامی تفصیلی نقشہ تو موجود ہوگا' اوور"۔۔۔
چیف نے کہا۔

" ہاں ہے' اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

" او۔ کے آپ اسے کھول کر سامنے رکھ لیں۔ میں نشاندہی
کرتا ہوں آپ اسے مارک کر لیں' اوور"۔۔۔۔ چیف نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے' اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا اور اٹھ
کر ایک سائیڈ پر موجود لوہے کی بڑی سی الماری کی طرف بڑھ

گیا۔ اس نے الماری کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک بڑا
سا نقشہ نکال کر اس نے الماری بند کی اور نقشے کو لا کر اس
نے ایک سائیڈ پر موجود خالی میز پر بچھا دیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر
بھی اٹھا کر اس میز کے ایک کنارے پر رکھ دیا۔

" یس میں نے نقشہ کھول کر سامنے رکھ لیا ہے' اوور"۔۔۔۔
ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

" اسے غور سے دیکھو' جہاں شہابی ٹاؤن لکھا ہوا نظر آئے
وہاں پنسل رکھ لو پھر میں جیسے جیسے بتاتا جاؤں تم مارک کرتے
جانا' اوور"۔۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے بعد چیف نے
بتانا شروع کیا اور ڈاکٹر آرنلڈ مارکنگ کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد
اس نے چیف کے بتانے پر ایک خاص علاقے کے گرد دائرہ
کھینچ دیا تھا۔ پھر چیف کے پوچھنے پر اس نے اس دائرے
کا طول بلد اور عرض بلد بتا دیا۔

" ٹھیک ہے' اسی دائرے کے اندر ٹارگٹ ہے۔ یہ سارا
علاقہ بنجر اور ویران ہے۔ یہاں زیادہ تر تو جھاڑیاں ہیں۔ البتہ
کہیں کہیں درختوں کے جھنڈ بھی موجود ہیں اور انہی میں سے
ایک جھنڈ کے قریب ہولنز بنائے گئے ہیں۔ مجھے زیادہ خطرہ اسی
وجہ سے محسوس ہو رہا ہے کہ ان جھنڈوں میں نگرانی کے لئے
آلات بھی لگائے جا سکتے ہیں اور آدمی بھی رکھے جا سکتے ہیں۔
اس طرح میرے آدمیوں کو قریب پہنچنے تک ان کا علم بھی نہ
ہو سکے گا اور وہ مارک ہو سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہو سکتا

ہے کہ کسی سائنسی طریقے سے فضا سے بھی نگرانی کی جا رہی ہو ہمیں ہر پہلو کو سامنے رکھنا چاہیے کیونکہ جو ملک ایسی لیبارٹری بنا سکتا ہے وہ لازماً سائنسی طور پر خاصا ایڈوانس ہی ہو گا' اوور!" ۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں، میں ابھی چیک کر لیتا ہوں اور آپ کو ایک گھنٹے بعد اس کی رپورٹ دے دوں گا' اوور!" ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے اوور اینڈ آل!" ۔۔۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر نقشہ اٹھائے وہ شیشے کے اس کیبن سے نکل کر ہال میں نصب مشین کی طرف بڑھ گیا۔

"ڈاکٹر مارٹن!" ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے مشین کے دائیں کونے میں سٹول پر بیٹھے ہوئے آدمی کے قریب جا کر کہا۔

"یس ڈاکٹر!" ۔۔۔۔۔ اس آدمی نے تیزی سے سٹول سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"چیف کو خطرہ ہے کہ ہولز ٹارگٹ کی نگرانی ہو رہی ہے اور اگر واقعی نگرانی ہو رہی ہے تو پھر ایف۔ کے جب ہولز میں ڈالنے کے لئے کوئی آدمی جائے گا تو سارا مشن ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے ہم نے ٹی۔ ٹونٹی کے ذریعے یہ چیک کرنا ہے کہ کیا واقعی کوئی نگرانی ہو بھی رہی ہے یا نہیں۔ یہ نقشہ

دیکھو اس میں جس علاقے کے گرد دائرہ لگا ہوا ہے، یہ ہمارا ٹارگٹ ایریا ہے۔ اب تم اسے ٹی۔ ٹونٹی میں فیڈ کر کے مکمل اور تفصیلی چیکنگ کرو۔ زمینی اور فضائی دونوں قسم کی تفصیلی چیکنگ اور مجھے رپورٹ دو۔" ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کھلے ہوئے نقشے میں دائرے والی جگہ ڈاکٹر مارٹن کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"یس ڈاکٹر ۔۔۔ میں ابھی چیک کر لیتا ہوں۔ ٹی۔ ٹونٹی سے کوئی چیز چاہے انسان ہو یا کوئی سائنسی آلہ چھپا نہیں رہ سکتا"۔ ڈاکٹر مارٹن نے کہا اور نقشہ لے کر وہ دوبارہ مشین کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا جبکہ ڈاکٹر آرنلڈ ہونٹ بھینچے واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے کیونکہ اگر واقعی نگرانی ہو رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کا یہ انتہائی پوشیدہ مشن لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ اس طرح ڈاکٹر آرنلڈ کی اب تک کی گئی ساری محنت پر پانی پھر سکتا تھا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی نگرانی ہو رہی ہے تو پھر وہ ایسی کیا ترکیب کرے کہ ایف۔ کے ہولز کے اندر پہنچ جائے۔ اسے معلوم تھا کہ ایک بار ایف۔ کے ہولز میں پہنچ گئے تو پھر اسے مشن کی تکمیل سے کوئی طاقت نہ روک سکے گی لیکن اصل مسئلہ ایف۔ کے کا ان ہولز میں پہنچانا تھا۔

پھر تقریباً چالیس پنتالیس منٹس بعد ڈاکٹر مارٹن کیبن

میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ تنا ہوا تھا۔

"ڈاکٹر انتہائی حیرت انگیز انکشاف ہوا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر مارٹن نے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ اس کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔۔ کیا واقعی نگرانی ہو رہی ہے۔ کس قسم کی نگرانی ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"ڈاکٹر، ٹی۔ ٹوئنٹی نے حیرت انگیز انکشاف کیا ہے اور یہ انکشاف ٹی۔ ٹوئنٹی ہی کر سکتا تھا ورنہ ہم کسی صورت بھی معلوم نہ کر سکتے کہ اس ٹارگٹ ایریا کی بلیو ایکس سپر سے نہ صرف فضائی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ اس کی باقاعدہ فلم بھی بن رہی ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"کیا۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بلیو ایکس سپر سے اوہ اس قدر جدید سسٹم یہاں کیسے آ گیا"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے بے اختیار کرسی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھئے رزلٹ"۔۔۔۔ ڈاکٹر مارٹن نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک کاغذ کا رول ڈاکٹر آرنلڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر آرنلڈ نے رول لے کر اسے کھولا۔ یہ رول ایک لمبی پٹی کی صورت میں تھا۔ اس پر مخصوص انداز کے پنچنگ نشانات موجود تھے۔ ڈاکٹر آرنلڈ غور سے ان نشانات کو دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"تم درست کہہ رہے ہو۔ واقعی بلیو ایکس سپر سے اس علاقے کی فلم تیار کی جا رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مشن واقعی لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ بہر حال یہ ہولز تو اس فلم میں نہ آ سکیں گے لیکن جو آدمی بھی وہاں گیا تو وہ لازماً مارک ہو جائے گا"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"ڈاکٹر، بلیو ایکس سپر کو ڈاج بھی نہیں دیا جا سکتا"۔۔۔۔ ڈاکٹر مارٹن نے کہا۔

"ہاں اسے ڈاج دینا بھی ناممکن ہے۔ یہ جدید ترین چیکنگ سسٹم ہے۔ بہر حال میں چیف سے بات کرتا ہوں، پھر ہی کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ تم جا کر کام کرو۔ ایف۔ کے کو بہر حال تیار ہو جانا چاہیے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا اور ڈاکٹر مارٹن سر ہلاتا ہوا واپس مڑا۔ اور کیبن سے باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر کا بلب یکلخت سپارک کرنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ٹوں ٹوں کی آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے چونک کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو چیف کالنگ اوور"۔۔۔۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے چیف کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر آرنلڈ بول رہا ہوں۔ ٹارگٹ ایریا کی فضائی نگرانی ہو رہی ہے اور نہ صرف نگرانی ہو رہی ہے بلکہ اس نگرانی کی باقاعدہ فلم بھی تیار ہو رہی ہے، اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا ۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا واقعی ایسا ہو رہا ہے' اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے چیف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ڈاکٹر آرنلڈ کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"یس چیف ۔۔ ٹی ٹونٹی نے اسے مارک کر لیا ہے۔ انتہائی جدید ترین چیکنگ سسٹم بلیو ایکس سپر کے ذریعے یہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ اگر ہمارے پاس ٹی۔ ٹونٹی نہ ہوتی تو یہ چیکنگ کسی طرح بھی مارک نہ ہو سکتی تھی' اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ پورا مشن ہی لیک آؤٹ ہو چکا ہے لیکن آخر یہ ہوا کیسے۔ میری تو سمجھ میں یہ بات ہی نہیں آ رہی' اوور"۔۔۔۔ چیف کی قدرے مایوسانہ سی آواز سنائی دی۔

"جس طرح بھی ہوا بہرحال ہو گیا ہے لیکن بلیو ایکس سپر کے استعمال سے ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ چیکنگ کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ ہولز کہاں ہیں' ورنہ وہ اس قدر وسیع رینج میں چیکنگ کرنے کی بجائے ٹارگٹ پر ہی چیکنگ کرتے اور فلم بنانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ یہ چیکنگ کسی کے حکم پر کی جا رہی ہے تاکہ وہ فلم دیکھ کر اندازہ لگا سکے کہ کیا اس ایریے میں کوئی کارروائی ہو رہی ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے مستقل طور پر تو یہ فلم نہیں بنائی جا سکتی۔ وہ

زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹے یا اڑتالیس گھنٹے تک چیکنگ کریں گے۔ اور اگر فلم انہیں صاف ملی تو پھر وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ جب ہم ٹی۔ ٹونٹی کے ذریعے یہ چیک کر لیں گے کہ نگرانی نہیں ہو رہی تب فوری طور پر ایف۔ کے ان ہولز تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ ایک بار اگر ایف۔ کے ان ہولز تک پہنچ گیا تو پھر چاہے وہ کچھ بھی کر لیں ہمیں اپنے مشن کی تکمیل سے نہ روک سکیں گے' اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اب دوسرے مرحلے کے لئے انتظار کرنا ہو گا۔ ویسے کیا آپ یہ بات معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ چیکنگ کہاں سے ہو رہی ہے تاکہ میں کم از کم یہ تو معلوم کر سکوں کہ آخر کونسی تنظیم ہمارے خلاف کام کر رہی ہے' اوور"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"اسے چیک کرنے کی کیا ضرورت ہے' بلیو ایکس سپر خالصتاً ایک دفاعی ہتھیار ہے اور ہمیشہ اسے راڈار کے کسی اہم اڈے میں فٹ کیا جاتا ہے اور فوج اسے استعمال کرتی ہے۔ اس لئے بلیو ایکس سپر راڈار کے کسی بڑے اڈے پر ہی نصب ہو گا اور وہیں سے اسے استعمال کیا جا رہا ہو گا' اوور"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ ۔۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ ہم بلیو ایکس سپر کو کسی طرح ڈاج دے سکیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہمیں زیادہ انتظار کرنا پڑا تو آر کو یک ہولز بند بھی ہو سکتے ہیں اور نمائش

کی نگرانی کے بعد اب میں کسی صورت بھی دوبارہ آرکوپک ہولز بنانے کا رسک نہیں لے سکتا' اوور" ۔۔۔ چیف نے کہا۔

"سوری چیف ۔۔ بلیو ایکس سپر کو کسی طرح بھی ڈاج نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ نارتھ زون کا علاقہ چونکہ بنجر اور ویران سا علاقہ ہے اس لئے وہاں شکاری پارٹی کے طور پر کوئی جیپ بھیجی جائے جس میں ہمارا آدمی بھی شامل ہو وہ ایف ۔ کے لے جائے اور ہولز میں ڈال دے۔ اس طرح جب تک فلم چیک ہو گی وہ جیپ واپس بھی آجائے گی ۔۔۔ لیکن اگر اس سارے علاقے کے گرد ان کے آدمیوں کا گھیرا ہوا تو پھر ایف ۔ کے پکڑے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی سارا مشن بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ بات آپ سوچ لیں اور دوسری تو کوئی صورت نہیں میرے ذہن میں آرہی' اوور" ۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیا۔

"ابھی بارہ گھنٹے تو ویسے بھی ایف ۔ کے کی تیاری میں لگنے ہیں۔ وہ تیار ہو جائیں اس کے بعد مزید بھی آٹھ دس گھنٹے انتظار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد دوبارہ آپ چیکنگ کر لیں، اگر بلیو ایکس سپر آف ہو تو ہم فوری طور پر دوسرا مرحلہ مکمل کر لیں گے ورنہ پھر بعد میں مزید سوچ لیں گے اوور" ۔۔۔ چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے' یہ بہتر فیصلہ ہے۔ بس ایک بار ایف کے

آرکوپک ہولز میں پہنچ گئے تو اس کے بعد دنیا کی کوئی طاقت نہ انہیں ٹریس کر سکے گی اور نہ ہی ہمارے مشن کو روک سکے گی' اوور" ۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیا۔

"او ۔ کے اوور اینڈ آل" ۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر دوبارہ سامنے موجود مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران کی پیشانی شکن آلود تھی اور وہ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔

" ہو سکتا ہے جو کچھ آپ نے سوچا ہے ایسا نہ ہو رہا ہو"۔ سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

" بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی یہی رپورٹ ہے کہ رات کو نہ ہی کوئی تاج محل گیلری میں داخل ہوا اور نہ باہر آیا اور نہ ہی انہیں وہاں کوئی مشکوک آدمی نظر آیا۔ دونوں انتہائی ذمہ دار ہیں اس لئے ان کی اس رپورٹ پر بھی مکمل اعتبار کیا جا سکتا ہے اور پھر بلیو ایکس سپر نے چوبیس گھنٹے تک جو فلم بنائی ہے وہ فلم بھی مکمل طور پر کلیئر ہے۔ پورے نارتھ زون میں ان چوبیس گھنٹوں

میں کوئی آدمی داخل ہی نہیں ہوا ہے۔ اس کا مطلب تو یہی نکلتا ہے کہ جو کچھ ہم سوچ رہے ہیں وہ غلط ہے لیکن پھر آرکوپک کی غذائی طلب کیوں بڑھی ہے اور غذا کی طلب صرف کارسانک کھانے سے ہی بڑھتی ہے۔ اس کا تو یہی مطلب ہے کہ ان آٹھ آرکوپکز نے لازماً کارسانک کھائی ہے اور یہاں پاکیشیا میں تو کارسانک صرف سپر ایکٹو لیبارٹری کے گرد ہی موجود ہے۔ اور تو کہیں اس کی موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اوہ ٹھہرو ایک اور بات چیک کر لوں"۔۔۔۔ عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس تاج محل ہوٹل"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک لڑکی کی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر جان ہیملے سے بات کرائیں، میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ وہ مجھ سے واقف ہیں، بات کر لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر، میں کنکٹ کرتی ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس لڑکی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" ڈاکٹر صاحب سے بات کیجئے سر"۔۔۔۔ لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور سے ڈاکٹر جان ہیملے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو پرنس میرا کام ہو گیا ہے" ـــــ ڈاکٹر جان ہملے کے لہجے میں بے پناہ اشتیاق تھا۔

"کنگ سے میری فون پر بات ہو گئی ہے۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں رضا مند کر لیا ہے۔ ڈاکٹر بے فکر رہیں دو تین روز بعد وہ واپس آرہے ہیں۔ ان کے یہاں پہنچتے ہی میں ان سے تحریری اجازت لے لوں گا اور اس کے بعد آپ ڈھمپ پہنچ جائیں گے اور شاید اس پوری دنیا میں آپ واحد آدمی ہوں گے جو ڈھمپ کے شہری نہ ہونے کے باوجود ڈھمپ میں داخل ہو سکیں گے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ بہت بہت شکریہ پرنس، میں آپ کا احسان مند رہوں گا" ـــــ ڈاکٹر جان ہملے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ـــ آپ نے بتایا تھا کہ آپ آرکوپک کیڑوں کے لئے روزانہ خوراک تیار کرتے ہیں۔ مجھے خیال آیا ہے کہ آپ کو تو اس میں بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہو گی۔ اگر آپ کہیں تو میں دو تین ملازم آپ کے پاس بھجوا دوں" ـــــ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں پرنس ـــ اس کی ضرورت نہیں۔ چار جوڑوں کے لئے تھوڑی سی خوراک تو تیار ہوتی ہے۔ بس پرابلم صرف اس کے روزانہ تازہ تیار کرنے کا ہے۔ دو تین گھنٹوں

کا پراسس ہوتا ہے، آفر کا بے حد شکریہ" ـــــ ڈاکٹر جان ہملے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ ان کی خوراک کی طلب بڑھ گئی ہے۔ اس طرح تو آپ کو زیادہ خوراک تیار کرنی پڑتی ہو گی" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہاں، تین روز تک تو واقعی ڈبل خوراک تیار کرنی پڑی لیکن آج انہوں نے نارمل خوراک کھائی ہے۔ نجانے انہیں تین دن تک کیا ہوا کہ ان کی خوراک کی طلب بڑھ گئی، بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں کہ اس بارے میں تحقیقات کروں کہ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ شاید ایسا یہاں کی آب و ہوا کی وجہ سے ہوا ہو گا لیکن آج سے ان کی خوراک دوبارہ نارمل ہو گئی۔ اس سے میں مزید الجھن میں پڑ گیا۔ بہرحال اس کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہو گی۔ مجھے سوچنا پڑے گا" ـــــ ڈاکٹر جان ہملے نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب ـــ اگر آرکوپک کارسانک کھا لیں تو ان کے جسم یا ان کی رنگت وغیرہ میں کوئی خاص تبدیلی پیدا نہیں ہوتی" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہاں، ہوتی ہے۔ ان کی رنگت میں ہلکی سی نیلے رنگ کی چمک پیدا ہو جاتی ہے جو خاص طور پر چیک کرنے پر ہی نظر آسکتی ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایسی چمک مجھے تین روز تک ان میں نظر بھی آتی رہی لیکن آج یہ چمک

نظر نہیں آئی لیکن یہی تو پیچیدہ مسئلہ ہے کہ کارسانک تو یہاں موجود ہی نہیں ہے، پھر ایسا کیوں ہوا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ڈاکٹر صاحب، یہ بتائیں کہ آرکوپک جو ہولز زمین میں بناتے ہیں انہیں کس طرح تلاش کیا جا سکتا ہے، کوئی خاص نشانی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں، بس ان کی جسامت کے مطابق عام سے ہولز ہوتے ہیں، نشانی کیا ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"او۔کے ڈاکٹر صاحب ۔۔ بے حد شکریہ۔ میں جلد ہی آپ کو فون کروں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر کی باتوں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کیڑوں کو باقاعدہ استعمال کیا گیا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں، اب یہ بات تو حتمی ہے کہ نارتھ زون میں آرکوپک کیڑوں کو استعمال کر کے ہولز بنائے گئے ہیں اور آج ان کی نارمل خوراک کے بعد یہ وجہ بھی سامنے آگئی کہ کل گیلری سے انہیں کیوں نہیں اٹھایا گیا۔ چونکہ ان کی ضرورت ہی ختم ہو چکی تھی اور فلم بھی اسی لئے کلیئر ہے۔ اصل میں ہم شاید ایک روز لیٹ ہو گئے ہیں ورنہ یہ لوگ چیک ہو سکتے تھے"۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ان ہولز کو استعمال کیوں نہیں کیا گیا۔ کیا صرف ہولز بنانے سے ان کا مقصد حل ہو جائے گا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے کل لائبریری میں جو مطالعہ کیا ہے اور پھر جا کر سر داور سے جو بات چیت کی ہے اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان لوگوں کا مقصد اس لیبارٹری کو کسی طور پر تباہ کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس کی تیاریوں میں ابھی مصروف ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن سر داور تو بتا رہے تھے کہ آرسونک کے بعد سخت حفاظتی اقدامات موجود ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ٹی۔ ایکس ریز۔ ڈپ سکس بھری کی موٹی تہہ پھر کنکریٹ کی دیوار اور اس دیوار پر آرکولٹس کا کوٹ۔ یہ حفاظتی اقدامات موجود ہیں اور انہی حفاظتی اقدامات کو سامنے رکھ کر میں سوچتا رہا ہوں کہ وہ ان ہولز میں آخر ایسی کیا چیز داخل کریں گے کہ جو ان سب حفاظتی اقدامات کو بھی ناکام کر دے اور لیبارٹری کے اندر کوئی ایسی چیز بھی پہنچ جائے جس سے لیبارٹری تباہ ہو سکے۔ مطالعے اور سر داور کے ساتھ طویل ڈسکس کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر وہ لوگ لیزر شعاعوں کو بی زیڈ شعاعوں کے ساتھ مکس کر کے ڈی بھری گلاس میں بند کر کے اس کے اوپر ہائیو تھراؤنڈ

کا کوٹ کر دیں تو اس طرح ایک ایسا مخصوص آلہ تیار کیا
جا سکتا ہے جسے انتہائی فاصلے سے آر کیم ایکٹی سیون ریز کی
مدد سے کنٹرول کرتے ہوئے ان ہولز میں چلایا بھی جا سکتا
ہے اور یہ جیب آر سونک کی تہہ کراس کر کے ٹی ایکس ریز
سے ٹکرائیں گے تو ہائیو بھراؤنڈ کی وجہ سے ٹی۔ ایکس ریز میں
کیمیائی رد عمل پیدا ہو گا اور وہ فوری طور پر ریز مرکز میں
پھٹ کر نہ صرف ختم ہو جائیں گی بلکہ وہ ڈپ سکس تھری کی
تہہ کو بھی خود بخود پھاڑ دیں گی۔

ڈپ سکس تھری کے پھٹتے ہی ہائیو بھراؤنڈ خود بخود اس
کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور اس طرح دونوں مل کر اس
قدر خوفناک ریلشنگ فورس میں بدل جائیں گی کہ کنکریٹ کی
موٹی دیوار اور اس پر موجود آر کولٹس کی تہہ بھی انہیں نہ روک
سکے گی اور ہائیو بھراؤنڈ تو ختم ہو جائے گی البتہ لیزر شعاعیں
اس ڈی تھری گلاس کے ساتھ ہی پوری فورس کے ساتھ اندر
پہنچیں گی اور ڈی تھری گلاس ہائیو تھری کی عدم موجودگی میں
خود بخود ٹوٹ جائے گا اور انتہائی خوفناک حد تک طاقتور
لیزر شعاعیں آزاد ہو کر پلک جھپکنے میں لیبارٹری کے اندر
موجود انسان تو ایک طرف ہر قسم کی مشینری کو بھی جلا کر راکھ
بنا دیں گی۔ اس طرح اس قدر اہم اور قیمتی لیبارٹری کے ساتھ
ساتھ ہمارے اہم ترین سائنسدان بھی راکھ کا ڈھیر بن جائیں
گے۔"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو

کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔۔۔ اوہ اگر واقعی ایسا ہو سکتا ہے تو اس کا مطلب
ہے کہ لیبارٹری انتہائی شدید خطرے میں ہے۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو
نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ تو ہماری اپنی سائنسی تحقیقات ہے لیکن اس
کی تیاری میں بہت بڑی اور پیچیدہ مشینری کی ضرورت پڑتی
ہے اور اس قدر پیچیدہ مشینری کا یہاں آنا اور پھر نصب
کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں
نے کوئی ایسی چیز تیار کی ہو جس سے ہم واقف ہی نہ ہوں۔
اس لئے مجھے اس بارے میں بے حد پریشانی ہے۔ ہم لیبارٹری
کے اندر سے بھی اسے نہیں روک سکتے اور باہر سے بھی یہ
پتہ نہیں کہ یہ ہولز کہاں بنائے گئے ہوں گے۔"۔۔۔۔ عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کوئی نہ کوئی حل تو بہرحال سوچنا ہی پڑے گا۔"۔۔۔۔
بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہی حل سوچنے کی کوشش میں میرا ذہن پھٹنے کے
قریب ہو رہا ہے لیکن کوئی حل کوئی کلیو سمجھ میں ہی نہیں
آرہا۔ کوئی ایسا کلیو جس سے ہم فوری طور پر ان سائنسدان ٹائپ
کے مجرموں تک پہنچ سکیں۔ لیبارٹری کی تباہی سے پہلے ہم
نے ان مجرموں کو پکڑنا ہے۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر
ورنہ لیبارٹری اگر خدانخواستہ تباہ ہو گئی اور ان مجرموں کا

بعد میں پتہ چلا تو ہمیں کیا فائدہ، ہم زیادہ سے زیادہ انہیں
گولی مار دیں گے لیکن ایسی لیبارٹری دوبارہ تیار کرنا کم از کم
پاکیشیا کے لئے تو ناممکن ہو جائے گا۔" ——— عمران نے کہا
اور اب بلیک زیرو کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ آخر عمران
اس قدر سنجیدہ کیوں ہے۔

"میرا خیال ہے کہ فوج کو حرکت میں لا کر پورے نارتھ
زون کی فضائی زمینی نگرانی شروع کرا دی جائے تاکہ مجرم
جیسے ہی اس زون میں داخل ہوں انہیں چیک کر کے گرفتار
کر لیا جائے۔" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"مسئلہ تو یہی ہے کہ اگر کوپک میلوں سفر کر لیتے ہیں ہو سکتا
ہے کہ نارتھ زون سے کئی میل دور انہوں نے ہولنز بنائے
ہوں۔ ہم نارتھ زون چیک کرتے رہیں اور وہ اپنا کام ہی کر
جائیں۔ ہمیں فوری طور پر یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ ہولنز کہاں ہیں
اس کے بعد ہی کام آگے بڑھ سکے گا۔" ——— عمران نے
کہا۔

"مجرموں کا کلیو نکالا جائے، اس ڈاکٹر جان ہملے کے
ذریعے۔" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"مجرموں کا کلیو تو مل ہی جائے گا لیکن ظاہر ہے جو مجرم
اس قدر جدید ترین انداز میں اس قدر خوفناک مشن مکمل
کر رہے ہیں۔ وہ اپنا کلیو آسانی سے تو نہیں دیں گے۔ بہرحال
اس میں وقت لگے گا اور وقت ہی ہمارے پاس نہیں ہے۔"

عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر آپریشن روم میں ٹہلنے
لگا۔ بلیک زیرو کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے زندگی میں
پہلے عمران کو اس قدر الجھا ہوا اور پریشان کبھی نہ دیکھا
تھا اور واقعی صورت حال ایسی تھی کہ کسی بھی لمحے کچھ ہو سکتا
تھا۔ وہ مکمل اندھیرے میں تھے اور مجرم اپنا کام کر رہے
تھے۔

ٹہلتے ٹہلتے اچانک عمران چونک کر مڑا اور پھر تیزی سے
واپس کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل
کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر اب ہلکی سی امید کی
چمک دکھائی دے رہی تھی۔

"یس سرداور سپیکنگ۔" ——— دوسری طرف سے
سرداور کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں سرداور، ہم نے مجرموں کی طرف
سے لیبارٹری کے خلاف جس امکانی حربے کے بارے میں
سوچ بچار کی تھی اور آپ نے بتایا تھا کہ یہ حربہ تیار کر کے
وہ باہر سے نہیں لا سکتے۔ انہیں لازماً اسے یہیں تیار کرنا
ہو گا کیونکہ ہائیوتھرائڈ زیادہ سے زیادہ چار گھنٹے تک کام
دیتی ہے اور ہائیوتھرائڈ کو صرف مخصوص فولادی خول میں
بند کیا جا سکتا ہے جسے عام گائیگر بھی دور سے چیک کر لیتا
ہے۔ یہی آپ نے بتایا تھا ناں۔" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں عمران بیٹے، یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ یہ

حربہ یہاں استعمال نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے لئے انتہائی پیچیدہ اور حساس مشینری یہاں نصب کرنی پڑے گی۔ میں نے اس پر مزید غور بھی کیا تھا اور ایک اور پوائنٹ بھی سامنے آیا ہے کہ اس حربے میں استعمال ہونے والا ایک مخصوص عنصر ایسا ہے جو فوری طور پر اور تازہ تیار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے بھی اس کا یہاں تیار ہونا ضروری ہے"۔۔۔۔ سر داور نے کہا۔

"اگر فرض کیا ایسی لیبارٹری یہاں دارالحکومت میں کسی جگہ بنائی گئی ہو اور یہ حربہ یہاں تیار ہو رہا ہو تو اس حربے کی تیاری کے دوران جو کیمیائی فضلہ بچے گا اسے ضائع کرنے کے لئے ایکسپو تھرٹی استعمال کیا جائے گا لیکن کیا ایکسپو تھرٹی اسے ضائع کرنے کے لئے ٹی ٹی ریز فضا میں نہ پھیلا دے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں بالکل ایسا ہی ہو گا لیکن۔۔۔۔"۔۔۔۔ سر داور نے جواب دیا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ ٹی ٹی ریز باہر کی بنفشی فضا میں جا کر تحلیل ہو جائیں گی اور انہیں چیک نہیں کیا جا سکتا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا تھا"۔۔۔۔ سر داور نے جواب دیا۔

"لیکن سر داور اگر باہر کی بنفشی فضا میں ایکون پھیلا دی

جائے۔ میرا مطلب ہے دارالحکومت کی حدود کے اوپر۔ تو کیا ایکون کاؤنٹر اس ٹی ٹی ریز کا مرکز ظاہر نہ کر دے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ بالکل، اس سے ٹی۔ ٹی ریز کا مرکز چیک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ انتہائی مہنگا کام ہے"۔۔۔۔ سر داور نے کہا۔

"کیا سپر ایکٹو لیبارٹری سے بھی زیادہ مہنگا ہے"۔۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں بیٹے۔۔۔ واقعی اس کی لیبارٹری کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے میں ابھی اس پر کام شروع کر دیتا ہوں۔ ایک گھنٹے بعد مجھے فون کر لینا۔ مجھے یقین ہے کہ میں ٹی۔ ٹی ریز کے صحیح مرکز تک نشاندہی کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ تم نے واقعی بہترین حل سوچا ہے۔ میں تمہارے ذہن رسا کو داد دیتا ہوں"۔۔۔۔ سر داور نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ذہن کا رسا۔۔۔ اوہ یہ کوئی نئی ایجاد ہے۔ مم۔ مم میرا مطلب ہے پہلے دھاگے، مونج کا رسا بنتا تھا اب آپ ذہن کا رسا بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ویسے یہ ہو گی شاندار ایجاد، بازار سے ذہن کا بڑا سا رسا خرید لیا اور دانشور بن گئے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر داور بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے لیکن اس کے ساتھ ہی

اُنہوں نے ریسیور رکھ دیا تھا۔

عمران نے بھی مسکراتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر چھائی ہوئی الجھن اور پریشانی یکسر ختم ہو چکی تھی۔

"شکر ہے آپ کا موڈ تو بحال ہوا" ـــــ بلیک زیرو نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"موڈ اس لئے بحال ہوا ہے کہ عزبت کٹتی نظر آ رہی ہے تم خواہ مخواہ سارا دن یہاں فارغ بیٹھے رہتے ہو۔ چلو اب کچھ مال تو بیچ ہی لو گے۔ اس طرح روٹی تو چل ہی جائے گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں" ـــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم فارغ بیٹھے رہتے ہو، رہتے دانش منزل میں ہو لیکن دانش سے فارغ ہو۔ سردار سے کہہ کر تمہیں ذہن کے رسوں کی ڈیلر شپ لے دوں گا پھر یہ منزل واقعی دانش منزل بن جائے گی اور منافع مفت میں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اصل میں دانش آپ ہیں۔ یہ بیچاری تو خالی منزل ہی ہے۔ اب آپ نے جس طرح یہ ڈی، ڈی، ٹی میرا مطلب

ہے ڈی۔ ٹی ریز کا کلیو نکالا ہے۔ کم از کم یہ میرے بس کی بات تو نہیں تھی" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور اس بار عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب ڈی۔ ٹی۔ ٹی میں ڈی کا اضافہ اچھا ہے۔ ڈی سے دانش بھی تو بنتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔ دانش منزل کے آپریشن روم کا ماحول جو تھوڑی دیر پہلے انتہائی سنجیدہ سا ہو رہا تھا، اب خاصا خوشگوار سا محسوس ہونے لگا تھا۔

"عمران صاحب، مجرم تو اس قدر بڑے سائنس دان نہیں ہو سکتے۔ یہ لازماً کسی حکومت کا ہی کام ہو سکتا ہے جس نے اپنے ملک کے سائنسدانوں کو اس مشن پر لگایا ہو گا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر اس ٹی۔ ٹی ریز والا تجربہ کامیاب ہو گیا تو پتہ لگ جائے گا کہ مجرم سائنسدان بن گئے ہیں یا سائنسدان مجرم بنے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے تک ان دونوں کے درمیان باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد عمران نے ریسیور اٹھایا اور سردار کے خصوصی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سردار سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی سردار کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب" ـــــ عمران نے سنجیدہ

لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے ـــــ مبارک ہو۔ تمہارا آئیڈیا سو فیصد درست نکلا ہے۔ ٹی۔ ٹی ریز کا مرکز معلوم ہو گیا ہے۔ میں ابھی چند لمحے پہلے ہی دفتر واپس آیا ہوں۔ گو اس تجربے میں ساٹھ ستر لاکھ روپے تو حکومت کے خرچ ہو گئے لیکن کم از کم ان خوفناک مجرموں کا کوئی کلیو تو سامنے آیا"۔ ـــــ سرداور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ساٹھ ستر لاکھ روپے، تو کیا آپ نے نوٹوں کی بوریاں باہر کی بنفشی فضا میں پہنچا دی تھیں"۔ ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایکون کے آٹھ کیپسول کام آئے ہیں اور ایک کیپسول تقریباً سات لاکھ کا پڑتا ہے۔ پھر دوسری مشینری بھی استعمال ہوئی۔ بہرحال اب مقصد حاصل ہو جانے سے رقم کا افسوس نہیں ہوا۔ نوٹ کرو، ٹی۔ ٹی ریز کا مرکز تھرٹی ٹو طول بلد اور سیونٹی ٹو عرض بلد پر پوائنٹ سکس سکس زیرو ون بنتا ہے۔ اب صحیح جگہ تم خود چیک کر سکتے ہو"۔ ـــــ سرداور نے کہا۔

"ایک بار پھر بتائیے"۔ ـــــ عمران نے پیڈ اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے قلم بھی نکال کر کھول لیا۔ سرداور نے دوبارہ تفصیل بتائی جو عمران نے پیڈ پر نوٹ کر لی۔

"تھینک یو سرداور ـــــ اب میں انہیں پاتال سے بھی کھینچ لاؤں گا، ویسے رقم کا فکر نہ کریں، قسطوں میں کٹوتی ہو جائے گی۔ بوجھ نہیں پڑے گا آپ پر"۔ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قسطوں میں کٹوتی ـــــ کیا مطلب"۔ ـــــ سرداور نے حیران ہو کر کہا۔

"میرا مطلب ہے، آخر بھاری رقم ہے۔ اکٹھی آپ کی تنخواہ سے کاٹ لی گئی تو شاید آئندہ دو سال تک آپ کو تنخواہ ہی نہ ملے۔ اس لئے آسان سی قسطیں بنوا لیں، گزارہ بھی ہوتا جائے گا اور رقم بھی برابر ہو جائے گی"۔ ـــــ عمران نے کہا اور سرداور ہنس پڑے۔

"تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں نے آج تک ایک روپیہ ماہانہ سے زیادہ تنخواہ نہیں لی۔ میری تو پوری زندگی ہی اب لیبارٹری کے لئے وقف ہو چکی ہے اور یہاں مجھے کھانے پینے کو مل جاتا ہے۔ باقی جائیداد کی آمدنی سے بچوں کا باآسانی گزارہ ہو جاتا ہے"۔ ـــــ سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"سن لیا تم نے بلیک زیرو، ایسے لوگ جس قوم میں موجود ہوں اس قوم کا مقابلہ کون کر سکتا ہے"۔ ـــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ خود سرداور کی اس بے غرضی اور حب الوطنی سے بے حد متاثر نظر

آ رہا تھا۔

" ذرا اب نقشہ اٹھا لاؤ تاکہ ان سائنسدانوں کے بھی نیاز حاصل ہو سکیں "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اُٹھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے دارالحکومت کا ایک بڑا اور تفصیلی نقشہ اٹھا کر اس نے میز پر رکھ کر کھول دیا۔ عمران سرخ پنسل لے کر اس پر جھک گیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک سپاٹ کے گرد دائرہ گھما دیا۔

" یہ تو شیش محل کالونی ہے "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں شیش محل کالونی میں ہی اتنی بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں کہ وہاں ایسی لیبارٹری آسانی سے قائم کی جا سکتی ہے "۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ کالونی تو خاصے وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی ہے "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ابھی معلوم ہو جاتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک گھنٹی بجتی رہی لیکن دوسری طرف سے کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے رسیور رکھا اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

" آپ ٹائیگر کو کال کر رہے ہیں "۔۔۔۔ بلیک زیرو

نے کہا۔

" ہاں وہ ایسی انکوائری کا ماہر ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک ہونا شروع ہو گیا۔

" ہیلو ہیلو ٹائیگر اٹنڈنگ اوور "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد بلب ایک جھماکے سے مسلسل جلنے لگا اور کال والس کی بجائے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں، اوور "۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یس سر، اوور "۔۔۔۔ ٹائیگر کا لہجہ شروع سے ہی مؤدبانہ تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کال اسے عمران ہی کر سکتا ہے۔

" ٹائیگر، شیش محل کالونی کی کسی کوٹھی میں چند غیر ملکیوں نے خفیہ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے تم نے اس کوٹھی کو ٹریس کرنا ہے۔ اس کے لئے میں تمہیں ایک کلیو دے سکتا ہوں کہ یہ کوٹھی لازماً کسی ہائی کلاس اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعے حاصل کی گئی ہو گی۔ چاہے کرایہ پر لی گئی ہو، یا خریدی گئی ہو اور چونکہ یہ نوابوں اور جاگیرداروں کی قدیم کالونی ہے اس لئے کسی غیر ملکی کا اس علاقے میں کوٹھی کرایہ پر لینے یا خریدنے کا آسانی سے پتہ چل سکتا ہے، اوور "۔ عمران نے کہا۔

"یس سر — میں سمجھ گیا۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں، اوور" —— ٹائیگر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں اس کام کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دے سکتا ہوں۔ مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینا، اوور" —— عمران نے کہا۔

"یس سر، میں ایک گھنٹے سے پہلے ہی کال کر دوں گا سر، اوور" —— دوسری طرف سے ٹائیگر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اس پر میری خصوصی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دو بلیک زیرو" عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر پر عمران کی خصوصی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ہی ٹائیگر کی کال آ گئی۔

"ہیلو ہیلو ٹائیگر کالنگ، اوور" —— ٹائیگر کی آواز آئی۔

"عمران بول رہا ہوں، اوور" —— عمران نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر میں نے ٹریس کر لیا ہے نیشنل اسٹیٹ ایجنٹس کے ذریعے آج سے چھ ماہ پہلے شیش محل کالونی کی کوٹھی نمبر اکتالیس گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کی طرف سے کسی

ڈاکٹر آرنلڈ کے نام پر خریدی گئی تھی اور نیشنل اسٹیٹ ایجنٹس کے مطابق اس کوٹھی کی خرید کے لئے اتنی بڑی رقم آفر کی گئی تھی کہ اس کے مالک نواب اختیار الدین نے اسے فروخت کر دیا حالانکہ وہ خود اس میں رہ رہے تھے۔ یہ ان کی قدیم آبائی محل نما حویلی ہے۔ اس کے علاوہ گذشتہ ایک سال کے دوران نہ ہی شیش محل کالونی کی کوئی کوٹھی کرایہ پر چڑھائی گئی ہے اور نہ خریدی گئی ہے، اوور" —— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کسی اور اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعے ایسا نہ کیا گیا ہو، اوور" —— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر شیش محل کالونی کے کمرشل زون میں ایک کلب ہے۔ لارڈز کلب جہاں اس کالونی کے نواب اور جاگیردار اکثر اٹھتے بیٹھتے رہتے ہیں۔ اس کا مالک کافی بوڑھا آدمی ہے اور اس کلب کو بنائے ہوئے اور اسے اس کالونی میں رہتے ہوئے چھتیس سال گزر چکے ہیں۔ وہ کالونی کے ایک ایک فرد سے ذاتی طور پر واقف ہے۔ میں نے پہلے اس سے رابطہ قائم کیا اس نے مجھے بتایا کہ چھ ماہ پہلے نواب اختیار الدین نے اپنی حویلی فروخت کی ہے اور اب وہاں کوئی ڈاکٹر آرنلڈ صاحب رہتے ہیں لیکن یہ ڈاکٹر آرنلڈ اس کے کلب کبھی نہیں آئے جبکہ نواب اختیار الدین صاحب اس کے کلب کے مستقل ممبر تھے اور اب وہ کسی اور جگہ سیٹل ہو گئے ہیں لیکن اب بھی

کبھی کبھی آجاتے ہیں۔ نواب اختیار الدین صاحب نے ہی
اس کو بتایا تھا کہ گریٹ لینڈ کے سفارت خانے نے اس
حویلی کی اتنی زیادہ قیمت لگائی تھی کہ اس رقم میں وہ آدھی
کالونی خرید سکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے فروخت کر دی اور
یہ سودا نیشنل اسٹیٹ ایجنٹس کے ذریعے ہوا تھا جو دارالحکومت
کے سب سے بڑے اسٹیٹ ایجنٹ ہیں چنانچہ میں وہاں سے
اسٹیٹ ایجنٹ کے پاس گیا۔ وہاں سے ریکارڈ کنفرم کر کے
میں آپ کو کال کر رہا ہوں۔ لارڈز کلب کے مالک نے بھی
مجھے بتایا ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی کوٹھی نہ خالی ہوئی
ہے اور نہ فروخت ہوئی ہے کیونکہ یہاں مالک خود رہتے ہیں'
اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، تم وہیں کلب کے سامنے پہنچو' میں آ رہا ہوں
اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے
وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ممبران میں سے کسی کو وہاں بھیجوں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو
نے کہا۔

"نہیں، ابھی تو ہم جائزہ لیں گے۔ اس کے بعد میں خود
کال کروں گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سہ پہر کا وقت تھا۔ طاقتور انجن والی جیپ خاصی
تیز رفتاری سے نارتھ زون کی طرف بڑھی جا رہی تھی ۔
ڈرائیونگ سیٹ پر پیٹر تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ
پر ڈاکٹر آرنلڈ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گود میں کسی عجیب سی دھات
کا بنا ہوا ایک بڑا سا باکس رکھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر آرنلڈ کے چہرے
پر گہری سنجیدگی طاری تھی ۔

"تمہارے چیف نے دن کے وقت ہمیں بھیج کر بڑا رسک
لیا ہے۔ یہ کام رات کو زیادہ آسانی سے ہو سکتا تھا"۔۔۔۔۔
ڈاکٹر آرنلڈ نے پیٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چیف نے پورے نارتھ زون کے گرد مکمل چیکنگ کر لی
ہے۔ کوئی نگرانی وغیرہ نہیں ہو رہی۔ فضائی نگرانی نہ ہونے
کے متعلق آپ نے رپورٹ دے دی۔ چیف نے سوچا کہ

ہوسکتا ہے کہ رات کو وہاں نگرانی کی جائے کیونکہ عام نفسیات
یہی ہوتی ہے کہ ایسے کام رات کو ہی کئے جاتے ہیں"۔۔۔۔
پلیئر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔

"ویری گڈ۔۔۔ تمہارا چیف تو واقعی ذہین آدمی ہے"۔۔۔
ڈاکٹر آرنلڈ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"چیف کی یہی تو خصوصیت ہے کہ آج تک اس کو کبھی
کسی بڑے سے بڑے اور پیچیدہ سے پیچیدہ مشن میں معمولی
سی ناکامی کا منہ بھی نہیں دیکھنا پڑا"۔۔۔۔ پلیئر نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے اپنا نام پلیئر بتایا تھا ناں"۔۔۔۔ ڈاکٹر
آرنلڈ نے کہا۔

"جی ہاں، میرا نام پلیئر ہے"۔۔۔۔ پلیئر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پلیئر۔۔۔ تم اور تمہارا چیف گریٹ لینڈ کی کس
ایجنسی سے متعلق ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"جناب ہمارا تعلق گریٹ لینڈ کی ایک انتہائی خصوصی
ایجنسی ایس۔ بی سے ہے۔ ایس بی خاص طور پر انتہائی
پیچیدہ سائنسی مشنز پر کام کرتی ہے اور اس میں سائنس
کے تقریباً ہر شعبے کے نامور افراد شامل ہیں۔ ہم ایس بی
کے فیلڈ شعبے کے لوگ ہیں۔ چیف فیلڈ انچارج ہے۔ مشن

کو ایس۔ بی کی سائنسی کونسل ترتیب دیتی ہے اور اس پر عمل
ہم کرتے ہیں۔ اب یہی مشن لیجئے اس پر گذشتہ دو سالوں
سے سائنسی کونسل کام کر رہی تھی۔ دو سالوں کی تفصیلی ریسرچ
اور غور و فکر کے بعد یہ مشن جس کا کوڈ نام سپر بلاسٹ رکھا گیا
ہے فائنل ہوا اور اس کے بعد چیف نے اس پر کام شروع
کیا اور اب نتیجہ آپ کے سامنے ہے"۔۔۔۔ پلیئر نے تفصیل
سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں بھی تو گریٹ لینڈ کے بڑے نامور سائنسدانوں میں
سے ایک ہوں، مجھے تو اس سائنسی کونسل میں شامل نہیں
کیا گیا۔۔۔ اس کی وجہ"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ، آپ صرف سائنسدان ہیں جبکہ سائنسی کونسل
میں وہ سائنسدان شامل ہیں جن کا ذہنی رجحان فطری طور پر
تخریب کاری کی طرف مائل ہوتا ہے کیونکہ ایس، بی کا کام
سائنسی لیبارٹریاں بنانا نہیں ہے بلکہ انہیں تباہ کرنا ہے۔ اب
یہی سپر ایکٹو لیبارٹری کو ہی لیجئے، گریٹ لینڈ کے ایک ایجنٹ
نے اس کے متعلق حکومت کو مطلع کیا۔ اسے اتفاقاً اس کا پتہ
شوگران کے ایک اہم سائنسدان سے لگا تھا۔ حکومت گریٹ لینڈ
نہیں چاہتی کہ سپر ایکٹو لیبارٹری اس طرح کامیاب ہو جائے
کہ پاکیشیا بھی سائنسی طور پر ایک سپر پاور بن جائے۔ اس کے
علاوہ اور بھی حکومتی مقاصد ہوں گے۔ بہر حال حکومت نے
اس اطلاع کے ملنے پر اپنے مخصوص ایجنٹوں کو اس کی تفصیلات

حاصل کرنے کا کام سونپا اور پھر طویل عرصے تک ورک
کرنے کے بعد ان مخصوص ایجنٹوں نے سپر ایکٹو لیبارٹری
کے مکمل حفاظتی انتظامات کی تفصیلات حاصل کیں۔ پاکیشیا
کے سائنسدانوں نے واقعی ہر لحاظ سے اس لیبارٹری کو ناقابل
تسخیر بنا دیا تھا اور جب اس کے حفاظتی اقدامات کی تفصیلات
سامنے آئیں تو حکومت یکسر مایوس ہو گئی کہ اس لیبارٹری کو
کسی صورت بھی تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ یہ کام ایس۔ بی
کی سائنسی کونسل کے سپرد کر دیا گیا جہاں تقریباً ایک سال
تک اس کے خاتمے کے لئے غور و فکر اور ریسرچ ہوتی رہی۔
لیکن کوئی حل سامنے نہ آ سکا تھا۔ سب سے بڑا مسئلہ اس کا زمین تک
تہہ کا تھا جسے کسی صورت بھی تباہ نہ کیا جا سکتا تھا نہ ہی اس
میں سوراخ کیا جا سکتا تھا لیکن پھر پیچیدہ سا حل سامنے آ ہی
گیا۔ یہ کسی ڈاکٹر ہاروے کا حشرات الارض کے بارے میں ایک
مقالہ تھا جس میں ایک خاص قسم کے کیڑے آرکوپک کی یہ
خاصیت پہلی بار سامنے آئی تھی کہ وہ آرسونک کو کھا جاتا ہے
اس آئیڈیے کو سامنے رکھ کر کام کیا گیا تو آخرکار اس لیبارٹری
کو تباہ کرنے کا حتمی حل سامنے آ گیا۔ ڈاکٹر ہاروے ڈاکٹر جان
ہیملے کا قلمی نام ثابت ہوا۔ پھر یہ مشن فائنل کر کے چیف کے
سپرد کیا گیا اور چیف نے اس پر کام شروع کر دیا۔ ادھر چونکہ
آرسونک کے بعد کے حفاظتی اقدامات کو ختم کرنے کا فارمولا
آپ نے ایجاد کیا ہوا تھا۔ اس لئے حکومت نے آپ کو بھی

اس مشن میں شامل کیا اور اب یہ مشن آگے بڑھ رہا ہے۔" ——
پلیٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ہاں تم درست کہہ رہے ہو، جب مجھے ان کیڑوں کے ایکشن
اور اس کے ذریعے ہونے والے مشن کی تفصیلات بتائی گئیں
تو میں واقعی حیران رہ گیا۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ حقیر سے
کیڑوں کو استعمال کر کے اس قدر بڑا اور اہم مشن بھی مکمل کیا
جا سکتا ہے۔ واقعی سائنس کونسل والوں کے ذہن قابل داد ہیں۔
تم اس قدر تفصیلات سے واقف ہو — کیا تم خود چیف ہو؟"
ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا اور پلیٹر بے اختیار ہنس پڑا۔
"جی نہیں — میں اسسٹنٹ چیف ہوں۔ چیف احکامات
جاری کرتا ہے اور ذہن استعمال کرتا ہے۔ وہ خود فیلڈ میں
کام نہیں کرتا۔ فیلڈ میں کام میرا مخصوص گروپ کرتا ہے۔ چونکہ
میں اسسٹنٹ ہوں اس لئے مجھے تمام واقعات کا اچھی طرح
علم رہتا ہے۔" —— پلیٹر نے جواب دیا۔
"لیکن پلیٹر، میں حیران ہوں کہ اس قدر خفیہ پیچیدہ مشن
کا یہاں کی کسی ایجنسی کو آخر کیسے پتہ لگ گیا۔ حالانکہ میں گذشتہ
چھ ماہ سے یہاں کام کر رہا ہوں۔ اس قدر پیچیدہ مشینری یہاں
منگوائی گئی۔ اسے نصب کیا گیا، کام شروع ہوا، کسی کو کانوں
کان پتہ ہی نہ چلا لیکن اب اچانک کسی کو پتہ چل گیا اور مشن
کے راستے میں رکاوٹیں ڈالی گئی ہیں، آخر یہ کیسے ہوا؟" ——
ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"میں نے اس بارے میں انکوائری کی ہے صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر جان پہلے سے کسی ریاست ڈھمپ کا پرنس ملا ہے اور اس نے آرکو پک کے بارے میں ڈاکٹر جان پہلے سے گفتگو کی ہے اور اس قسم کے سوالات پوچھے ہیں جس سے یہ شک گزرتا ہے کہ وہ پرنس ہی اس سارے چکر کے پیچھے ہے۔ ہم فی الحال اس معاملے کو وسعت نہیں دینا چاہتے تاکہ ہم میں سے کوئی ان کی نظروں میں نہ آجائے لیکن مشن مکمل ہونے کے بعد ہم اس پر کام کریں گے۔" —— پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مشن تو سمجھو اب مکمل ہو گیا ہے، بس میرا ان آرکو پک ہولز تک صحیح سلامت پہنچ جانا شرط ہے۔" —— ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا اور پیٹر نے سر ہلا دیا۔

اب جیپ نارتھ زون کے ویران اور بنجر علاقے میں دوڑ رہی تھی۔ ڈاکٹر آرنلڈ ادھر —— ادھر ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ ابھی کسی جھاڑی کے پیچھے سے نکل کر کوئی انہیں روک لے گا لیکن جیپ مسلسل دوڑتی رہی اور دور تک کوئی انسان نظر نہ آیا۔

"کتنی دور رہ گیا ہے وہ سپاٹ" —— ڈاکٹر آرنلڈ نے پوچھا۔

"بس پانچ چھ کلو میٹر ہو گا۔ فکر نہ کریں کچھ نہیں ہو گا ہم صحیح سلامت پہنچ ہی جائیں گے اور کام کر کے واپس بھی

آجائیں گے۔ ویسے آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ یہ مخصوص جیپ ہے اس میں ایسے خفیہ آلات فٹ ہیں کہ پوری فوج کو پلک جھپکنے میں اڑایا جا سکتا ہے اور میں ایسے کاموں میں مہارت کا درجہ رکھتا ہوں۔" —— پیٹر نے مطمئن لہجے میں کہا تو ڈاکٹر آرنلڈ کے خاصے گھبرائے ہوئے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"ڈاکٹر آرنلڈ، جب آپ ان آرکو پک ہولز میں اپنے آلات ڈال دیں گے تو پھر مشن مکمل کرنے میں آپ کو کتنا وقت لگے گا" —— چند لمحوں بعد پیٹر نے پوچھا۔

"واپس اپنی لیبارٹری میں پہنچ کر سارا کام دو گھنٹوں میں مکمل ہو جائے گا" —— ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیا اور پیٹر کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"ویری گڈ ڈاکٹر —— اس کا مطلب ہے کہ ہم آج شام تک مشن سے فارغ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں اس پرنس اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام شروع کروں گا تاکہ ایس بی کے مشن میں رکاوٹیں ڈالنے کا انہیں سبق تو مل سکے" —— پیٹر نے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ نے سر ہلا دیا۔

جیپ ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی رہی اور تھوڑی دیر بعد وہ درختوں کے ایک چھوٹے سے جھنڈ کے اندر جا کر رک گئی۔

"اوہ ہولز سپاٹ آگیا ہے" —— ڈاکٹر آرنلڈ نے اس

طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ صحیح سلامت اپنے آلات کے ساتھ واقعی اصل سپاٹ پر پہنچ چکا ہے۔

"یس ڈاکٹر آئیے"۔۔۔۔ پیٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اچھل کر وہ جیپ سے نیچے اتر آیا۔ ڈاکٹر آرنلڈ بھی سر ہلاتا ہوا نیچے اترا۔ اس نے عجیب سی دھات کا بنا ہوا وہ باکس بڑے محتاط انداز میں اٹھایا ہوا تھا۔

"یہ مجھے دے دیجئے"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

"نہیں، یہ انتہائی حساس ہے، اسی لئے تو میں خود ساتھ آیا ہوں"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا اور پیٹر صرف کندھے اُچکا کر رہ گیا۔ جھنڈ سے نکل کر پیٹر ڈاکٹر آرنلڈ کو ساتھ لیکر جھنڈ سے ذرا فاصلے پر ایک بڑی سی جھاڑی کے قریب پہنچ گیا۔

"یہ آرکوپک ہولز ہیں ڈاکٹر"۔۔۔۔ پیٹر نے زمین پر موجود ساتھ ساتھ دو سنٹی میٹر قطر کے آٹھ سوراخوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم ادھر ادھر چیک کرو، کوئی آتو نہیں رہا"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ کامیابی کے قریب پہنچ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"آپ اطمینان سے کام کریں ڈاکٹر۔ کوئی یہاں نہیں آئے گا"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ نے بڑی احتیاط سے باکس زمین پر رکھا اور پھر جیب سے ایک سنہرے رنگ

کی پتی نکال کر اس نے اس پتی کی ایک سائیڈ کو انگلی سے زور زور سے رگڑنا شروع کر دیا۔ وہ پتی کو اس طرح رگڑ رہا تھا جیسے چاقو تیز کرنے کے لئے اسے رگڑا جاتا ہے۔ مسلسل رگڑے جانے سے پتی کے اس حصے کا سنہرا رنگ غائب ہونے لگا اور چند لمحوں بعد پتی کا رنگ لوہے جیسا ہو گیا تو اس نے پتی کا وہ حصہ باکس کی ایک سائیڈ پر لگا دیا۔ پتی باکس کی سائیڈ سے چپک گئی اور پھر چند لمحوں بعد ہی باکس کا اوپر کا حصہ صندوق کے ڈھکنے کی طرح اوپر کو اُٹھ گیا۔ باکس کے اندر آٹھ خانے بنے ہوئے تھے اور ہر خانے میں گہرے سرخ رنگ کے ڈیڑھ سنٹی میٹر قطر کے کیپسول موجود تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک نیلے رنگ کی چمٹی بھی موجود تھی۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے وہ چمٹی اٹھائی اور پھر انتہائی احتیاط سے اس نے ایک کیپسول اس چمٹی کی مدد سے باکس سے باہر نکالا اور ایک سوراخ کے اندر اس کیپسول کو اتار دیا۔ کیپسول سوراخ کے اندر غائب ہو گیا ڈاکٹر آرنلڈ نے اسی طرح دیگر کیپسول بھی چمٹی کی مدد سے اٹھائے اور پھر ایک ایک سوراخ میں انہیں ڈالتا چلا گیا۔ جب باکس خالی ہو گیا تو ڈاکٹر آرنلڈ کا چہرہ چمک اُٹھا۔ اس نے چمٹی خالی باکس میں ڈالی اور باکس کا ڈھکنا بند کر کے وہ اٹھا اور اس بار اس نے باکس کو بڑی لاپرواہی سے اُٹھا لیا۔

"ہرا۔ پیٹر، ہمارا مشن کامیاب ہو گیا۔ اب میں دیکھوں گا کہ پاکیشیا کی یہ سپر ایکٹو لیبارٹری کیسے تباہ نہیں ہوتی"۔۔۔۔

ڈاکٹر آرنلڈ نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اصل کامیابی تو آپ کی ہوگی ڈاکٹر آرنلڈ، ورنہ ہم نے تو صرف اتنا کیا ہے کہ ان کیڑوں کو یہاں لے آئے اور واپس لے گئے"۔۔۔۔ پیٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ کے چہرے پر موجود کامیابی کی چمک مزید بڑھ گئی۔ وہ تصور ہی تصور میں اپنی کامیابی کے بعد گریٹ لینڈ کی ملکہ سے گریٹ لینڈ کا سب سے بڑا سائنسی اعزاز حاصل کرتا دیکھ رہا تھا کیونکہ اس سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر اس نے مشن میں کامیابی حاصل کر لی تو نہ صرف اسے گریٹ لینڈ کی چیف لیبارٹری کے کسی سیکشن کا انچارج بنا دیا جائے گا بلکہ گریٹ لینڈ کا سائنس میں سب سے بڑا اعزاز بھی اسے دیا جائے گا اور یہ دونوں باتیں ایسی تھیں جو کسی بھی سائنسدان کے لئے اس کی زندگی کی انتہائی کامیابی سمجھی جا سکتی تھیں۔

چند لمحوں بعد جیپ انتہائی تیز رفتاری سے دوبارہ ویران ٹیلوں میں اچھلتی ہوئی جا رہی تھی لیکن اب جیپ کی رفتار پہلے کی نسبت کافی تیز تھی۔ مخصوص دھات کا باکس ڈاکٹر آرنلڈ نے اب عقبی سیٹ پر پھینک دیا تھا۔

"بس اب یہ دعا کرو کہ میں بخیریت اپنی لیبارٹری تک پہنچ جاؤں"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسے ہی ہوگا ڈاکٹر۔۔۔ ایس۔ بی ہر پہلو کا خیال رکھتی

ہے۔ آپ کی عدم موجودگی میں لیبارٹری کی باقاعدہ بیرونی نگرانی کی جا رہی ہے تاکہ کسی طرف سے بھی اگر کوئی مداخلت ہو تو اسے روکا جا سکے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ لیبارٹری کی نگرانی، مداخلت، کیوں کون کر سکتا ہے مداخلت، یہ لیبارٹری تو انتہائی خفیہ ہے اس کا کسی کو کیا علم ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ پیٹر کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا تھا۔

"نگرانی صرف حفظ ماتقدم کے طور پر کی جا رہی ہے چیف کوئی امکانی پہلو نہیں چھوڑتا"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا تو ڈاکٹر آرنلڈ کا بری طرح گھبرایا ہوا چہرہ نارمل ہونے لگ گیا۔

جیپ تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل مختلف سڑکوں پر دوڑنے کے بعد آخرکار ایک وسیع کالونی میں داخل ہو گئی۔ اس کالونی میں محل نما کوٹھیاں تھیں اور خاصے وسیع رقبے پر ہر کوٹھی پھیلی ہوئی تھی۔ کالونی کے آخر میں باقی کوٹھیوں سے خاصے فاصلے پر ایک علیحدہ محل نما کوٹھی تھی۔ اس کے بڑے سے گیٹ کے سامنے جا کر جیپ رک گئی۔ ڈاکٹر آرنلڈ تیزی سے نیچے اترا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ستون پر لگی ہوئی کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک غیر ملکی نے باہر جھانکا۔

"او۔ کے پیٹر، اب تم جا سکتے ہو"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے مڑ کر پیٹر سے کہا اور پھر تیزی سے پھاٹک میں داخل ہو کر

کوٹھی کے اندر چلا گیا۔ پیٹر نے جیپ بیک کر کے اسے دائیں طرف موڑ کر سڑک کے کنارے روکا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا سائیڈ بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" ہیلو ہیلو، پیٹر کالنگ چارلس اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

"یس چارلس اٹنڈنگ باس، اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک اور آواز نکلی۔

" نگرانی کے دوران کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی، اوور"۔ پیٹر نے پوچھا۔

" نو باس، اوور"۔۔۔۔ چارلس نے جواب دیا۔

" او۔ کے اب نگرانی کی ضرورت نہیں۔ سب ساتھیوں کو لے کر ہیڈ کوارٹر آجاؤ، اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے دوبارہ جیب میں ڈالا اور پھر جیپ سٹارٹ کر کے آگے بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایک لحاظ سے یہ اہم ترین مشن ایس۔ بی مکمل کر چکی تھی۔ اب صرف ڈاکٹر آرنلڈ نے لیبارٹری کے اندر مشینوں سے کام لیتے ہوئے اس مشن کو مکمل کرنا تھا اور جس میں ظاہر ہے اب کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو سکتی تھی۔

عمران نے کار شیش محل کالونی میں بنے ہوئے لارڈز کلب کے گیٹ سے ذرا آگے کر کے ایک طرف روک دی اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے ایک طرف سے ٹائیگر لمبے لمبے قدم بھرتا اس کے قریب پہنچ گیا۔

" آؤ ٹائیگر، اب اس کوٹھی کو چیک کر لیں"۔۔۔۔ عمران نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ کوٹھی نمبر اکتالیس کالونی کے سب سے آخر میں ایک طرف الگ تھلگ بنی ہوئی تھی اور کوٹھی کیا پورا محل تھا۔ عمران پہلے تو اس کے سامنے سے گزرتا آگے بڑھ گیا۔ اس کی تیز نظریں اس بات کا جائزہ لے رہی تھیں کہ کہیں اس کوٹھی کی نگرانی تو نہیں ہو رہی لیکن جب وہ مطمئن ہو گیا کہ کوٹھی کی نگرانی نہیں ہو رہی تو وہ ٹائیگر سمیت اس کے عقب میں پہنچ گیا۔ گیٹ پر ڈاکٹر

آرنلڈ کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران جیسے ہی عقب میں پہنچا اس کی نظریں ایک سائیڈ پر موجود کوڑے کے ڈرم پر پڑیں تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ ڈرم کے اندر سیاہ رنگ کے مادے کا ایک چھوٹا سا ڈھیر موجود تھا۔ یہ مادہ ایسا تھا جیسے سیاہ رنگ کے صابن کی تلچھٹ ہو۔ اس کے اندر نیلے رنگ کی ہلکی سی چمک بھی موجود تھی اور عمران کی آنکھوں میں یہ مادہ دیکھ کر تیز چمک اُبھر آئی۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ صحیح مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ اس کوٹھی میں سُپر ایکٹو لیبارٹری کی تباہی کے لئے مخصوص حربہ تیار کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ سیاہ مادہ ہی تھا جس کی بات عمران نے سر داور سے کرکے ایکون کاؤنٹر کے ذریعے ٹی۔ ٹی ریز کے مرکز کو تلاش کرنے کی بات کی تھی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں یہ بات بھی واضح ہو گئی تھی کہ اس نے سر داور کے ساتھ مل کر جو کچھ سوچا تھا مجرم بھی بالکل ویسا ہی حربہ لیبارٹری کی تباہی کے لئے تیار کر رہے تھے۔

کوٹھی کی دیواریں بہت اونچی تھیں لیکن عمران کی نظریں ایک پرانے اور اونچے درخت پر جم گئیں جو عقبی دیوار کے ساتھ ہی موجود تھا۔

"آؤ ٹائیگر" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے درخت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت شام کے سائے گہرے ہونے لگ گئے تھے اور ویسے بھی یہ کوٹھی اس قدر الگ تھلگ تھی کہ اس طرف دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران اور

ٹائیگر دونوں تیزی سے درخت پر چڑھ کر چوڑی دیوار پر پہنچ گئے۔ عمارت کا عقبی حصہ جہاں وسیع باغ تھا، بالکل سنسان پڑا ہوا تھا۔ پائیں باغ بھی اجاڑ ہو رہا تھا۔ ہر طرف خشک اور مرجھائے ہوئے پودوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے، گھاس تک خشک ہو رہی تھی۔ پائیں باغ کی حالت دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے یہ کوٹھی کئی سالوں سے ویران پڑی ہوئی ہو۔ عمران نے خشک پودوں کے ایک ڈھیر پر چھلانگ لگائی، اور پھر قلابازی کھا کر وہ آگے چند لمحے دور لڑکھڑا کر کھڑا ہو گیا۔ ڈھیر پر اس کے گرنے سے صرف چرچراہٹ کی آوازیں ابھری تھیں۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر بھی چھلانگ لگا کر نیچے پہنچ گیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران کو اندازہ تھا کہ اس قسم کی مشینری لازماً تہہ خانوں میں لگائی جاتی ہے اور اس محل نما حویلی میں لازماً بڑے بڑے تہہ خانے بنائے گئے ہوں گے۔ عمران سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اس کے ہاتھ میں اب سائیلنسر لگا ریوالور موجود تھا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی سائیلنسر لگا ریوالور نظر آ رہا تھا۔

عمارت کے سامنے کے رُخ بھی خاموشی طاری تھی۔ بڑے سے پھاٹک کے ساتھ ایک گارڈ روم بنا ہوا تھا جس کے اندر سے روشنی باہر نکل کر زمین پر پڑ رہی تھی اور اس روشنی میں ایک سایہ کسی کرسی پر بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ عمارت کے سامنے

بڑا سا برآمدہ تھا جو خالی پڑا ہوا تھا۔

"ٹائیگر، گارڈ روم میں کوئی موجود ہے تم اسے کور کرو۔ میں برآمدے کو چیک کرتا ہوں، جلدی کرو"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا تیزی سے دیوار کے ساتھ ساتھ دبے قدموں دوڑتا ہوا گارڈ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اسی دوران برآمدے کے کونے پر پہنچ گیا لیکن وسیع و عریض برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے واقعی یہ کوٹھی ویران ہو۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ عمران تھوڑی دیر میں انتہائی تیز رفتاری سے سارے ہی کمروں میں گھوم گیا لیکن کوٹھی واقعی خالی تھی اور عمران کو کسی کمرے کی ساخت ایسی نہ دکھائی دے رہی تھی جس سے وہ سمجھتا کہ اس کے نیچے تہہ خانے ہوں گے۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر دوڑتا ہوا گارڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ گارڈ روم کے فرش پر ایک غیر ملکی اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے سر پر ایک گومڑ ابھرا ہوا تھا۔

"یہ کرسی پر بیٹھا رسالہ پڑھ رہا تھا۔ میں نے اس کے سر پر چوٹ لگا کر اسے بیہوش کر دیا ہے"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اسے سیدھا کر کے ہوش میں لے آؤ، جلدی کرو۔ اب یہی تہہ خانوں کے متعلق بھی بتائے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اوندھے منہ پڑے غیر ملکی کو سیدھا کیا اور پھر اسے ہوش میں لانے کے لئے جھک ہی رہا تھا۔

"ٹھہرو، پہلے بیلٹ سے اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ یہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے بیلٹ کھولنے کی بجائے بیلٹ کی سائیڈ سے نائیلون کی باریک رسی کا ایک گچھا نکال لیا۔ وہ ہمیشہ اسے ساتھ رکھتا تھا۔

"گڈ، اس کے پیر بھی باندھ دو"۔۔۔۔۔ عمران نے رسی دیکھ کر تحسین آمیز لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اس غیر ملکی کے بازو عقب پر کر کے باندھے اور پھر اسی رسی سے اس نے اس کے دونوں گھٹنے بھی باندھ دیئے۔ عمران نے اس کا منہ کھول کر پہلے اس کے دانت چیک کئے لیکن کسی دانت میں خلا نہ تھا۔

"تم اب دروازے پر ٹھہرو، اس کی چیخیں سن کر کوئی اچانک نہ آجائے"۔۔۔۔۔ عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا اور ٹائیگر گارڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے کوٹ کے استر کی ایک سائیڈ پر انگلی ڈال کر ایک باریک لیکن تیز دھار کا استرا نما خنجر نکالا اور پھر اس نے جھک کر اس خنجر کی نوک بیہوش غیر ملکی کے ایک نتھنے میں ڈالی اور جھٹکا دے کر جیسے ہی اس نے ہاتھ اوپر کیا غیر ملکی کا نتھنا آدھے سے زیادہ چر گیا۔ اس کے ساتھ ہی غیر ملکی چیخ مار کر نہ صرف ہوش میں آگیا بلکہ اس کا جسم بھی بری طرح تڑپنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار ابھر آئے تھے۔ عمران نے

بڑی سرد مہری سے اس کا دوسرا نتھنا بھی آدھے سے زیادہ چیر دیا اور غیر ملکی نہ صرف بُری طرح چیخنے لگا بلکہ اب اس کا جسم بھی پھڑکنے لگا تھا۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔ بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اُٹھ نہ پا رہا تھا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے اس کے لباس سے خون آلود خنجر صاف کیا اور پھر اسے واپس کوٹ کے استر میں رکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے انداز میں ایسی سرد مہری تھی جیسے اس کے سامنے پڑا ہوا چیختا اور پھڑکتا ہوا وجود انسان کی بجائے کسی مکروہ جانور کا ہو

"کک۔ کک کون ہو تم"۔۔۔۔۔ غیر ملکی نے انتہائی کربناک لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اب وہ ذہنی طور پر سنبھلتا جا رہا ہو۔

"پرانے زمانے میں ہمیں جلاد کہا جاتا تھا لیکن جدید دور میں ہمیں ہیومین بچر یعنی انسانوں کا قصائی کہا جاتا ہے۔ تمہارا کیا نام ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے اس طرح مسکراتے ہوئے کہا جیسے غیر ملکی کی تکلیف اسے ذہنی طور پر بے حد راحت پہنچا رہی ہو۔

"ایرک ۔۔۔ میرا نام ایرک ہے۔ لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کون ہو تم اور تم مجھ پر تشدد کیوں کر رہے ہو"۔۔۔۔۔ ایرک نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔ وہ اس کے چہرے کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص

انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اس لئے اس پر عام سا تشدد بیکار ہو گا۔ اس لئے اس نے اس پر مخصوص قسم کے تشدد کا فیصلہ کیا تھا۔

"تو مسٹر ایرک، میرے سوالوں کا جواب دینے کی تیاری کر لو"۔۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھک کر اسے دونوں ہاتھوں سے ایک جھٹکے سے اٹھایا اور ایک طرف پڑی ہوئی آرام کرسی پر ڈال دیا۔

"میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ تم بے شک مجھے مار ڈالو"۔۔۔۔۔ ایرک نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس نے جان دینے کا ذہنی طور پر فیصلہ کر لیا تھا۔

"موت کا مرحلہ تو سب سے آخر میں ہوتا ہے مسٹر ایرک اس سے پہلے بہت سے مرحلے آتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی بند کی اور ایک انگلی کو ہک کی طرح موڑ کر اس نے ایرک کی پیشانی کے درمیان آہستہ سے ٹھوکر لگائی تو ایرک کے حلق سے اس قدر کربناک چیخ نکلی جیسے اس کی روح کو کانٹے دار جھاڑیوں میں پھنسا کر زور سے گھسیٹا جا رہا ہو۔ اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ عمران نے دوسرا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر دبا دیا تھا تاکہ وہ تڑپنے کی وجہ سے کرسی سے نیچے نہ جا گرے۔

"اطمینان سے چیخو ایرک، یہاں تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہیں ہے۔" —— عمران نے دوسری بار رگ کی ضرب لگاتے ہوئے کہا۔ اس بار اس نے پہلے سے قدرے زیادہ زور سے ضرب لگائی تھی اور ایرک کا پورا چہرہ نہ صرف مسخ ہو گیا بلکہ پسینہ آبشار کی طرح اس کے چہرے کے ایک ایک مسام سے بہنے لگا۔ عمران جانتا تھا کہ نتھنے چڑھنے کے بعد پیشانی کے درمیان موجود رگ پر لگنے والی ہر ضرب براہ راست دل پر لگتی تھی اور اس کا اثر اس کے ذہن کے اس حصے پر ہوتا تھا جو حصہ انسان کی قوت ارادی کا مرکز ہوتا ہے۔ اس طرح ہر ضرب نہ صرف بے پناہ جسمانی تکلیف کا باعث بن جاتی ہے بلکہ انتہائی طاقتور سے طاقتور قوت ارادی بھی دو تین ضربوں میں ہی ٹوٹ کر ختم ہو جاتی ہے۔

"اس طرح تمہیں موت نہیں آئے گی کیونکہ تمہارا دل گھوڑے کی طرح مضبوط ہے لیکن جیسے جیسے ضرب کی شدت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ تمہارے جسم کی ایک ایک رگ خودبخود چٹختی جائے گی۔" —— عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے زیادہ زوردار ضرب لگائی۔

اس بار ایرک کے حلق سے چیخ نکل ہی نہ سکی۔ اس کا پورا جسم کسی سپرنگ کی طرح کھل اور سمٹ رہا تھا۔ چہرہ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے اس طرح سکڑ گیا تھا جیسے آدم خور انسانی کھوپڑیوں کو سکھا دیتے ہیں۔

"بولو، اب بھی وقت ہے میرے سوالوں کے جواب دیتے ہو یا پھر میں مسلسل یہ ضربیں لگاتا رہوں۔" —— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں —— نہیں، مار ڈالو مجھے، مار ڈالو مجھے۔" —— ایرک کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی اور عمران سمجھ گیا کہ ابھی اس کی قوت ارادی پوری طرح ختم نہیں ہوئی۔ اس نے ایک زوردار ضرب پیشانی پر لگائی اور ایرک کے منہ کے کناروں سے خون کی لکیریں سی بہہ نکلیں۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ جسم اب بے پناہ تکلیف کی وجہ سے خودبخود ڈھیلا سا پڑ گیا۔ یہ واقعی تکلیف کی انتہا پر پہنچ جانے کا فطری ردعمل تھا۔

"بولو، دیتے ہو جواب۔" —— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہا —— ہا —— ہاں —— ہاں —— ہاں —— ہاں۔" —— ایرک کے حلق سے ٹوٹے ٹوٹے الفاظ نکلے اور پھر جیسے ریکارڈ پر سوئی اٹک جاتی ہے۔ اس طرح اس کے حلق سے خودبخود مسلسل ہاں ہاں کے الفاظ نکلنے لگے۔ یہ اس کی قوت ارادی کے مکمل خاتمے کی نشانی تھی۔

"تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے۔" —— عمران نے انگلی کا مڑا ہوا ہک اس کی قدرے نیچے کو آ جانے والی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ایس ۔ بی ـــــ میں ایس ۔ بی کا رکن ہوں۔ گریٹ لینڈ کی ایس ۔ بی ایجنسی۔" ـــــ ایرک نے جواب دیا اور عمران کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔

"تمہارا باس کون ہے، ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔" ـــــ عمران نے پوچھا لیکن ایرک کے ہونٹ دوبارہ بھینچ گئے۔ اس کی مدافعتی قوت دوبارہ اُبھر آئی تھی۔ اسی لمحے عمران نے ایک اور ضرب لگا دی اور ایرک کے حلق سے اس بار پہلے سے زیادہ کربناک چیخ نکلی۔

"باس، چیف گراہم ہے، پیٹر اسسٹنٹ ہے۔ میں شروع سے ہی یہاں لیبارٹری میں ہوں۔ مجھے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں ہے۔" ـــــ ایرک نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران لیبارٹری کا لفظ سن کر چونک پڑا۔

"تہہ خانے میں ہے لیبارٹری؟" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ـــ تہہ خانے میں ہے۔" ـــــ ایرک نے جواب دیا۔

"کون انچارج ہے، کتنے آدمی ہیں یہاں۔" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔ انگلی کا ہک اس نے مسلسل ایرک کی آنکھوں کے سامنے رکھا ہوا تھا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ انچارج ہے۔ اس کے ساتھ چار ڈاکٹر ہیں۔ وہ سب تہہ خانے میں ہیں۔" ـــــ ایرک نے

جواب دیا۔

"تہہ خانے کا راستہ کہاں سے جاتا ہے؟" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"تیسرے کمرے کے چوتھے ستون کے دائیں طرف فرش کے پتھر پر تین بار زور سے پیر مارنے سے تہہ خانے کا راستہ کھل جاتا ہے۔ سیڑھیاں نیچے جاتی ہیں جو سیدھی لیبارٹری تک پہنچ جاتی ہیں۔" ـــــ ایرک نے جواب دیا۔

"لیکن لیبارٹری میں تو بڑی بڑی مشینری لے جائی گئی ہو گی وہ سیڑھیوں سے کیسے گئی ہو گی۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"تہہ خانے کی ایک دیوار توڑی گئی تھی اور سائیڈ کے کمرے کا فرش اوپر سے توڑا گیا تھا جسے بعد میں اسی طرح بنا دیا تھا۔" ـــــ ایرک نے جواب دیا۔

"ٹائیگر، اس کا خیال رکھنا، میں چیک کرتا ہوں۔ اگر اس نے جھوٹ بولا ہو گا تو پھر اس کا انجام عبرتناک ہو گا، ورنہ ہم اسے زندہ چھوڑ دیں گے۔" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں دروازے کے ساتھ کھڑے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا لیکن ایرک نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی آنکھیں اب بند ہو چکی تھیں۔ عمران تیزی سے مڑا اور پھر دوڑتا ہوا گارڈ روم سے نکلا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہاں خفیہ لیبارٹری میں صرف سائنسدان ہی کام کرتے ہیں۔

بیرونی حفاظت کے لئے صرف ایک آدمی انہوں نے رکھ
دیا تھا. شاید انہیں تصور تک نہ تھا کہ اس جگہ کو کسی طرح
ٹریس بھی کیا جا سکتا ہے' اس لئے وہ مطمئن تھے.
چند لمحوں بعد عمران تیسرے کمرے میں پہنچ گیا. کمرہ ہال نما
تھا اور اس میں کامن روم جیسا بھاری فرنیچر موجود تھا جس
پر مٹی کی موٹی گرد سی چڑھی ہوئی تھی. چوتھے ستون کے
دائیں طرف ایک پتھر چھوڑ کر ایک لمبی سی میز رکھی ہوئی تھی
عمران نے تین بار اس پتھر پر زور سے پیر مارا تو سرر کی
تیز آواز کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار کے قریب فرش کا
خالی حصہ غائب ہو گیا اور اب سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی
دے رہی تھیں. عمران آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا.
کافی گہرائی میں پہنچ کر سیڑھیوں کا اختتام ایک فولادی
دروازے پر ہوا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا
اور دروازے پر تاریخی رنگ کی لہروں کا جال سا پھیلا ہوا تھا.
عمران کے ہونٹ بھنچ گئے. یہ ایسی ریز کا جال تھا جسے بغیر
اس کے انٹی ریز کے ختم نہ کیا جا سکتا تھا اور ظاہر ہے اس کے
پاس ایسا کوئی ہتھیار نہ تھا. اسی لمحے عمران کو ایک خیال آیا
کہ باہر سے اگر کوئی آدمی اندر جاتا ہو گا تو لازماً اس دروازے
کو کھولنے کا کوئی انتظام باہر سے ہی رکھا گیا ہو گا. عمران کی
تیز نظریں دروازے کی سائیڈوں کو چیک کرتی رہیں اور پھر
اسے سائیڈ پر دروازے سے ذرا ہٹ کر ایک جگہ ذرا سی ابھری

ہوئی دکھائی دی. عام نظروں سے دیکھنے سے اس کا پتہ نہ
چل سکتا تھا لیکن عمران کی تیز نظروں نے اسے چیک کر لیا تھا
اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس ابھری ہوئی جگہ کو دبا دیا.
"کیا بات ہے ایرک"——— اسی لمحے دروازے کے
اوپر لگی ہوئی ایک باریک جالی سے انتہائی کرخت اور جھنجلائی
ہوئی آواز سنائی دی.
"ڈ۔ ڈاکٹر' دروازہ کھولیں"——— عمران نے فوراً ہی
ایرک کی آواز میں کہا' لہجہ ایسا تھا جیسے وہ سخت گھبرایا ہوا
ہو.
"اس وقت مشن مکمل ہونے کے قریب ہے' ڈسٹرب
مت کرو' دس منٹ ٹھہر جاؤ' پھر آنا"——— وہی آواز
سنائی دی اور پھر جیسے رابطہ ختم کر دیا جاتا ہے. اس طرح جالی
سے نکلنے والی ہلکی سی زوں زوں کی آواز بند ہو گئی اور عمران
کا ذہن بھک سے اڑ گیا. مشن مکمل ہونے والا تھا. مطلب ہے
کہ لیبارٹری تباہ ہونے والی تھی اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے
چہرہ پتھر جیسا ہو گیا. اس نے ہاتھ بڑھا کر دوبارہ ابھری ہوئی
جگہ کو دبا دیا.
"دفع ہو جاؤ' مت ڈسٹرب کرو احمق کے بچے"———
وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی.
"ڈاکٹر مشن کے بارے میں اہم ترین اطلاع ہے. جلدی
کرو' دروازہ کھولو ورنہ سارا مشن فیل ہو جائے گا' جلدی کرو"

عمران نے ایرک کی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

" مشن کے بارے میں اہم اطلاع اور تمہارے ذریعے ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بتاؤ کیا اطلاع ہے۔" ——— ڈاکٹر کی آواز میں حیرت اور بے یقینی نمایاں تھی۔

" یہ اطلاع کاغذ پر ہے اور گیٹ پر پہنچائی گئی ہے ۔ لانے والا ایس۔ بی کا آدمی ہے۔ صرف اتنا کہا تھا کہ مشن کے بارے میں اہم اطلاع ہے۔ اسے فوراً لیبارٹری میں پہنچا دو ورنہ مشن فیل ہو جائے گا' کاغذ پر لکھا ہوا ہے مجھے نہیں معلوم۔" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" ایس۔ بی ——— اچھا ٹھیک ہے' میں دروازہ کھولتا ہوں۔ نجانے اس وقت کیا اطلاع ٹپک پڑی۔ مشن مکمل ہونے والا ہے اور یہ اطلاع آ گئی۔" ——— ڈاکٹر کی الجھی ہوئی غصیلی آواز سنائی دی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا چند لمحوں بعد دروازے پر جلنے والا بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی فولادی دروازے پر چمکنے والی لہریں بھی ختم ہو گئیں ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ ایک سائیڈ پر کھسک کر دیوار کے اندر غائب ہو گیا۔ اب اندر ایک چھوٹا سا کمرہ نظر آ رہا تھا جس کا کوئی دروازہ نہ تھا۔

" کمرے میں کاغذ پھینک دو اور واپس جاؤ' میں چیک کر لوں گا۔" ——— جالی سے ڈاکٹر کی آواز سنائی دی اور عمران

کے ہونٹ ایک بار پھر بھینچ گئے۔

" پھینک دیا ہے کاغذ۔" ——— عمران نے ایرک کے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے قدم بڑھا کر کمرے کے اندر پہنچ گیا لیکن اندر پہنچتے ہی اس کے پورے جسم کو اس قدر زوردار جھٹکا لگا جیسے اس کے جسم کو طاقتور الیکٹرک کرنٹ لگا ہو اور پہلے جھٹکے کے ساتھ ہی دوسرا جھٹکا لگا اور اس بار جھٹکے کے ساتھ ہی عمران کا ذہن بھی تاریک ہونے لگا۔ آخری احساس اس کے ذہن میں اپنے لہرا کر نیچے گرنے کا ہی ابھرا تھا۔ اس کے بعد مکمل تاریکی چھا گئی۔

دیوار کے ساتھ نصب طویل و عریض مشین کے سامنے چاروں
ڈاکٹر بجلی کی سی تیزی سے اِدھر اُدھر گھوم بھی رہے تھے اور
مشین کی مختلف نابیں گھمانے کے ساتھ ساتھ مختلف بٹن آف
آن کئے جا رہے تھے۔ جبکہ شیشے کے کمرے میں میز پر رکھی ہوئی
مستطیل مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا ڈاکٹر آرنلڈ مشین پر
اس طرح جھکا ہوا تھا جیسے وہ مشین کے اندر گھسنا چاہتا ہو۔
ساتھ ساتھ وہ ہدایات بھی دیتا جا رہا تھا اور اس کی ہدایات کے
مطابق جو کسی ٹرانسمیٹر سے نکل کر ہال میں مشین کے سامنے
کھڑے چاروں ڈاکٹروں تک پہنچ رہی تھیں، وہ کام کر رہے تھے
ڈاکٹر آرنلڈ کی نظریں مشین کے درمیان موجود ایک سکرین پر
جمی ہوئی تھیں جس کے اوپر خانے سے بنے ہوئے تھے اور
ہر خانے میں نمبر پڑے نظر آ رہے تھے۔ ایک سائیڈ سے آٹھ

سرخ رنگ کی لکیریں ان خانوں کو کراس کرتی ہوئیں آہستہ
آہستہ آگے بڑھتی جا رہی تھیں۔ آٹھوں لکیروں کا رُخ سکرین
کے انتہائی اوپر کی جانب ایک خانے کی طرف تھا جس کا رنگ
ہلکا سرخ تھا اور اس پر ہندسے کی بجائے اے کا حرف
لکھا ہوا تھا۔ لکیریں اس خانے سے صرف تین خانے پیچھے
تھیں لیکن وہ بہرحال مسلسل حرکت کر رہی تھیں۔ کبھی کوئی لکیر
دوسروں سے آگے بڑھ جاتی کبھی کوئی دوسری۔ اور یہ سب کچھ
ڈاکٹر آرنلڈ کی ہدایات کے مطابق ہو رہا تھا۔ ابھی لکیریں سرخ
خانے سے دو خانے پیچھے تھیں کہ یکلخت کمرے میں تیز سیٹی کی
آواز گونج اٹھی اور ڈاکٹر یہ آواز سنتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔
اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمایاں ہو گئے۔ وہ سمجھ
گیا تھا کہ کال تہہ خانے کے باہر مین گیٹ سے کی جا رہی ہے
اور چونکہ باہر صرف حفاظتی گارڈ ایرک ہی تھا اس لئے کال لازماً
ایرک کی طرف سے ہی تھی۔

"اس احمق کو کیا مصیبت پڑ گئی کہ اس وقت ڈسٹرب کیا
ہے"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ
ہی مشین کے سب سے نچلے حصے میں لگا ہوا ایک بٹن آن
کر دیا۔

"کیا بات ہے ایرک"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے انتہائی
کرخت اور جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈ۔ ڈاکٹر، دروازہ کھولیں"۔۔۔۔۔۔ مشین کے نچلے

حصے سے ایرک کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اس وقت مشن مکمل ہونے کے قریب ہے، ڈسٹرب مت کرو، دس منٹ بعد پھر آنا"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا اور پھر سکرین کی طرف متوجہ ہوا جہاں ہر چیز ویسے ہی ساکت تھی۔ ابھی وہ اپنے ذہن کو دوبارہ پہلے والی سچویشن پر مرتکز کر ہی رہا تھا کہ دوبارہ سیٹی کی تیز آواز سنائی دی اور مسلسل بجنے لگی۔

"دفع ہو جاؤ، مت ڈسٹرب کرو احمق کے بچے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے بٹن دبا کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر، مشن کے بارے میں اہم ترین اطلاع ہے، جلدی کرو دروازہ کھولو ورنہ سارا مشن فیل ہو جائے گا، جلدی کرو" ایرک کی چیختی ہوئی آواز مشین سے نکلی۔

"مشن کے بارے میں اہم اطلاع اور تمہارے ذریعے، یہ کیسے ممکن ہے۔ بتاؤ کیا اطلاع ہے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اطلاع کاغذ پر ہے اور گیٹ پر پہنچائی گئی ہے۔ لانے والا ایس۔ بی کا آدمی ہے۔ اس نے صرف اتنا کہا تھا کہ مشن کے بارے میں اہم اطلاع ہے۔ اسے فوراً لیبارٹری میں پہنچا دو ورنہ مشن فیل ہو جائے گا۔ کاغذ پر کیا لکھا ہوا ہے، مجھے نہیں معلوم"۔۔۔۔۔ ایرک کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر

آرنلڈ کے ہونٹ بھینچ گئے۔ ایس۔ بی کے حوالے نے اسے چونکا دیا تھا۔

"ایس۔ بی ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں دروازہ کھولتا ہوں نجانے اس وقت کیا اطلاع ٹپک پڑی۔ مشن مکمل ہونے والا ہے اور یہ اطلاع آ گئی"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے الجھے اور غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر پہلے بٹن کے ساتھ موجود تین بٹن بیک وقت دبا دیئے۔ ان تینوں کے اوپر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے بلب سپارک کرنے لگے۔

"کمرے میں کاغذ پھینک دو اور واپس جاؤ، میں چیک کر لوں گا"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

"پھینک دیا ہے کاغذ"۔۔۔۔۔ مشین سے ایرک کی آواز نکلی اور ڈاکٹر نے دروازہ کھولنے والے بٹن تیزی سے آف کئے ہی تھے کہ یکلخت مشین کے دائیں کونے میں ایک سرخ رنگ کا بلب سپارک کرنے لگا۔ دو بار سپارک ہونے کے بعد وہ خود بخود بجھ گیا اور ڈاکٹر آرنلڈ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"کک۔ کک کیا مطلب ۔۔۔ یہ ایرک جانے کی بجائے کمرے میں کیوں آ گیا"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے چند بٹن دبائے اور مائیک کا بٹن آن کر دیا۔

"ڈاکٹر جیک"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے تیز لہجے میں

کہا۔

"یس ڈاکٹر"۔۔۔۔۔۔ ایک آواز مشین سے نکلی۔

"انٹری روم میں ایرک بیہوش پڑا ہوگا۔ ڈاکٹر فلپس کے ساتھ جاکر اسے اٹھا لاؤ۔ میں نے اس احمق کو کہا تھا کہ صرف کاغذ انٹری روم میں پھینک دے لیکن کاغذ کی بجائے وہ خود اندر آگیا اور کاسمک ریز کی وجہ سے بیہوش ہوگیا ہے اب میں نے کاسمک ریز آف کردی ہیں، جاکر اسے اٹھا لاؤ۔ اُسے اپنی اس حرکت اور میری حکم عدولی کے لئے جواب دہ ہونا پڑے گا"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر۔۔۔ مشن اس وقت تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہے۔ پہلے مشن کو مکمل کرلیں، بعد میں اس سے اطمینان سے پوچھ گچھ ہوجائے گی"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر جیک کی آواز سنائی دی۔ وہ ڈاکٹر آرنلڈ کا نمبر ٹو تھا۔

"میں تو خود یہی چاہتا تھا لیکن وہ احمق کوئی اہم اطلاع لے آیا ہے اور یہ اطلاع چیف کی طرف سے آئی ہے۔ کسی کاغذ پر لکھی ہوئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اگر اطلاع ہم تک نہ پہنچی تو مشن فیل بھی ہوسکتا ہے۔ اسی لئے تو میں نے آؤٹ گیٹ کھولا تھا۔ میں اس مشن کے سلسلہ میں ایک فیصد رسک بھی نہیں لینا چاہتا۔ جاؤ جاکر اسے اٹھا کر لے آؤ، جلدی کرو وقت بے حد کم ہے"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا۔

اور ہال میں موجود دو افراد تیزی سے دائیں طرف کونے کی

طرف بڑھ گئے۔ چونکہ ڈاکٹر آرنلڈ نے انٹری روم کے حفاظتی نظام کو آف کردیا تھا اس لئے اس کا دروازہ خود بخود نمودار ہوگیا تھا۔ یہ سارا سسٹم ڈاکٹر آرنلڈ نے اس لئے کیا تھا تاکہ کوئی بھی آدمی اس کی مرضی کے بغیر لیبارٹری میں داخل نہ ہوسکے ویسے پہلی بار ایرک یہاں آیا تھا۔ ورنہ اب تک ضرورت پڑنے پر وہ ایرک کو گارڈ روم میں فون کر کے ضرورت کی چیزیں بتا دیتے تھے اور وہ بازار سے لاکر انہیں سیڑھیوں میں رکھ جاتا تھا اور پھر ڈاکٹر جیک جاکر وہ سامان لے کر آتا تھا۔ وہ مستقل طور پر اس تہہ خانے میں ہی رہتے تھے۔ یہاں سائیڈ پر کمرے بنے ہوئے تھے جہاں وہ باری باری ریسٹ کرتے تھے نہاتے اور کپڑے بدلتے تھے اور کھانا وہ مل کر ایک بڑے کمرے میں کھاتے تھے۔ ڈاکٹر آرنلڈ چھ ماہ میں پہلی بار آج سہ پہر کو پیٹر کے ساتھ اس تہہ خانے سے باہر نکلا تھا ورنہ تو چھ ماہ سے یہی تہہ خانہ اور ملحقہ کمرے ہی ان کی دنیا تھی۔ پہلے تو وہ مشینری نصب کرتے رہے تھے پھر ایلف کے بنانے کا مرحلہ آیا تھا۔ اور اب ایلف۔ کے آر کوپک ہولز میں پہنچ چکے تھے تو اب ان کی مدد سے سپر ایکٹو لیبارٹری تباہ کرنی تھی۔ اس کے بعد ان کا کام ختم ہو جاتا اور وہ واپس گریٹ لینڈ چلے جاتے لیکن عین مشن کی تکمیل کے وقت ایرک نے مداخلت کردی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر آرنلڈ جیسے ٹھنڈے ذہن کے آدمی کو اس وقت ایرک پر شدید غصہ آرہا تھا اور اس غصے کی وجہ سے اس

نے اسے اندر لانے کا کہا تھا تاکہ اس پر اچھی طرح غصہ نکال سکے۔

"ڈاکٹر۔۔۔ ڈاکٹر یہ تو کوئی مقامی آدمی ہے"۔۔۔ اچانک ڈاکٹر جیک کی چیختی ہوئی آواز شیشے کے کمرے کے کھلے ہوئے دروازے سے ڈاکٹر آرنلڈ کے کانوں میں پڑی تو وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"مقامی آدمی"۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ کے حلق سے حیرت بھری آواز نکلی اور وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کمرے سے باہر کی طرف دوڑ پڑا اور اس وقت واقعی اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ جب اس نے انٹری روم کے دروازے کے ساتھ ہال کے اندر ایک مقامی نوجوان کو پڑے ہوئے دیکھا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ کون ہے۔ ایرک کی بجائے یہ کون ہے بات تو ایرک کر رہا تھا"۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ انتہائی حیرت بھرے انداز میں بولا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر فرش پر پڑے بیہوش نوجوان کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے وہ کسی بھوت کو دیکھ رہا ہو ڈاکٹر جیک اور ڈاکٹر فلپس کے علاوہ باقی دو ڈاکٹر بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔

"ڈاکٹر آرنلڈ، اس کا مطلب ہے کہ ہماری لیبارٹری ٹریس ہو چکی ہے اور یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے اور ساتھی باہر ہوں۔ اس لئے فوراً لیبارٹری بلاک کر دیں

اور مشن مکمل کر لیں"۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں، ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ جلدی کرو مشن مکمل کرو، آؤٹ گیٹ تو بند ہے اس لئے باہر سے کوئی نہیں آسکتا۔ ہمیں فوراً مشن مکمل کرنا چاہیے"۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور واپس شیشے کے کمرے کی طرف دوڑنے لگا۔

"مگر ڈاکٹر اسے تو ہلاک کر دینا چاہیے"۔۔۔ ڈاکٹر فلپس نے کہا۔

"اوہ ہاں ہاں ٹھیک ہے، کر دو ہلاک، گردن دبا کر مار ڈالو۔ اب ہمارے پاس پستول تو نہیں ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے دروازے پر رکتے ہوئے مڑ کر کہا۔

"مم۔ مم ڈاکٹر یہ انسان ہے"۔۔۔ اس بار ڈاکٹر فلپس نے بھی جھجکتے ہوئے کہا جس نے پہلے ہلاکت کی بات کی تھی۔ شاید اس وقت وہ جوش میں ایسا کہہ گیا تھا لیکن اب کسی انسان کو اپنے ہاتھوں مارنے پر وہ خود ہی جھجک رہا تھا۔ ظاہر ہے وہ سائنسدان تھے۔ پیشہ ور مجرم یا سیکرٹ ایجنٹ تو نہ تھے کہ انتہائی سرد مہری سے انسانوں کو قتل کر ڈالتے۔

"چھوڑو ڈاکٹر فلپس، یہ کاسمک ریز کا شکار ہے۔ اسے ایک گھنٹے سے پہلے تو ہوش آ ہی نہیں سکتا اور مشن دس پندرہ منٹ میں مکمل ہو جائے گا اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔۔۔

ڈاکٹر جیک نے کہا۔
" ہاں ٹھیک ہے، ہمیں پہلے مشن کی طرف توجہ دینی چاہیے"۔
ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا اور مڑ کر شیشے والے کمرے میں داخل ہو کر
کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ باقی ڈاکٹرز اپنی اپنی مخصوص جگہوں پر پہنچ
گئے لیکن حیرت کے اس جھٹکے نے ایک لحاظ سے وقتی طور
پر ڈاکٹر آرنلڈ کا ذہن ماؤف سا کر دیا تھا۔ اس کی پوری توجہ
مشن کی طرف نہ ہو رہی تھی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن
کام کرنے لگا اور اس نے ہدایات دینا شروع کر دیں اور ایک بار
پھر ہال میں بڑی مشین کے سامنے کھڑے چاروں ڈاکٹر تیزی
سے کام میں مصروف ہو گئے اور آٹھ لکیریں ایک بار پھر حرکت
میں آ گئیں اور واقعی بیس منٹ بعد آٹھوں کی آٹھوں لکیریں سرخ
خانے کی بیرونی لکیر تک پہنچ گئیں۔
" ہرا ___ ایف۔ کے آر سونک تہہ کے سوراخوں تک پہنچ
گئے ہیں"___ ڈاکٹر آرنلڈ نے انتہائی جوشیلے انداز میں کہا۔
" کامیابی مبارک ہو، ڈاکٹر آرنلڈ"___ ڈاکٹر جیک کی
آواز سنائی دی۔
" شکریہ ڈاکٹرز، آپ سب کے مکمل تعاون سے ہی یہ
سب کچھ ممکن ہو سکا ہے۔ اب پاکیشیائی سپر ایکٹو لیبارٹری میرے
قبضے میں ہے اور ابھی چند لمحے بعد یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہ
ہو جائے گی"___ ڈاکٹر آرنلڈ نے انتہائی مسرت سے
کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے کرسی کو ذرا سا مشین

کے انتہائی دائیں طرف کو کھسکایا اور پھر اس کے ہاتھ مشین
کے اس انتہائی کونے کے حصے پر موجود مختلف بٹنوں کی طرف
بڑھ گئے۔ یہ چھوٹا سا حصہ گہرے سرخ رنگ کا تھا اور یہ ایف
کے فائنل آپریشن کو کنٹرول کرنے والا حصہ تھا۔
" رک جاؤ ڈاکٹر ورنہ مشن فیل ہو جائے گا"___
اچانک دروازے کی طرف سے ایک کی چیختی ہوئی آواز سنائی
دی اور مشین پر جھکا ہوا ڈاکٹر آرنلڈ بے اختیار کرسی پر ہی
گھوما تو لڑکھڑا کر کرسی سمیت نیچے جا گرا۔ اسی لمحے اس کے
کانوں میں ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی چار انسانی کرب
میں ڈوبی ہوئی آوازیں پڑیں اور وہ بے اختیار بوکھلا کر اٹھا۔
تو اسے سامنے دروازے کے قریب وہی مقامی نوجوان کھڑا
نظر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور موجود تھا۔
" بس، ہاتھ اٹھا دو ڈاکٹر آرنلڈ ورنہ اپنے چاروں ساتھیوں
کی طرح تم بھی پلک جھپکنے میں موت کے گھاٹ اتر جاؤ گے"۔
مقامی نوجوان نے غراتے ہوئے کہا لیکن وہ کھڑا دروازے
کے باہر ہی رہا تھا۔
" تت تت تم کون ہو، تم مجھے مشن مکمل کرنے سے
نہیں روک سکتے"___ یکلخت ڈاکٹر آرنلڈ نے چیختے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے
دوبارہ مشین کی طرف گھوما ہی تھا کہ اس کی کھوپڑی کے
پچھلے حصے پر زوردار ضرب لگی اور وہ بے اختیار چیختا ہوا

مشین کے اوپر سینے کے بل گرا اور پھر جھٹکا کھا کر الٹ کر
واپس زمین پر گری ہوئی کرسی کے اوپر پشت کے بل جا گرا۔
دوسرے لمحے کسی نے اسے انتہائی بیدردی سے دروازے کی
طرف گھسیٹ لیا۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے یکلخت اچھل کر اٹھنے کی
کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم یکلخت کسی لٹو
کی طرح گھوما اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر آرنلڈ کو یوں محسوس
ہوا جیسے اس کے جسم میں درد کا خوفناک الاؤ جل رہا ہو اور
اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک ہو گیا۔ پھر درد کی ایک
تیز لہر جسم میں سے اٹھتی ہوئی اس کے ذہن سے ٹکرائی اور
اس کا سویا ہوا ذہن یکلخت جاگ اٹھا۔ آنکھیں کھلتے ہی
ڈاکٹر آرنلڈ نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے
لمحے اس کے حلق سے خود بخود ایک چیخ نکل گئی۔ اس کے جسم
نے معمولی سی حرکت کی ہی تھی کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے
اس کا پورا جسم درد کی شدت سے دھماکے سے کسی آتش فشاں
کی طرح پھٹ جائے گا۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے لاشعوری طور پر
تیز تیز سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس طرح درد کی شدت
قدرے کم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اب اسے نظر بھی آنے
لگ گیا تھا حالانکہ اس سے پہلے درد کی شدت سے اس کی
آنکھوں کے سامنے سیاہ دھبے سے مسلسل ناچتے رہے تھے
اس نے دیکھا کہ وہ شیشے کے کمرے کے اندر اپنی کرسی پر
نائلون کی رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ منہ پر ٹیپ لگی ہوئی

تھی اور اس کا رُخ میز پر موجود کنٹرولنگ مشین کی طرف ہی
تھا لیکن اس کی کرسی مشین سے کافی ہٹ کر تقریباً دروازے
کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اس دروازے سے ہال
کو بھی بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ ہال میں نصب طویل و عریض مشینری
سے ذرا ہٹ کر اس کے ساتھی چاروں ڈاکٹروں کی لاشیں اکٹھی
پڑی ہوئی تھیں اور ہال کی مشین کے سامنے ایک نوجوان انتہائی
حیرت انگیز پھرتی اور مستعدی سے پوری مشین کے سامنے مسلسل
دوڑ دوڑ کر مشین کو آپریٹ کر رہا تھا۔ وہ اس قدر تیزی سے
کام کر رہا تھا کہ اس قدر تیزی سے اس کے ساتھی چاروں
ڈاکٹر بھی بیک وقت کام نہ کر سکتے تھے اور وہ نوجوان اکیلا
چاروں ڈاکٹرز کا کام نمٹا رہا تھا جبکہ شیشے کے کمرے میں موجود
کنٹرولنگ مشین کے سامنے ایک اور مقامی نوجوان اس کی
طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ وہ بالکل ڈاکٹر آرنلڈ کی طرح مشین
پر جھکا ہوا نہ صرف مسلسل مشین کو آپریٹ کرتا جا رہا تھا' بلکہ
ساتھ ساتھ مائیک پر وہ ہال میں موجود نوجوان کو مسلسل ہدایات
بھی دیتا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر آرنلڈ منہ پر لگی ہوئی ٹیپ کی وجہ سے
بولنے سے قاصر تھا۔ اس لئے وہ صرف دیکھ سکتا تھا۔ کنٹرولنگ
مشین کی سکرین جس پر خانے بنے ہوئے تھے وہ مشین کی چونکہ
ذرا سی سائیڈ پر تھا اس لئے مشین کے سامنے موجود نوجوان
کے باوجود اسے صاف دکھائی دے رہا تھا اور مشین پر وہ
آٹھوں لکیریں جو سرخ خانے تک پہنچ چکی تھیں تیزی سے

واپس اپنے مرکز کی طرف سمٹتی جا رہی تھیں اور آدھے سے
زیادہ فاصلہ وہ واپس طے کر چکی تھی۔ کنٹرولنگ مشین پر جھکا
ہوا نوجوان کوئی بڑا سائنسدان لگ رہا تھا جو انتہائی پیچیدہ
ہدایات اس قدر روانی سے دے رہا تھا کہ جیسے یہ کام کرتے
ہوئے اسے صدیاں گزر گئی ہوں اور ہال کی مشین پر کام کرتا ہوا
نوجوان بھی انتہائی حیرت انگیز انداز میں ان ہدایات پر بالکل
درست اور صحیح انداز میں کام کرتا نظر آ رہا تھا۔ ڈاکٹر آرنلڈ
کے دماغ میں حیرت کی شدت سے دھماکے سے ہونے لگے۔
کیونکہ ایف۔ کے کی یہ مشین انتہائی خاص اور پیچیدہ نوعیت
کی تھی اور اسے ایجاد بھی ڈاکٹر آرنلڈ نے خود کیا تھا۔ اس لئے
پوری دنیا میں وہ واحد سائنسدان تھا جو اس کی پیچیدگیوں
اور کارکردگی کو جانتا تھا اور اسے آپریٹ کر سکتا تھا اور اسی
نے اپنے چاروں ساتھی سائنسدانوں کو مین مشین کو اس کی
ہدایات کے مطابق آپریٹ کرنے کے لئے انتہائی سخت اور طویل
کورس کرایا تھا۔ اس کے بعد وہ چاروں اس قابل ہو سکے تھے
کہ اس کی ہدایات کے مطابق مین مشین کو آپریٹ کر سکیں لیکن
یہ دونوں مقامی نوجوان اسے اس طرح آپریٹ کر رہے تھے
جیسے ڈاکٹر آرنلڈ کی بجائے یہ مشین ان کی ہی ایجاد ہو۔ سکرین
پر نظر آنے والی لکیروں کے سمٹنے کی رفتار انتہائی تیز تھی۔ یوں
لگتا تھا جیسے مشین کو ڈبل سپیڈ پر چلایا جا رہا ہو۔ ڈاکٹر آرنلڈ
اس بات پر سب سے زیادہ حیران تھا کیونکہ اس کے خیال

کے مطابق ایسا ناممکن تھا۔ اگر اس سپیڈ پر کام ہو سکتا تو
اسے ان لکیروں کو سرخ خانے تک پہنچانے میں اتنی دیر نہ
لگتی۔ ان کی یہ سپیڈ ناممکن تھی لیکن وہ اپنی آنکھوں سے ان کے
سمٹنے کی سپیڈ دیکھ رہا تھا اس لئے اس کا ذہن حیرت کی شدت
سے پھٹنے کے قریب ہو رہا تھا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد
آٹھوں سرخ لکیریں مکمل طور پر سمٹ کر اپنے مرکز میں غائب
ہو گئیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ اس کا مطلب سمجھتا تھا کہ ایف۔ کے
کمپیوٹر آرکوپک ہولز سے نکل کر واپس سطح زمین کے اوپر پہنچ
چکے تھے۔

اسی لمحے کنٹرولنگ مشین پر جھکا ہوا نوجوان ایک طویل
سانس لیتے ہوئے مڑا۔ اس کا چہرہ مسرت اور کامیابی سے
چمک رہا تھا۔ یہ ہی نوجوان تھا جو انرجی روم میں داخل ہو کر
کاسمک ریز کا شکار ہو گیا تھا اور جسے ڈاکٹر جیک اور ڈاکٹر
فلپس انرجی روم سے اٹھا کر ہال میں لے آئے تھے اور جس
کے ہلاک کرنے کی تجویز ڈاکٹر فلپس نے دی تھی لیکن وہ اسے
ہلاک نہ کر سکے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر کاسمک ریز
کا شکار خود بخود کیسے ہوش میں آ گیا۔

" تمہارا نام ڈاکٹر آرنلڈ ہے اور تمہارا تعلق گریٹ لینڈ
سے ہے اور تم نے پاکیشیا کی سپر ایکٹو لیبارٹری کو تباہ کرنے
کے لئے گریٹ لینڈ کی ایجنسی ایس۔ بی سے مل کر سازش
کی اور اگر مجھے چند لمحے مزید دیر ہو جاتی تو تم سپر ایکٹو لیبارٹری

تباہ کر چکے تھے؛" اس نوجوان نے انتہائی سرد لہجے میں ڈاکٹر
آرنلڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ہاتھ بڑھا کر ڈاکٹر آرنلڈ کے منہ پر لگی ہوئی ٹیپ ایک جھٹکے سے
اکھاڑ پھینکی۔

"تت تت تم کون ہو اور کاسمک ریز کا شکار ہونے کے باوجود
کیسے اتنی جلدی ہوش میں آگئے؟" ڈاکٹر آرنلڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں اور یہ کاسمک ریز مجھے زیادہ دیر
تک بیہوش نہیں رکھ سکتیں کیونکہ کنگ اور پرنس کے ذہنوں کو مخصوص
انداز کی تربیت دی جاتی ہے؛" اس نوجوان نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا

"اوہ۔ اوہ تو تم ہو پرنس آف ڈھمپ، جس کا ذکر پیٹر نے کیا
تھا کہ تم نے ڈاکٹر جان پہلے سے مل کر اس مشن کو ٹریس کر لیا۔
اوہ کاش پیٹر تمہیں تلاش کر کے ہلاک کرنے کا کام مشن کے بعد
تک پینڈنگ نہ کرتا، کاش؛" ڈاکٹر آرنلڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر آرنلڈ، مجھے معلوم ہے کہ تم بین الاقوامی شہرت کے
سائنسدان ہو اور یہ مشین بھی یقیناً تمہاری ہی ایجاد ہے تم جیسے
ممتاز سائنسدان کو ہلاک کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس لئے میں تمہیں
ایک موقع زندگی بچانے کا دے سکتا ہوں؛" پرنس نے اسی طرح
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تت تت تم مجھے مار ڈالو گے، نہیں پلیز مجھے مت مارو
تم نے لیبارٹری بچا لی ہے۔ میرے ساتھی ڈاکٹروں کو مار دیا
ہے۔ مم مجھے مت مارو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی پاکیشیا

کے خلاف کام نہ کروں گا۔ مجھے مت مارو؛" ---- ڈاکٹر
آرنلڈ نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اپنی موت کا سُن
کر اس کے ذہن میں واقعی خوف اپنی پوری شدت سے
ابھر آیا تھا۔

"میں نے کہا ہے کہ ایک موقع دے رہا ہوں اور یہ موقع
صرف اسی صورت میں تمہیں مل سکتا ہے۔ اگر تم مجھے صحیح صحیح
بتا دو کہ تم نے اس مشین کو آپریٹ کرنے کے لئے جو بیٹری
استعمال کی ہے اس میں انرجی کے لئے کونسا فیول استعمال کیا
ہے؛" ---- پرنس نے کہا۔

"فف فف فیول اٹیمک بیٹری ہے؛" ---- ڈاکٹر آرنلڈ
نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تم تعاون پر آمادہ نہیں ہو، ٹھیک
ہے میں خود ہی معلوم کر لوں گا۔ تم جاؤ ملک عدم؛" ----
پرنس نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس کا رُخ
ڈاکٹر آرنلڈ کی پیشانی کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے
میں کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں، مگر یہ تو پیچیدہ سائنسی تھیوری
ہے۔ تم سائنسدان ہو؟" ---- ڈاکٹر آرنلڈ نے بے اختیار
ہو کر کہا۔

"تمہارے سامنے میں نے اس مشین کو آپریٹ کر کے
آر کو پک ہولز سے تمہارے ڈالے ہوئے کیپسول واپس نکالے

ہیں۔ اس کے باوجود تم پوچھ رہے ہو۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ تم نے اس بیٹری میں آرگیم ایکس کے اندر کونسی دھات ڈالی ہے جس سے الیون ہنڈرڈ ٹاپ انرجی پیدا ہوئی ہے"۔۔۔۔ پرنس نے سرد لہجے میں کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ کو ایک بار پھر حیرت کا جھٹکا لگا۔

" اوہ۔ اوہ تم تو خود جانتے ہو حالانکہ یہ بیٹری بھی میری ایجاد ہے اور ابھی تک گریٹ لینڈ کے سوا اور کسی کو اس کی ایجاد کا علم نہیں ہے اور بیٹری کھل نہیں سکتی۔ پھر تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ اس میں آرگیم ایکس محلول ڈالا گیا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ واقعی بے حد حیران ہو رہا تھا۔

" پہلے تم وہ دھات بتاؤ اور سنو اگر تم نے غلط بتایا تو پلک جھپکنے میں گولی تمہاری پیشانی میں گھس جائے گی۔ کم از کم تمہیں اب تک اتنا اندازہ تو ہو ہی چکا ہو گا کہ میں سائنس کو زیادہ نہیں تو کچھ کچھ سمجھتا ہوں، اس لئے غلط صحیح کا تجزیہ بھی آسانی سے کر سکتا ہوں"۔۔۔۔ پرنس نے تیز لہجے میں کہا۔

" ڈی۔ ڈیکاز کو استعمال کیا ہے میں نے"۔۔۔۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیا اور پرنس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

" مطلب ہے کہ تم نے سیسہ استعمال کیا ہے۔ تم نے ڈی کاز کا سپیشل کوڈ استعمال کر کے مجھے پھر چکر دینے کی

کوشش کی ہے۔ اس لئے تم اب کسی نرمی کے حقدار نہیں رہے ویسے بھی تم نے میرے ملک کی اس قدر اہم ترین لیبارٹری کو تباہ کرنے کی سازش کی ہے اس لئے تمہارا انجام موت ہی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ پرنس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ڈاکٹر آرنلڈ نے بے اختیار اپنی جان بچانے کے لئے منت کرنے کی کوشش کرنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ یکلخت گرم سی سلاخ اس کی پیشانی میں گھسی اور اس کے ساتھ ہی جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اس کا ذہن بھی دھماکے سے تاریک ہو گیا۔

پلیٹر ہیڈ کوارٹر میں اپنے مخصوص دفتر کی کرسی پر بیٹھا ہوا ایک رسالے کی ورق گردانی میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہوگئی اور پلیٹر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ ٹرانسمیٹر صرف چیف کے ساتھ گفتگو کے لئے مخصوص تھا۔ اس لئے اس ٹرانسمیٹر سے کال آنے کا مطلب تھا کہ کال چیف کی طرف سے تھی۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو چیف کالنگ اوور" ——— چیف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس پلیٹر اٹنڈنگ چیف' اوور" ——— پلیٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"پلیٹر' لیبارٹری سے نہ ہی ڈاکٹر آرنلڈ ٹرانسمیٹر کال کا

جواب دے رہا ہے اور نہ ہی بیرونی فون کو گارڈ ایرک اٹنڈ کر رہا ہے۔ میں نے پہلے ڈاکٹر آرنلڈ سے بات کی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ مشین میں اچانک کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے جسے درست کیا جا رہا ہے۔ اس کی درستگی میں ایک' ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا۔ اس کے بعد مشن مکمل ہو سکے گا۔ چنانچہ میں نے ڈیڑھ گھنٹے بعد دوبارہ کال کرنے کی کوشش کی تو کال ہی اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ میں نے ایرک سے فون پر بات کرنے کی کوشش کی تو یوں لگتا ہے جیسے فون ڈیڈ کر دیا گیا ہو۔ تم فوراً لیبارٹری جا کر حالات معلوم کرو' اور مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دو' اوور" ——— چیف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر چیف' اوور" ——— پلیٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"فوراً جاؤ' میں تمہاری کال کا منتظر ہوں' اوور اینڈ آل" چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ پلیٹر نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے اپنے چہرے پر چیف کی کال سن کر انتہائی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر آرنلڈ کی طرف سے کال کا اٹنڈ نہ کیا جانا اور ایرک کی خاموشی دونوں ہی باتیں انتہائی تشویش انگیز تھیں۔ وہ ایک لمحے تک سوچتا رہا پھر تیزی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہیڈ کوارٹر سے نکل کر

خاصی تیز رفتاری سے شیش محل کالونی کی طرف بڑھی جا رہی
تھی۔ ساتھ والی سیٹ پر چارلس بیٹھا ہوا تھا۔ پیٹر نے ہیڈ
کوارٹر سے نکلتے ہوئے چارلس کو بھی ساتھ لے لیا تھا کہ
شاید دوسرے آدمی کی کہیں ضرورت پڑ جائے۔

"باس آپ بے حد پریشان لگتے ہیں، خیریت ہے"۔۔۔۔
چارلس نے کہا اور جواب میں پیٹر نے اسے چیف کی کال کے
متعلق بتا دیا اور چارلس کے چہرے پر بھی شدید تشویش کے
آثار ابھر آئے۔

"اس لیبارٹری کے متعلق تو کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ پھر
وہاں کیا ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ چارلس نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"اسی بات پر تو تشویش ہے۔ بہرحال دیکھو، جو کچھ ہوگا
سامنے آ جائے گا"۔۔۔۔ پیٹر نے مختصر سا جواب دیتے
ہوئے کہا اور چارلس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی جیسے ہی شیش محل
کالونی میں داخل ہوئی تو پیٹر نے کار آگے لیبارٹری والی کوٹھی
کی طرف لے جانے کی بجائے اسے وہیں ایک طرف ایک
کیفے کی سائیڈ پر پارک کر دیا۔

"کیا ہوا باس، کار یہاں کیوں روک دی ہے"۔۔۔۔
چارلس نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"میری چھٹی حس کسی خوفناک خطرے کی نشاندہی کر رہی

ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سیدھے وہاں جا کر کسی مشکل میں پھنس
جائیں۔ اس لئے پہلے ہم یہاں مقامی میک اپ کریں گے اور
پھر پیدل آگے جائیں گے"۔۔۔۔ پیٹر نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا اور پھر کار کے ڈیش بورڈ سے اس نے دو ماسک
نکالے اور ایک چارلس کی طرف بڑھاتے ہوئے دوسرا اس
نے خود پہننا شروع کر دیا۔ کار کے شیشے نہ صرف کلرڈ تھے بلکہ
بند بھی تھے۔ اس لئے انہیں باہر سے دیکھ لئے جانے کا خطرہ نہ
تھا اور جس جگہ کار پارک تھی اس کے سامنے ایک کوٹھی کی اونچی
دیوار تھی اس لئے ان دونوں نے اطمینان سے چہرے اور سر
پر ماسک چڑھایا اور پھر بیک مرر میں دیکھتے ہوئے انہوں نے
چہرے کی مختلف جگہوں کو دبا کر اور تھپتھپا کر ماسک کو پوری
طرح ایڈجسٹ کیا۔ ماسک کے ساتھ ہی مقامی رنگ کے بالوں
کی وگ بھی منسلک تھی اس لئے اب وہ مکمل طور پر مقامی میک اپ
میں آ گئے تھے۔

"آداب"۔۔۔۔ پیٹر نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے
اترتے ہوئے چارلس سے کہا اور چارلس سر ہلاتا ہوا دوسری
طرف سے اتر آیا۔ اس کے بعد وہ دونوں اسی طرح سڑک کے
کنارے فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے جیسے وہ اس
کالونی کے رہنے والے ہوں۔ کالونی میں حالات ہر لحاظ سے
معمول پر تھے۔ کوئی مخصوص قسم کی سرگرمی نظر نہ آ رہی تھی۔ اس
لئے پیٹر کو قدرے اطمینان سا محسوس ہو رہا تھا اور پھر انہیں

دور سے وہ کوٹھی نظر آنے لگی جس میں ڈاکٹر آرنلڈ کی لیبارٹری تھی۔

" باس باس کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے " ——— اچانک چارلس نے ٹھٹکتے ہوئے کہا اور پیٹر بھی چونک کر رک گیا۔

" نگرانی ——— کیسے پتہ چلا " ——— پیٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ۔ وہ ادھر کوٹھی کے دائیں طرف بڑے درخت پر سے مجھے دوربین کے شیشوں کی چمک دکھائی دی ہے " ——— چارلس نے کہا تو پیٹر کے ہونٹ بھنچ گئے۔

" ہونہہ، پھر تو آگے جانا بے سود ہے کیونکہ یہ آخری کوٹھی ہے۔ اس طرف جاتے ہی ہم خواہ مخواہ مشکوک ہو جائیں گے۔ ادھر آؤ، اب ہمیں خفیہ راستے سے کوٹھی کے اندر جانا ہوگا " ——— پیٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سڑک کراس کرنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔

" خفیہ راستہ ——— تو کیا اندر جانے کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہے " ——— چارلس نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں میں نے یہ کوٹھی پسند کی تھی لیبارٹری کے لئے، اس لئے مجھے معلوم ہے " ——— پیٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر سڑک کراس کر کے وہ ایک کوٹھی کے ساتھ چلتے ہوئے

آگے بڑھتے گئے۔ کافی دور نکل آنے کے بعد پیٹر نے ایک بار رخ بدلا اور پھر لمبا چکر کاٹ کر وہ دونوں لیبارٹری والی کوٹھی کے عقب میں لیکن اس سے خاصے فاصلے پر درختوں کے ایک ذخیرے میں داخل ہو گئے۔ درختوں کے درمیان چلتے ہوئے وہ تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ پیٹر ایک پرانے سے درخت کے قریب جا کر رک گیا۔ اس نے درخت کے موٹے تنے میں موجود ایک سوراخ میں انگلی ڈالی اور پھر کھٹاک کی آواز کے ساتھ درخت سے دو فٹ کے فاصلے پر گھاس سے بھرا ہوا زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کسی صندوق کی طرح اوپر اٹھ گیا۔ وہاں سے ایک سرنگ نما سڑک اندر جا رہی تھی۔ پیٹر نے چارلس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے سرنگ میں داخل ہو گئے۔ اندر پہنچ کر پیٹر نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ہک کو کھینچا تو نہ صرف عقب میں راستہ بند ہو گیا بلکہ سرنگ میں ہلکی ہلکی روشنی بھی پھیل گئی۔ سرنگ خاصی طویل ثابت ہوئی اس کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں جس کے بعد ایک دیوار تھی۔ سرنگ بھی مصنوعی بنی ہوئی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر پیٹر اوپر پہنچا اور اس نے آخری سیڑھی کے کنارے پر زور سے دو بار پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی اور وہ دونوں اس خلاء سے گزر کر ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرے کا فرنیچر بتا رہا تھا کہ یہ کمرہ کامن روم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

ہوئے اوپر پہنچے اور پیٹر نے تہہ خانے کا راستہ کھولا اور وہ بڑے
ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں سے وہ چند لمحوں میں ہی عمارت
کے بیرونی حصے میں پہنچ گئے چونکہ حویلی کی دیواریں کافی بلند
تھیں اس لئے پیٹر کو اطمینان تھا کہ باہر سے انہیں چیک نہیں
کیا جا سکتا چنانچہ وہ دونوں تقریباً دوڑتے ہوئے گارڈ روم
میں پہنچے تو ایک بار پھر ان کے حلق سے لمبے سانس نکل گئے
ایرک کرسی پر مردہ پڑا تھا۔ اس کے دل میں گولی ماری گئی تھی۔
اس کے دونوں نتھنے ادھے سے زیادہ چرے ہوئے تھے اور
چہرہ اس قدر مسخ تھا کہ جیسے اس پر ہولناک تشدد کیا گیا ہو۔
ٹیلی فون کی تار بھی توڑ دی گئی تھی۔

"ہونہہ اب میں سمجھ گیا یہ کام یقیناً یہاں کی سیکرٹ سروس
کا ہے۔ ایرک کوئی عام ایجنٹ نہ تھا۔ ایس۔ بی کا انتہائی
تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے اس سے معلومات
اگلوانے کے لئے نتھنے چیر کر پیشانی پر ضربیں لگانے والا خوفناک
تشدد کیا ہے اور یہ طریقہ صرف سپیشل ٹائپ کے ایجنٹ ہی جانتے
ہیں اور لازماً ایرک کی آواز بنا کر ان لوگوں نے ڈاکٹر آرنلڈ کو دروازہ
کھولنے پر مجبور کیا ہوگا۔ یہ سارا کام بتا رہا ہے کہ یہ کام سیکرٹ
سروس جیسے تربیت یافتہ ایجنٹوں کا ہی ہو سکتا ہے"۔
پیٹر نے چارلس سے مخاطب ہو کر کہا اور چارلس نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔

"باس، ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اس وقت پہنچے ہوں جب

ڈاکٹر آرنلڈ اپنا مشن مکمل کر چکے ہوں"۔ ——— چارلس
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کاش ایسے ہی ہوا ہو، بہرحال اب چیف سے بات کرنا
پڑے گی تاکہ اس نگرانی کرنے والے کو کور کر کے ان لوگوں کا
کھوج نکالا جا سکے اور پھر ان سے مشن کی ناکامی کا انتقام لیا
جا سکے"۔ ——— پیٹر نے کہا اور گارڈ روم سے نکل کر وہ دوبارہ
عمارت کی طرف چل پڑا۔ لیبارٹری میں پہنچ کر پیٹر نے جیب
سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور پھر اس کا بٹن پریس کر دیا
دوسرے لمحے اس میں سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے
لگیں۔

"پیٹر کالنگ چیف اوور"۔ ——— پیٹر نے بار بار فقرہ
دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس چیف اٹنڈنگ ——— کیا رپورٹ ہے پیٹر، اوور"۔
چند لمحوں بعد ہی چیف کی تیز آواز سنائی دی اور جواب میں
پیٹر نے لیبارٹری کی حالت، ڈاکٹر آرنلڈ اور اس کے چاروں
ساتھیوں کے علاوہ ایرک کی موت اور اس پر ہونے والے
تشدد سمیت اپنا تجزیہ بھی تفصیل سے بتا دیا۔

"ویری بیڈ نیوز پیٹر ——— اس کا مطلب ہے ایس۔ جی
ناکام ہو گئی، اپنی تاریخ میں پہلی بار۔ لیکن لیبارٹری کے بارے
میں انہیں پتہ کیسے چلا، اوور"۔ ——— چیف کی انتہائی افسردہ
آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ ایسے تھا جیسے کوئی شخص بہت بڑی

بازی ہار کر انتہائی مایوسانہ انداز میں بات کر رہا ہو۔

"یہی تو اب ہمیں پتہ چلانا ہے چیف۔ ایس۔ بی ناکام نہیں ہو سکتی۔ چیف کم از کم یہ بات میری زندگی میں تو ناممکن ہے۔ ٹھیک ہے، سپر ایکٹو لیبارٹری کو تباہ کرنے کی ہماری موجودہ پلاننگ ناکام ہو گئی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایس۔ بی ناکام ہو گئی ہے۔ اس لیبارٹری کو اب کمانڈوز ایکشن کے ساتھ تباہ کیا جائے گا چاہے اس کمانڈوز ایکشن میں ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں، اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے انتہائی مضبوط اور پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ گڈ پیٹر ۔۔۔ تم واقعی حوصلہ مند آدمی ہو۔ ٹھیک ہے ایس۔ بی واقعی ناکام نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ سپر ایکٹو لیبارٹری ہر حالت میں تباہ ہو گی ۔۔۔ ہر حالت میں۔ لیکن پہلے ہمیں ان لوگوں سے انتقام لینا ہو گا جنہوں نے ہماری یہ شاندار پلاننگ تباہ کی ہے، اوور"۔۔۔۔ اس بار چیف کے لہجے میں بھی انتہائی اعتماد موجود تھا۔

"چیف ہم نے ایک درخت پر موجود ایک آدمی کو چیک کیا ہے۔ میں ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر سے آدمی منگوا کر اس آدمی کو کور کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ خود ہی کلیو دے گا، اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

"آدمی نگرانی کر رہا ہے۔ اوہ پھر تو تم بھی اس کی نگاہوں میں آ گئے ہو گے، اوور"۔۔۔۔ چیف نے بُری طرح چونکتے

ہوئے کہا۔

"اگر میری چھٹی حس کام نہ دکھاتی تو واقعی ایسا ہی ہوتا۔ ان لوگوں نے ہمیں ٹریس کرنے کے لئے انتہائی جاندار پلاننگ کی تھی۔ انہوں نے جان بوجھ کر لیبارٹری والی کوٹھی میں موجود ٹرانسمیٹر اور ٹیلی فون بے کار کر دیا تھا تاکہ جب ٹرانسمیٹر اور ٹیلی فون سے رابطہ قائم نہ ہو گا تو لامحالہ کوئی خود آ کر پتہ کرے گا، اور ظاہر ہے ہمیں یہاں کی صورت حال کا علم نہ تھا۔ اس لئے ہم ان کی چیکنگ میں آ سکتے تھے لیکن میں نے کار دور چھوڑی، اور ماسک کے ذریعے مقامی میک اپ کیا اور پھر چارلس نے دور سے ہی دوربین کے شیشوں کی چمک چیک کر لی۔ اس طرح ہم پھر بھی سامنے آنے سے بچ گئے۔ اس کے بعد میں چارلس کو لے کر ایک خفیہ راستے سے اندر داخل ہوا ہوں اور اب اندر سے ہی رپورٹ دے رہا ہوں، اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ، تمہاری اور چارلس کی ذہانت اور کارکردگی قابل قدر ہے۔ تم فوری طور پر اس نگرانی کرنے والے کو کور کرو، اس سے معلومات حاصل کرو اور مجھے رپورٹ دو تاکہ پوری قوت سے مخالفوں پر ہم حملہ کر کے انہیں مکمل طور پر تہس نہس کر سکیں۔ اس کے بعد سپر ایکٹو لیبارٹری کی تباہی کے لئے کوئی اور پلاننگ کی جائے گی، اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ چیف نے کہا اور پیٹر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

"آؤ چارلس، اب ٹیلی فون کی تار جوڑ کر میں ہیڈ کوارٹر سے آدمی منگواؤں تاکہ کام آگے بڑھ سکے"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور ایک بار پھر وہ دونوں عمارت سے نکل کر گارڈ روم کی طرف بڑھ گئے۔

پیٹر نے واقعی انتہائی مہارت سے ٹیلی فون کی تار جوڑ کر اسے درست کر لیا اور اس کے بعد اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس جیک اٹنڈنگ"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز رسیور میں ابھری۔

"پیٹر بول رہا ہوں جیک"۔۔۔۔ پیٹر نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیک کو یہاں کے سارے حالات بتا کر اسے ہدایات دینا شروع کر دیں تاکہ نگرانی کرنے والے ایک یا زیادہ افراد کو گھیرا جا سکے۔

عمران لیبارٹری والی کوٹھی سے کافی فاصلے پر ایک اور کوٹھی کے عقب میں کار کے اندر بیٹھا ہوا تھا۔ یہاں سے لیبارٹری والی کوٹھی کی طرف جانے والی سڑک صاف دکھائی دے رہی تھی اور عمران کی نظریں اسی سڑک پر جمی ہوئی تھیں لیکن سڑک خالی تھی۔ وہاں کوئی ٹریفک نہ تھی کیونکہ سڑک کا اختتام لیبارٹری والی کوٹھی پر ہو جاتا تھا اس لئے ظاہر ہے ادھر جانے اور آنے والا کوئی نہ تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو کوٹھی سے کچھ دور ایک درخت پر چھپا کر بٹھا دیا تھا۔ کار سے اس نے دوربین نکال کر بھی ٹائیگر کو دے دی تھی۔ اس نے ایس۔ بی کو ٹریس کرنے کے لئے یہ ساری پلاننگ کی تھی۔ اس نے لیبارٹری کے اندر موجود ٹرانسمیٹر اور ٹیلی فون بیکار کر دیا تھا تاکہ لیبارٹری سے جب ایس۔ بی کو کوئی جواب نہ ملے گا تو لازماً ان کا کوئی نہ کوئی آدمی پتہ کرنے

آئے گا اور پھر اسے گرفتار کر کے وہ اس سے ایس۔ بی کے
مقامی ہیڈ کوارٹر کا کھوج نکال لے گا۔ اس نے لیبارٹری کی
تمام مشینری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا لیکن اس کی بیٹری جس
سے مشین چل رہی تھی اس نے کھول کر اپنی کار کی ڈگی میں رکھ
لی تھی۔ یہ اس کے لئے ایک نئی ایجاد تھی۔ اس کا ارادہ تھا کہ
اس بیٹری کو وہ سر داور تک پہنچا دے گا تاکہ اس پر مزید ریسرچ
کر کے پاکیشیا کے توانائی کے مسئلے کو ہمیشہ کے لئے حل کر لیا
جائے۔ اس بیٹری میں یہ خصوصیت تھی کہ یہ اٹیمک بیٹریوں سے
بھی زیادہ طاقتور تھی اور پھر اسے مسلسل چارج کرنے کی بھی ضرورت
نہ تھی۔ اس بیٹری میں اتنی قوت تھی کہ اس سے کئی سالوں تک کسی
بڑے سے بڑے کارخانے کو چلایا جا سکتا تھا اور یہ اس کے نقطہ نظر
سے اہم ترین دریافت تھی۔ اسے یقین تھا کہ ایس۔ بی کا جو بھی
ایجنٹ کوٹھی کا پتہ کرنے آئے گا وہ اس سڑک سے ہی گزر کر
آگے جائے گا۔ اس طرح وہ اسے چیک کر سکتا تھا کیونکہ اس
سڑک پر سے ہی وہ لیبارٹری والی کوٹھی تک جائے گا، سوائے
پیدل کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ ویسے احتیاطاً اس نے ٹائیگر کو بھی
درخت پر بٹھا رکھا تھا تاکہ اگر کوئی آدمی کسی اور راستے سے
پیدل کوٹھی تک پہنچے تو ٹائیگر اسے اطلاع دے سکے۔ کنٹرولنگ
مشین کی مدد سے نارتھ زون کی وہ جگہ سمجھ گیا تھا جہاں آرکوپک
ہولز بنائے گئے تھے۔

اس نے ایرک والے گارڈ روم سے فون کر کے سر داور کو

پہلے ہی صورت حال سے آگاہ کر دیا تھا اور پھر سر داور سے ڈسکس
کر کے اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس مشین کو بیک ٹرن موڈ
کر کے وہ آرسونک کی تہہ تک پہنچے ہوئے ان خوفناک حربوں
کو واپس آرکوپک ہولز سے باہر نکال دے کیونکہ ان
حربوں کی وہاں موجودگی کسی بھی لمحے لیبارٹری کے لئے تباہ کن
ثابت ہو سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی آرکوپک ہولز بھی سر داور
نے مستقل طور پر بند کر دینے تھے۔ اس نے سر داور کو ایک
مخصوص جگہ پہنچنے کے لئے کہا تھا۔ تاکہ وہاں سے سیکرٹ ایجنٹس
انہیں ساتھ لے کر نارتھ زون میں اس مخصوص جگہ تک پہنچا دیں
اس نے سر داور کو اس لئے وہاں بلایا تھا کیونکہ یہ حربے انتہائی
خوفناک حد تک خطرناک تھے اور کوئی سائنسدان ہی انہیں صحیح
طریقے سے سنبھال سکتا تھا۔ اس کے بعد اس نے بلیک زیرو کو
فون کر کے ساری بات بتائی اور اسے کہا کہ وہ صفدر اور کیپٹن
شکیل کو جیپ سمیت اس جگہ پہنچنے کا حکم دے دے جہاں
سر داور نے پہنچنا تھا اور جب سر داور وہ حربے سنبھال لیں تو
پھر صفدر اور کیپٹن شکیل انہیں لیبارٹری تک پہنچا آئیں گے۔
اس کے بعد ہی اس نے لیبارٹری میں جا کر مشین کو بیک ٹرن
موڈ کر کے ان حربوں کو باہر نکالا تھا اور اس مشین کو چلا کر
ہی اسے اس بیٹری کی کارکردگی کا پتہ چلا تھا اس لئے اس
نے ڈاکٹر آرنلڈ کو جو اس دوران بیہوش تھا اور کام کے
دوران ہوش میں آگیا تھا سے اس بیٹری میں استعمال ہونے

والے کیمیکلز کا معلوم کر کے گولی مار دی تھی۔ اس کے بعد اس نے ٹائیگر کے ساتھ مل کر بیٹری مشین سے علیحدہ کی اور پھر ساری مشینری فائرنگ سے تباہ کر کے ٹرانسمیٹر اور فون بھی بیکار کیا۔ اور خود باہر انہوں نے نگرانی کا کام سنبھال لیا تھا۔

اسی لمحے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو، اوور"۔۔۔۔ بٹن آن ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس عمران بول رہا ہوں، بلیک زیرو کیا رپورٹ ہے، اوور"۔۔۔۔ عمران نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس وقت ٹائیگر اس کے ساتھ نہ تھا۔ اس لئے اسے کھل کر بات کرنے میں کوئی جھجک نہ تھی۔

"عمران صاحب، صفدر نے واپسی رپورٹ دے دی ہے ان سوراخوں سے نکلنے والے آٹھ سرخ رنگ کے کیپسول تھے جو سر داور اپنے ساتھ لائے ہوئے کسی خاص دھات کے بنے ہوئے باکس میں رکھ کر لے گئے ہیں۔ انہوں نے ان سوراخوں میں اپنے ساتھ لایا ہوا کوئی کیمیکل ڈال دیا تھا جس سے سوراخ بند ہو گئے تھے۔ پھر صفدر اور کیپٹن شکیل انہیں واپس لیبارٹری چھوڑ آئے ہیں، اوور"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، اب تم سب ممبرز کو الرٹ کر دو۔ میں اور ٹائیگر یہاں نگرانی کر رہے ہیں جیسے ہی ایس۔ بی کا کوئی آدمی ہمارے ہاتھ آیا اس سے حاصل کردہ معلومات کی بناء پر ہمیں فوری اور تیز رفتار ایکشن کرنا پڑے گا"۔۔۔۔ اس لیے ممبرز کی ضرورت پڑ سکتی ہے، اوور"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، میں انہیں نہ صرف الرٹ کر دیتا ہوں بلکہ آپ کے متعلق بھی کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ کی براہِ راست کال پر حرکت میں آ جائیں تاکہ میرا کال کرنے میں وقت ضائع نہ ہو، اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"او کے، اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک وہ بیٹھا انتظار کرتا رہا، لیکن نہ ہی سڑک سے کوئی گزرا اور نہ ہی ٹائیگر کی طرف سے کوئی کال آئی تو عمران بور ہو گیا۔ اس نے سوچا کہ وہ صرف ٹائیگر کو اس کام پر چھوڑ کر خود واپس جائے اور ایس۔ بی کی تلاش کے لئے کسی اور کلیو پر کام کرے چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر کی ناب گھما کر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو، عمران کالنگ، اوور"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا لیکن کافی دیر

تک کالنگ کے باوجود جب ٹائیگر کی طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھر آئے تھے کیونکہ ٹائیگر کے کال اٹنڈ نہ کرنے کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ ٹائیگر کسی مشکل میں پھنس گیا ہے۔ حالانکہ بظاہر کوئی ایسی مشکل نظر نہ آ رہی تھی، سڑک پر سے کوئی گزرا تک نہ تھا۔ اس کے باوجود ٹائیگر جواب نہ دے رہا تھا۔ عمران تیزی سے کوٹھیوں کے عقب کی طرف سے چلتا ہوا اس طرف کو بڑھتا گیا جس طرف ٹائیگر موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس درخت تک پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر بری طرح چونک پڑا کیونکہ وہاں ایسے آثار نظر آ رہے تھے جیسے کوئی درخت کے اوپر سے نیچے جھاڑیوں پر گرا ہو کیونکہ جھاڑیاں جس انداز میں روندی ہوئی نظر آ رہی تھیں اس سے یہی آئیڈیا سامنے آتا تھا۔ ٹائیگر درخت پر موجود نہ تھا۔ اسی لمحے اسے ایک جھاڑی کے اندر ٹوٹی ہوئی دوربین پڑی نظر آئی تو اس نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔ دوربین کا ایک شیشہ ٹوٹ گیا تھا اور دوربین جس زاویے سے اور فاصلے پر گری ہوئی تھی اس سے عمران کا ذہن فوری طور پر ایک نتیجے پر پہنچ گیا۔ ٹائیگر کو کسی گیس فائر سے بیہوش کیا گیا ہے۔ اس طرح بیہوش ہو کر ٹائیگر نیچے جھاڑیوں پر گرا اور اس کے ہاتھ سے دوربین نکل کر ایک طرف جھاڑی میں جا گری تھی

ظاہر ہے وہ کسی ایسی سائیڈ سے آئے ہوں گے کہ ٹائیگر کو ان کی آمد کا علم نہ ہو سکا ہو گا۔ عمران چند لمحے وہیں کھڑا حالات کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ دائیں طرف کو آگے بڑھ گیا۔ ساتھ ہی وہ زمین پر موجود گھاس اور جھاڑیوں کو بھی بغور دیکھتا جا رہا تھا اور تقریباً سو گز کے فاصلے پر جا کر اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ وہاں ایسے آثار موجود تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں ایک سے زیادہ افراد موجود رہے ہوں۔ عمران اور آگے بڑھ گیا۔ اب اسے مسلسل آثار ملتے جا رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ لیبارٹری والی کوٹھی سے کافی فاصلے پر عقبی طرف ایک چھوٹی سی ویران سڑک تک پہنچ گیا جس کی دوسری طرف کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ سڑک درختوں کے اس ذخیرے تک پہنچ کر ختم ہو جاتی تھی اور کالونی سے کافی دور سے گھوم کر ادھر آتی تھی۔ عمران نے سڑک کے کنارے پر ٹائروں کے نشانات چیک کئے۔ یہ کار کے ٹائروں کی بجائے کسی بڑی ویگن کے ٹائروں کے نشانات تھے۔ عمران غور سے ان نشانات کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کلائی پر بندھی ہوئی ٹرانسمیٹر واچ پر دانش منزل کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بلیک زیرو کو کال کرنی شروع کر دی۔

"ایکسٹو، اوور" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو، ٹائیگر کو بیہوش کر کے اغوا کر لیا گیا ہے۔

اور اسے ایک رینگلر ویگن میں لے جایا گیا ہے۔ یہ رینگلر ویگن
بالکل نئے ماڈل کی ہے اور رینگلر ویگن کا جدید ماڈل دارالحکومت
میں بے حد کم تعداد میں آیا ہو گا۔ تم فوراً ٹیم کو اس ویگن کی
تلاش میں لگا دو۔ صفدر کا ایک دوست رجسٹریشن آفس میں کام
کرتا ہے۔ اس وقت دفتر تو بند ہو گا لیکن صفدر اس کے گھر
جا کر اس بارے میں اس سے معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ فوری
ٹیم کو حرکت میں لے آؤ اور انہیں کہہ دینا کہ وہ ٹرانسمیٹر پر مجھے
براہ راست رپورٹ کریں، اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے
کہا اور رابطہ ختم کر کے وہ مڑا اور پھر بھاگتا ہوا واپس اپنی کار
کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے ٹائیگر کی طرف سے زیادہ فکر نہ تھی۔
اسے صرف اس بات پر تشویش تھی کہ ایس۔ بی خاصی تیز اور
مستعد تنظیم ثابت ہو رہی تھی۔ اس نے سامنے آئے بغیر نہ صرف
لیبارٹری کی اندرونی کیفیت کو چیک کر لیا تھا بلکہ ٹائیگر کی نگرانی
کو بھی چیک کر کے اسے انتہائی ماہرانہ انداز میں اغوا بھی کر لیا
تھا اور اس ساری واردات کے باوجود وہ کوٹھی کے سامنے
کے رخ پر بھی نہیں آئے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ
اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز تھے اور ایسے لوگوں سے کچھ
بعید نہ تھا کہ وہ ارکوپک ہولز کے ذریعے سپر ایکٹو لیبارٹری کی تباہی
میں ناکام رہنے کے بعد کوئی اور ایسا حربہ استعمال کریں جس
سے لیبارٹری تباہ ہو جائے اس لئے وہ اب انہیں فوراً ٹریس
کر کے ان کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر وہ کار میں بیٹھا شیش محل کالونی سے باہر
جانے والی سڑک پر بڑھا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں فوری
طور پر یہی آیا تھا کہ وہ اس آٹو موبائیل سروس اسٹیشن سے رجوع
کرے جہاں اکثر اس قسم کی قیمتی گاڑیاں سروس کے لئے آتی
رہتی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں سے کوئی کلیو مل جائے۔ اسے
معلوم تھا کہ ایسی ورکشاپیں اور سروس اسٹیشن رات گئے تک
کھلے رہتے ہیں اور یہ سروس اسٹیشن تو ویسے بھی دارالحکومت
کا سب سے بڑا سروس اسٹیشن تھا اور چونکہ کمپیوٹرائزڈ مشینری
وہاں نصب تھی اس لئے قیمتی گاڑیاں رکھنے والے اور تقریباً
تمام غیر ملکی وہیں کا رخ کرتے تھے۔ ٹائروں کی بناوٹ اور ان
کے زمین پر دباؤ سے ہی اس نے رینگلر ویگن کا اندازہ لگایا
تھا۔ ویسے بھی رینگلر ویگن گریٹ لینڈ تیار کرتا تھا اور ایس۔ بی
کا تعلق بھی گریٹ لینڈ سے تھا اور اسے غیر ملکیوں کی اس
فطرت کا علم تھا کہ وہ اپنے ہی ملک کی چیزوں کو استعمال
کرنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ پھر ایس۔ بی جس قسم کی تنظیم
تھی اس کے لئے پرانی گاڑی استعمال کرنا ناممکن تھا۔ تھوڑی
دیر بعد وہ سروس اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ اس نے گاڑی باہر ہی
چھوڑی اور اتر کر وہ اندر آفس کی طرف بڑھ گیا۔

"یس فرمائیے"۔۔۔۔ مینجر کی تختی رکھے ایک ادھیڑ
عمر نے عمران کے قریب پہنچتے ہی کاروباری انداز میں مسکراتے
ہوئے کہا۔

"آپ مینجر ہیں"۔—— عمران نے میز کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں"۔—— ادھیڑ عمر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے —— انتہائی ضروری معلومات آپ سے حاصل کرنی ہیں"۔—— عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس — اوہ فرمائیے"۔—— مینجر کے چہرے پر یکلخت پریشانی اور گھبراہٹ کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"آپ کے پاس جو گاڑیاں سروس یا مرمت کے لئے آتی ہیں، کیا آپ ان کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتے ہیں"۔—— عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں، مکمل ریکارڈ ہوتا ہے ہمارے پاس"۔—— مینجر نے جواب دیا۔

"رینگلر ویگن کتنی تعداد میں آپ کی ورکشاپ یا سروس سٹیشن پر آتی ہیں"۔—— عمران نے پوچھا۔

"رینگلر ویگن — اوہ میرا خیال ہے کہ بہت کم تعداد ہو گی، میں پتہ کرتا ہوں"۔—— مینجر نے کہا اور میز پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"اعظم صاحب، ذرا ریکارڈ چیک کر کے بتائیے کہ ہمارے

سروس اسٹیشن پر کتنی رینگلر ویگنز آتی رہتی ہیں"۔—— مینجر نے کہا۔

"رینگلر ویگنز — اوہ سر میرے خیال میں دو یا تین ہوں گی، بہرحال میں چیک کرتا ہوں"۔—— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"انہیں کہیں کہ ریکارڈ لے کر یہاں آ جائیں"۔—— عمران نے کہا اور اس کی بات مینجر نے دوہرا کر رسیور رکھ دیا۔

"کوئی خاص بات ہو گئی ہے جناب"۔—— مینجر نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"انٹیلی جنس آفیسر تفریح کے لئے پوچھ گچھ نہیں کیا کرتے"۔—— عمران نے خشک لہجے میں کہا تو مینجر بے اختیار سمٹ کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی ہاتھ میں ایک فائل لئے اندر داخل ہوا۔

"سر، چار ویگنیں ہیں رینگلر"۔—— آنے والے نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مینجر سے کہا۔

"ٹھیک ہے — یہ فائل دیں اور آپ جائیں"۔—— مینجر نے اس بار خشک لہجے میں کہا اور آنے والے نے مؤدبانہ انداز میں فائل مینجر کے سامنے رکھی اور پھر واپس چلا گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر فائل خود اٹھائی اور پھر اسے

کھول کر پڑھنے لگا۔ اس میں تین کاغذ تھے۔ تینوں باقاعدہ
چھپے ہوئے تھے جن میں خالی جگہوں کو پُر کیا گیا تھا۔ اس میں
ورکشاپ میں آنے والی رینگلر ویگنوں کے بارے میں مکمل
تفصیلات موجود تھیں کہ یہ ویگن کس کس تاریخ کو آئی اور
اس کی کیا کیا مرمت ہوئی۔ اس کے علاوہ ویگن کے بارے
میں تکنیکی معلومات بھی درج تھیں لیکن ایک خانے پر نظر
پڑتے ہی عمران چونک پڑا۔ اس میں گریٹ لینڈ سفارت خانے
سے بالکل نئی رینگلر ویگن سروس اسٹیشن بھیجی گئی تھی تاکہ اس
کی گریس وغیرہ ختم کر کے اسے چالو حالت میں لایا جا سکے۔
اور یہ ویگن صرف دو بار آئی تھی، دوسری بار آنے پر اس کا
نمبر بھی درج تھا اور ساتھ ہی ڈرائیور کے نام کے ساتھ مالک
کا نام و پتہ بھی درج تھا۔ ڈرائیور کا نام مارٹن اور مالک کا
نام آرتھر تھا، پتہ ٹاپ ہلز کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کا درج
تھا۔ ساتھ ہی ٹیلی فون نمبر بھی تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی اس
کی مطلوبہ ویگن ہے لیکن اس نے صفحہ پلٹ دیا اور پھر دوسری
ویگنوں کو بھی چیک کرنے لگا لیکن باقی تینوں ویگنیں دو سال
پرانے ماڈلوں کی تھیں اور ان کے مالک بھی مقامی تھے۔ عمران
نے فائل تہہ کر کے واپس میز پر رکھ دی۔

"تعاون کا شکریہ منیجر صاحب، لیکن کیا یہ کہنے کی
ضرورت ہے کہ اس چیکنگ کا علم کسی اور کو نہیں ہونا چاہیے"۔
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ، نہیں جناب، میں سمجھتا ہوں"۔ —— منیجر نے
سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور عمران تیزی سے دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری
سے آگے بڑھی اور پھر اس نے ذرا آگے جا کر کار ایک
سائیڈ پر روکی اور ہاتھ بڑھا کر کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے
موجود ٹرانسمیٹر پر صفدر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔
فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"عمران کالنگ، اوور"۔ —— عمران نے بار بار یہی
فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس صفدر اٹنڈنگ، اوور"۔ —— کچھ دیر بعد
صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر، رینگلر ویگن کے بارے میں کیا رپورٹ ہے، اوور"۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب، وہ میرا دوست جو رجسٹریشن آفس میں
ہے، وہ دارالحکومت سے باہر گیا ہوا ہے۔ میں ابھی ابھی
اس کے گھر سے ہی واپس آ رہا ہوں کہ آپ کی کال ملی ہے،
اوور"۔ —— صفدر نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں ہو، اوور"۔ —— عمران نے کہا۔

"میں گرین ٹاؤن کے پہلے چوک میں ہوں۔ میرا دوست
گرین ٹاؤن میں ہی رہتا ہے، اوور"۔ —— صفدر نے
جواب دیا۔

"تم ایسا کرو فوراً ٹاپ ہلز کالونی کے پہلے چوک پر پہنچو میں وہیں جا رہا ہوں۔ میں نے اس ویگن کے مالک کو ٹریس کر لیا ہے۔ ٹاپ ہلز کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ، اوور"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ لیکن یہ اچانک اس ویگن کی تلاش کیوں شروع ہو گئی ہے، اوور"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے تمہارے باس کو پسند آ گئی ہو گی، اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کار آگے بڑھا دی۔ تقریباً پینتالیس منٹ تک مختلف سڑکوں پر کار دوڑانے کے بعد وہ ٹاپ ہلز کالونی کے پہلے چوک میں پہنچ گیا۔ دور سے ہی اسے صفدر کی کار ایک کیفے کے سامنے کھڑی نظر آ گئی۔ عمران نے کار اس سے ذرا فاصلے پر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اترنے سے پہلے اس نے سائیڈ سیٹ کو اوپر اٹھایا اور نیچے موجود باکس میں سے اس نے ایک مشین پسٹل اور اس کا فالتو میگزین اٹھا کر جیب میں ڈالنے کے علاوہ ایک بند پیکٹ بھی اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔ پھر سیٹ بند کر کے وہ کار سے نیچے اترا تو اسی لمحے صفدر بھی اس کے پاس پہنچ چکا تھا۔

"کوٹھی نمبر بارہ یہاں سے قریب ہی ہے عمران صاحب، میں نے چیک کر لیا ہے، اس پر کسی پیٹر نارمن کی نیم پلیٹ بھی موجود ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا تو عمران کی آنکھوں

میں چمک ابھر آئی کیونکہ اس نے ڈاکٹر آرنلڈ اور ایرک دونوں سے پیٹر کا نام سنا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ صحیح جگہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

"آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر لفظوں میں ایس۔ بی کے مشن اور سابقہ باتیں بتا دیں۔

"اوہ، اوہ اس قدر خوفناک مشن آپ نے مکمل بھی کر لیا اور ہمیں علم بھی نہ ہو سکا"۔۔۔۔ صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ مشن مکمل طور پر سائنسی تھا۔ اس لئے سوچ بچار میں ہی وقت گزر گیا اور جب لیبارٹری ٹریس ہوئی تو پھر فوراً ہی سب کچھ ہو گیا۔ اب ہم نے ہر صورت میں اس ایس۔ بی کا خاتمہ کرنا ہے کیونکہ وہ لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے کوئی اور حربہ استعمال کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

کوٹھی نمبر بارہ کے سامنے سے گزرتے ہوئے عمران نے بغور اس کوٹھی کو دیکھا۔ اس کی عقبی طرف ایک اور کوٹھی تھی جبکہ دائیں طرف اور بائیں طرف بھی دو کوٹھیوں سے ملحقہ تھی اس لئے اندر جانے کے لئے فرنٹ ہی رہ جاتا تھا۔ گیٹ پر واقعی پیٹر نارمن کی نیم پلیٹ موجود تھی۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ ٹائیگر کو یہیں لے آیا گیا ہو گا

صفدر نے کہا۔

"ٹائیگر کی بات چھوڑو، وہ اپنی حفاظت خود کرسکتا ہے اور اگر نہ بھی کر سکا تو اس کی موت اور زندگی سے کیا فرق پڑتا ہے۔ مسئلہ ایس۔ بی کے خاتمہ کا ہے اور یہ ایس۔ بی کا مقامی ہیڈ کوارٹر ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے ٹالنے کے انداز میں واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ میں سمجھ گیا لیکن اس کے اندر جانے کا سوائے فرنٹ کے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے"۔۔۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے تیرہ نمبر کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور ایک کار تیزی سے اس میں سے نکل کر دائیں طرف مڑ کر آگے کو بڑھ گئی جبکہ پھاٹک ایک باوردی دربان بند کر رہا تھا۔ عمران سر ہلاتا ہوا اس پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ ستون پر کسی انجم اعوان کی نیم پلیٹ موجود تھی جس کے نیچے ریٹائرڈ مکینیکل انجینئر کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ دربان جو پھاٹک بند کر رہا تھا ان دونوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر رک گیا تھا۔

"انجم اعوان صاحب گھر پر ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے قریب جا کر کہا۔

"جی، وہ تو ابھی کار میں گئے ہیں۔ ان کے صاحبزادے ارشد صاحب موجود ہیں"۔۔۔۔۔ دربان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ انہیں یہ کارڈ دے دو"۔۔۔۔۔ عمران

نے کوٹ کی اندرونی چھوٹی جیب سے ایک کارڈ نکال کر دربان کو دیتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر"۔۔۔۔۔ دربان نے کہا اور کارڈ لے کر تیزی سے واپس چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا۔

"آئیے جناب ارشد صاحب آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔۔۔ دربان نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر ایک طرف ہٹتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران اور صفدر سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ کوٹھی خاصی بڑی تھی اور اس کا لان انتہائی نفاست سے سنوارا گیا تھا۔ ملازم انہیں برآمدے کی سائیڈ پر بنے ہوئے ایک وسیع ڈرائینگ روم میں لے گیا جسے انتہائی قیمتی فرنیچر سے مزین کیا گیا تھا۔ ڈرائینگ روم میں ایک موٹی موچھوں والا قدرے ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔

"مجھے ارشد اعوان کہتے ہیں۔ میں محکمہ تعمیرات میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہوں"۔۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے خوش اخلاقی سے کہا اور مصافحے کے لئے عمران کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام تو آپ نے کارڈ پر پڑھ لیا ہوگا۔ یہ میرے ساتھی ہیں صفدر"۔۔۔۔۔ عمران نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"جی ہاں ۔۔۔ میں نے پڑھ لیا ہے۔ آپ سنٹرل انٹیلی جنس کے چیف انسپکٹر ہیں، مگر۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ ارشد اعوان نے جھجکتے ہوئے کہا۔

" مگر کا جواب بھی آپ کو مل جائے گا۔ پہلے یہ بتائیے کہ آپ کے گھر میں اس وقت کتنے افراد ہیں، ملازموں کے علاوہ"۔ عمران نے کہا۔

" افراد ـــ جی والد صاحب ابھی گئے ہیں۔ میرے بچے چھٹیاں منانے ہلز پر گئے ہوئے ہیں۔ گھر میں اکیلا میں ہی ہوں اور ملازم ہیں۔ مگر آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ ارشد اعوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" فکر نہ کریں، آپ کے یا آپ کے گھر کے کسی فرد کا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ بس ایک ضروری سرکاری مسئلہ ہے۔ آپ پڑھے لکھے ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ پورا تعاون کریں گے ورنہ دوسری صورت میں انٹیلی جنس کیا کر سکتی ہے، یہ آپ بھی بہتر طور پر جانتے ہوں گے"۔ ـــ عمران کا لہجہ پہلے سے کہیں زیادہ خشک ہو گیا تھا۔

" اوہ میں سمجھتا ہوں جناب، میں آپ سے مکمل تعاون کروں گا"۔ ـــ ارشد اعوان نے اس بار قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

" گھر میں جتنے ملازم ہیں انہیں یہاں بلا لیجئے"۔ ـــ عمران نے کہا۔

" جی بہتر"۔ ـــ ارشد اعوان نے کہا اور ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ وہ باوردی دربان جو عمران اور صفدر کو اپنے ساتھ

لایا تھا، کے علاوہ دو مرد اور دو ادھیڑ عمر عورتیں بھی تھیں سب ملازموں کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

" گھر میں یہی ملازم ہیں، اور کوئی نہیں"۔ ـــ ارشد اعوان نے کہا۔

" میں نے ایک کیپسول کی ان سے شناخت کرانی ہے اور بس"۔ ـــ عمران نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا نیلے رنگ کا کیپسول نکال لیا۔ صفدر کیپسول دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ عمران انہیں بیہوش کرنا چاہتا ہے چنانچہ اس نے فوراً ہی سانس روک لیا۔ اسی لمحے عمران نے کیپسول سامنے قالین پر دے مارا۔ دوسرے لمحے تمام ملازم ٹیڑھے میڑھے انداز میں وہیں قالین پر ہی ڈھیر ہو گئے جبکہ ارشد اعوان کی گردن بھی ڈھلک گئی تھی۔ ڈرائینگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے جب عمران نے بیس تک گنتی کے بعد ہی رکا ہوا سانس باہر نکالا اور پھر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ صفدر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" آؤ صفدر، اب ذرا اطمینان سے کام ہو گا۔ ہمیں اوپر والی منزل پر جانا ہو گا"۔ ـــ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائینگ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے اس کی پیروی کی۔ اوپر والی منزل کی سیڑھیاں برآمدے میں ہی تھیں اس لئے جلد ہی وہ اوپر والی منزل پر پہنچ گئے یہاں ایک کھڑکی سے کوٹھی نمبر بارہ کا سامنے والا اندرونی حصہ

بالکل واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ برآمدے میں غیر ملکی کھڑے
تھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں لیکن وہ
سب آپس میں بڑے اطمینان بھرے انداز میں باتیں کرنے
میں مصروف تھے۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی ایک کار کھڑی تھی
رینگلر ویگن وہاں موجود نہ تھی۔ عمران نے جیب سے وہی بند
پیکٹ نکالا جو اس نے کار کی سائیڈ سیٹ کے نیچے سے
اٹھا کر جیب میں رکھا تھا۔ پیکٹ کو اس نے کھولا تو اس کے
اندر ایک چھوٹا لیکن چپٹا سا پستول موجود تھا جس کی نال
کارک نما کسی چیز سے بند تھی۔

"یہ آرکنیم پسٹل ہے۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے اپنے
اس ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے سائنسی آلات نصب
کر رکھے ہوں۔ آرکنیم ریز میں یہ خصوصیت ہے کہ یہ بیک وقت
ہر قسم کی مشینری کو نہ صرف جام کر دیتی ہے بلکہ دو ہزار گز کی
رینج میں موجود ہر جاندار کو بھی مکمل طور پر بے حس کر دیتی ہے
یہ پستول سرداور نے میری فرمائش پر ایجاد کیا ہے چونکہ یہ
ریز یہاں بے حد مہنگی پڑتی ہیں اس لئے فی الحال ایک ہی پیس
بنایا گیا ہے"۔ ——— عمران نے پیکٹ کھولتے ہوئے صفدر
کو تفصیل بتائی اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ کھڑکی
سے ذرا باہر نکالا اور پھر پستول کا رخ کوٹھی نمبر بارہ کے اندرونی
برآمدے کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹک کی آواز کے
ساتھ ہی پستول کی نالی پر موجود کارک بجلی کی سی تیزی سے

اڑتا ہوا کوٹھی نمبر بارہ کے برآمدے کے سامنے زمین پر جا گرا
اور نیچے گرتے ہی اس میں سے نارنجی رنگ کا ایک شعلہ نکلا
اور غائب ہو گیا۔ برآمدے میں کھڑے چاروں مسلح افراد کارک
کے زمین پر گرنے کی آواز سے چونک کر ادھر دیکھ ہی رہے
تھے کہ پھر وہ اسی طرح غیر قدرتی انداز میں ہی کھڑے رہ گئے۔

"آؤ اب اطمینان سے اندر کی تلاشی لی جا سکتی ہے۔ ہو سکتا
ہے ٹائیگر بھی اندر موجود ہو"۔ ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور پستول کو جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑا اور
پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیوں تک پہنچ گیا۔ بیک وقت دو دو
سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے پہنچا۔ صفدر بھی اس کی پیروی کر رہا
تھا۔

"اوہ تم یہیں رکو ——— بلکہ اوپر والی منزل میں چلے جاؤ۔ ہو سکتا
ہے کہ وہ ریٹائرڈ انجینئر واپس آ جائے۔ اسے کور کر لینا یا پھر یہ
ہو سکتا ہے کہ میرے عمارت کے اندر ہونے پر ان کا کوئی آدمی
پھاٹک پر آ جائے تو مجھے واچ ٹرانسمیٹر پر مطلع کر دینا"۔ ———
عمران نے یکلخت چونک کر کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس
مڑ گیا۔ کوٹھیوں کی درمیانی دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی۔ اس لئے
عمران چند ہی لمحوں میں اسے کراس کر کے کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچ
گیا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے اندر داخل ہوا۔ درمیانی
راہداری میں کمروں کے دروازے تھے جن میں سے باقی دروازے
تو بند تھے البتہ ایک دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس میں سے

روشنی نکل کر باہر راہداری میں پڑ رہی تھی۔ عمران کو معلوم تھا
تھا کہ اندر اگر کوئی موجود بھی ہوگا تو وہ یقیناً آرکیم ریز کی وجہ
سے بے حس ہو چکا ہوگا۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا
اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کھلے ہوئے دروازے
میں رک کر اس نے کمرے کے اندر دیکھا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز
میں سجا ہوا تھا لیکن میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر
کوئی موجود نہ تھا۔ عمران دروازہ کراس کر کے تیزی سے آگے
بڑھا ہی تھا کہ یکلخت ٹشک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی
ناک سے کوئی چیز ٹکرائی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس
کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

ٹائیگر درخت پر بیٹھا دوربین سے کوٹھی کو چیک
کر رہا تھا کہ اچانک کوئی چیز سائیں کی تیز آواز کے ساتھ ہی اس
کی کنپٹی سے ٹکرائی اور ٹائیگر کے ذہن میں یکلخت ایک ہلکا سا
دھماکہ ہوا اور ابھی وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا
تھا کہ اس کے ذہن پر تاریک چادر پھیلتی چلی گئی۔ پھر جیسے اندھیرے
میں کوئی جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائے ہوئے
گھمبیر اندھیرے میں روشنی چمکی اور اس کے بعد یہ روشنی تیزی
سے پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کے تمام احساسات
بھی بیدار ہو گئے۔ اس کی آنکھیں کھلیں اور اس نے بے اختیار
اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر اس کے حلق سے لاشعوری طور پر
ایک طویل سانس نکل گیا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ لوہے کی
ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے دونوں بازو لوہے کی اس

کرسی کے ساتھ کلپ کر دیئے گئے تھے۔ اس کے دونوں پیر
بھی اسی طرح کرسی کے پایوں کے ساتھ کلپڈ تھے اور کرسی زمین
میں نصب تھی۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ کرسی اس کمرے کی
آخری دیوار کے ساتھ تھی۔ ٹائیگر نے گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا
تو دونوں طرف دو دو ایسی ہی اور کرسیاں بھی موجود تھیں لیکن
وہ خالی تھیں۔ کمرے میں ان کرسیوں کے علاوہ اور کوئی فرنیچر نہ
تھا۔ کمرے کا دروازہ سامنے والی دیوار میں تھا اور بند تھا۔

" اس کا مطلب ہے کہ مجھے چیک کر لیا گیا ہے۔ اور اس
وقت میں ایس۔ بی کے قبضے میں ہوں "۔۔۔۔۔ ٹائیگر
نے سوچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک گٹھے ہوئے
جسم اور پستہ قد کا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ سپاٹ
تھا۔ البتہ آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اس کے پیچھے دو اور غیر ملکی
تھے جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ وہ تینوں
لمبے لمبے قدم اٹھاتے ٹائیگر کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ آگے
والا آدمی بڑے غور سے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے نظروں ہی
نظروں میں تول رہا ہو۔

" تو تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور تم نے ڈاکٹر
آرنلڈ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ تم مجھے صرف اتنا
بتا دو کہ تم نے ڈاکٹر آرنلڈ کی کوٹھی کیسے ٹریس کر لی تھی "۔۔۔۔۔
آگے والے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" سیکرٹ سروس ۔۔۔ جناب میں تو کوبرے کا آدمی ہوں۔

میرا نام ٹائیگر ہے۔ مجھے تو یہ کہا گیا تھا کہ میں اس درخت پر
بیٹھ کر اس بڑی کوٹھی کی نگرانی کروں اور جب وہاں کوئی کار
یا آدمی آئے تو میں ایک ٹرانسمیٹر پر کسی آر۔ ون کو اس کی
اطلاع کر دوں لیکن پھر میں اچانک بیہوش ہو گیا "۔۔۔۔۔ ٹائیگر
نے انتہائی سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چارلس، میرا خیال ہے جس طرح کا سلوک انہوں نے
ایرک سے کیا ہے اسی طرح کا سلوک اس سے بھی کرنا پڑے
گا۔ پھر ہی یہ اصل بات اگلے گا۔ نکالو خنجر تاکہ میں اس کے
نتھنے چیر دوں "۔۔۔۔۔ اس آدمی نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے
ہوئے ایک مشین گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ
بے حد سرد تھا۔

" یس باس "۔۔۔۔۔ چارلس نے کہا اور ایک تیز
دھار خنجر نکال کر اس نے باس کی طرف بڑھا دیا۔

" دیکھو تم نے یا تمہارے کسی ساتھی نے ہمارے ساتھی ایرک
سے پوچھ گچھ کے لئے نتھنے چیر کر پیشانی کی رگ پر ضرب لگانے
کا طریقہ استعمال کیا تھا اور یہ طریقہ صرف انتہائی تربیت یافتہ
ایجنٹ ہی جانتے ہیں بلکہ انہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس
سے کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے میں تمہیں صرف
ایک منٹ دیتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو اس تکلیف سے بچا لو۔
اور مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو، ورنہ بتانا تو تمہیں بہرحال پڑے
گا ہی "۔۔۔۔۔ باس نے خنجر ٹائیگر کے چہرے کی طرف اٹھاتے

ہوئے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"اگر میں سچ سچ بتا دوں تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے یکلخت ایک اور ہی فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا فیصلہ بعد میں ہوگا' البتہ یہ میرا وعدہ کہ اگر تم نے میرے ساتھ مکمل تعاون کیا تو میں تمہیں خاصی رعایت دوں گا لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تم نے ذرا سی بھی غلط بیانی کی تو پھر تمہارا انجام انتہائی عبرتناک ہوگا"۔۔۔۔۔ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس عبرتناک انجام سے بچنے کے لئے تو میں نے تمہارے ساتھ تعاون کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ میری بہرحال اس قدر اہمیت نہیں ہے کہ میں خواہ مخواہ کوئی عذاب سہتا رہوں۔ سنو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میرا نام واقعی ٹائیگر ہے اور میں ایک شخص علی عمران کا ذاتی ملازم ہوں۔ علی عمران مجھے بھاری معاوضہ دیتا ہے اور میں اس کے لئے کام کرتا ہوں۔ یہ علی عمران مقامی سیکرٹ سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ اس کوٹھی کو اس نے کس طرح ٹریس کیا ہے مجھے اس کا علم نہیں۔ مجھے تو اس نے کال کیا اور شیش محل کالونی کے پہلے چوک پر پہنچنے کے لئے کہا۔ میں وہاں پہنچ گیا۔ وہ خود بھی کار میں وہاں آیا۔ اس کے بعد وہ مجھے ساتھ لئے اس بڑی کوٹھی کے عقب میں آیا۔ عقبی دیوار کے ساتھ ایک پرانا لیکن بہت اونچا

درخت ہے۔ اس درخت کی مدد سے ہم دونوں کوٹھی کے عقبی طرف اترے اور پھر سائیڈ سے ہوتے ہوئے سامنے آئے وہاں کوٹھی میں کوئی آدمی نہ تھا۔ صرف پھاٹک کے ساتھ کمرے میں ایک آدمی کرسی پر بیٹھا کوئی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ میں نے علی عمران کے کہنے پر اس کے سر پر ریوالور کا دستہ مارا اور اسے بیہوش کر دیا۔ علی عمران ساری کوٹھی میں گھومتا رہا جبکہ میں وہیں اس کمرے میں ہی رہا پھر علی عمران واپس آیا۔ اس نے اس آدمی کو رسیوں سے باندھا اور کرسی پر بٹھا کر اس نے خنجر کی مدد سے اس کے نتھنے چیرے' پھر انگلی کا ہک بنا کر اس نے اس کی پیشانی پر ضربیں لگانی شروع کر دیں اور ساتھ ساتھ وہ پوچھتا بھی رہا۔ اس آدمی نے اپنا نام ایرک بتایا۔ عمران نے اس سے تہہ خانے کی تفصیلات پوچھیں اور پھر مجھے وہیں رکنے کا کہہ کر وہ دوبارہ کوٹھی کے اندر چلا گیا پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ واپس آیا تو اس نے ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک بیٹری اٹھائی ہوئی تھی۔ اس نے ایرک کو دوبارہ ہوش دلایا اور دوبارہ اس سے پوچھ گچھ شروع کی۔ ایرک نے بتایا کہ اس کا تعلق گریٹ لینڈ کی کسی تنظیم ایس۔ بی سے ہے اور ایس۔ بی کا چیف کوئی پیلیڈ نامی آدمی ہے۔ عمران اس سے مقامی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوچھتا رہا' لیکن ایرک کا کہنا تھا کہ وہ کافی عرصے سے یہاں موجود ہے اسے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں ہے۔ اس تشدد کے دوران ایرک

مر گیا تو عمران نے ٹیلیفون پر کسی سے عجیب و غریب نامانوس سی زبان میں باتیں کیں۔ اس کے بعد اس نے مجھے بیٹری دے کر پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی سے باہر بھیجا اور پھر کھڑکی کو اندر سے بند کر کے وہ پھاٹک پر چڑھ کر باہر سڑک پر آ گیا۔ ہم دونوں بیٹری اٹھائے واپس شیش محل کالونی کے پہلے چوک پر پہنچے۔ وہاں وہ بیٹری عمران نے اپنی کار میں رکھ لی۔ اس کے بعد اس نے اپنی کار میں سے ایک دوربین اور فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکال کر مجھے دیا اور ہم دونوں دوبارہ اس کوٹھی کی طرف آ گئے۔ عمران نے کچھ دور ایک گھنے درخت پر مجھے بیٹھ کر دوربین کی مدد سے نگرانی کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی کہا کہ جیسے ہی کوٹھی کی طرف کوئی کار یا آدمی آئے میں ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر اسے اطلاع کر دوں۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ سڑک کی طرف کسی کوٹھی کے عقب میں کار میں بیٹھ کر کوٹھی کی طرف جانے والی سڑک کو چیک کرتا رہے گا۔ میں بیٹھ گیا، لیکن بہت دیر گزر گئی کوئی نہ آیا۔ پھر اچانک سائیں کی آواز سے کوئی چیز میری کنپٹی سے ٹکرائی اور میں ابھی سنبھل ہی رہا تھا کہ میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں یہاں موجود ہوں۔“ ——— ٹائیگر نے پوری تفصیل بتا دی۔

” تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم درست کہہ رہے ہو۔ بہرحال اس عمران کا حلیہ اور جسم بتاؤ۔“ ——— اس باس نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے پوری تفصیل سے عمران کا حلیہ اور اس کے فلیٹ کا پتہ بتا دیا۔

” اوہ، یہی آدمی پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں ڈاکٹر جان پہلے سے ملا تھا۔“ ——— باس نے چونک کر کہا۔

” ہاں، عمران اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہلواتا ہے۔“ ——— ٹائیگر نے از خود اس کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔

” اس کے فلیٹ میں کون کون رہتا ہے۔“ ——— باس نے پوچھا۔

” اپنے باورچی سلیمان کے ساتھ وہ اکیلا رہتا ہے۔“ ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

” فلیٹ پر فون تو ہو گا اس کا نمبر بتاؤ۔“ ——— باس نے پوچھا اور ٹائیگر نے نمبر بتا دیا۔

” ابھی تمہاری بات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اگر تم واقعی اس کے ملازم ہو تو اس کا باورچی تمہیں لازماً پہچانتا ہو گا۔“ باس نے کہا۔

” ہاں، بالکل جانتا ہے۔“ ——— ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

” چارلس لاؤڈر وائرلیس فون یہاں لے آؤ۔“ ——— باس نے دوبارہ چارلس سے مخاطب ہو کر کہا اور چارلس تیزی

سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا اس عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"۔۔۔۔ باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"مجھے تو وہ یہی بتاتا ہے کہ وہ فری لانسر ہے اور کنٹریکٹ پر سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اگر وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوگا تو تمہیں لازماً سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی معلوم ہوگا"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ میں اس کا ذاتی ملازم ہوں۔ میرا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ مجھ سے وہ صرف نگرانی یا زیر زمین دنیا کے کسی فرد کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اس سے زیادہ وہ مجھ سے کام نہیں لیتا۔ اس لئے مجھے اس کی باقی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے چارلس ایک وائرلیس فون پیس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"نمبر پریس کر کے اس کے کان سے لگا دو اور اس کا لاؤڈر بھی آن کر دو"۔۔۔۔ باس نے چارلس سے کہا، اور چارلس نے وہی نمبر پریس کئے جو ٹائیگر نے عمران کے بتائے تھے اور پھر فون پیس ٹائیگر کے کان سے لگا دیا۔

"ہیلو، کون ہے"۔۔۔۔ رسیور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان، میں ٹائیگر بول رہا ہوں، عمران صاحب موجود ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں، وہ دوپہر سے گئے ہوئے ہیں اور تم تو جانتے ہو کہ وہ بتا کر نہیں جاتے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا میں پھر فون کر لوں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔ چارلس نے فون پیس اس کے کان سے ہٹا کر آف کر دیا۔

"او۔ کے، یہ تو تصدیق ہو گئی کہ تم نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ تم غیر اہم آدمی ہو۔ اس لئے تمہیں مزید زندہ رکھنا ہمارے لئے فائدہ مند نہ ہوگا۔ چارلس اسے گولیوں سے اڑا دو۔ اب ہم نے اس عمران کے فلیٹ کی نگرانی کرنی ہے تاکہ اسے پکڑا جا سکے"۔۔۔۔ باس نے پیچھے ہٹتے ہوئے چارلس سے مخاطب ہو کر کہا اور خود تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یس باس"۔۔۔۔ چارلس نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا وائرلیس فون پیس اپنے ساتھی کو پکڑا دیا اور خود اس نے کاندھے سے لگی ہوئی مشین گن اتار کر ہاتھوں میں لے لی۔ اس کا ساتھی بھی فون پیس لئے مڑا اور دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر کے ذہن میں آندھیاں سی چلنے لگیں کیونکہ اسے جس انداز میں لوہے کی کرسی کے ساتھ کلپ کیا گیا تھا اس طرح وہ مکمل طور پر بے بس ہو گیا تھا۔ اس نے یہ سب کچھ تو یہ سوچ کر بتایا تھا کہ اس طرح یہ لوگ اسے فوری طور پر نہ ماریں گے اور وہ کچھ مہلت مل جانے پر آزادی کی کوئی ترکیب سوچے گا لیکن یہ لوگ تو انتہائی سرد مہرانہ انداز میں اس پر گولیوں کی بارش کرنے والے تھے۔

"سنو چارلس ــــ صرف میری ایک بات سن لو۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے جو چاہے کر لینا" ــــ ٹائیگر نے تیز لہجے میں چارلس سے کہا۔

"سوری مسٹر ٹائیگر، باس کا حکم فائنل ہے۔ اس پر ہر صورت میں عملدرآمد ہونا ہے" ــــ چارلس نے پیچھے ہٹ کر مشین گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران اس کا ساتھی کمرے سے جا چکا تھا۔

"میں نے تمہیں حکم پر عمل درآمد سے تو نہیں روکا، میں تو ویسے بھی بے بس ہوں۔ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ تم چاہو تو میری بات سننے کے بعد بھی مشین گن کا ٹریگر دبا سکتے ہو لیکن اگر تم میری بات سن لو تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے" ــــ ٹائیگر نے لہجے کو سنجیدگی کے ساتھ ساتھ قدرے پراسرار بناتے

ہوئے کہا۔

"اچھا بتاؤ کیا بات ہے" ــــ چارلس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پہلے دروازے پر جا کر دیکھ لو تمہارا ساتھی تو وہاں موجود نہیں ہے۔ میں تمہیں ایک اہم ترین بات بتانا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس بات کی وجہ سے تم خود باس بن جاؤ" ــــ ٹائیگر نے کہا اور چارلس بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم واقعی کوئی عام سے ملازم نما آدمی ہو۔ تم نے ہماری تنظیم ایس۔ بی کو بھی کوئی عام سی مجرم تنظیم سمجھ رکھا ہے۔ بہرحال بتاؤ کیا بات ہے اور سنو وقت ضائع کر کے تم کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے" ــــ چارلس نے دروازے کی طرف جانے کی بجائے ہلکا سا قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

"اچھا، پھر میرے قریب آ جاؤ ڈرو نہیں، میں تو بندھا ہوا ہوں" ــــ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں چارلس اور تم جیسے آدمی سے ڈروں گا۔ تم مجھے جانتے نہیں، اسی لئے تمہارے منہ سے ایسی بات نکل گئی ہے۔ بہرحال بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو" ــــ چارلس نے قدم بڑھا کر ٹائیگر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"جب تم نے مجھے مارنا ہی ہے تو پھر کیا ضرورت ہے بات بتانے کی۔ ٹھیک ہے مار ڈالو مجھے۔ اگر بعد میں تمہیں اس بات کا علم ہوا تو شاید ساری عمر ہی پچھتاتے رہو۔

"او۔ کے، ماردو۔" ——— ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، تو تم اب باقاعدہ ڈرامہ کرنے لگے ہو۔ سنو اگر کوئی اہم بات ہے تو بتادو، میں باس سے کہہ کر تمہارے لئے کچھ رعائتیں حاصل کرلوں گا۔" ——— چارلس ٹائیگر کے نفسیاتی داؤ میں آ ہی گیا۔

"تمہارے اس باس کا نام پیٹر ہے۔" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں کیوں۔" ——— چارلس نے چونک کر پوچھا۔

"تو اس کے علاوہ کوئی چیف بھی ہے جس کا نام گراہم ہے۔" ——— ٹائیگر نے ایرک کی بتائی ہوئی باتیں ذہن میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" ——— چارلس کے چہرے پر اس بار انتہائی حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"سنو تمہارے اس چیف گراہم کے خلاف عمران نے ایک پلان بنایا ہے۔ یہ پلان ایسا ہے کہ تمہارا چیف خود ہی عمران کے جال میں پھنس جائے گا۔ اگر تم مجھے گولی نہ مارنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں وہ پلان بتا سکتا ہوں اور نہ صرف پلان بتا سکتا ہوں بلکہ ایک ایسا کام بھی کرسکتا ہوں کہ تم اس پلان کے خلاف کام کرکے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو بھی پکڑ سکتے ہو۔" ——— ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم بات ہے لیکن چیف کے بارے میں تو باس پیٹر کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ چیف تو ہمیشہ خفیہ رہتا ہے۔ اس سے رابطہ صرف ٹرانسمیٹر یا فون پر ہی ہوتا ہے۔" ——— چارلس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سنو تمہارے چیف گراہم نے اس کوٹھی میں ڈاکٹر آرنلڈ سے بات کی تھی ٹرانسمیٹر پر اور جواب میں عمران نے ڈاکٹر آرنلڈ کے لہجے میں اس سے بات کرتے ہوئے اسے کہا تھا کہ مشین میں خرابی ہوگئی ہے جو ڈیڑھ گھنٹے میں درست ہوگی چنانچہ تمہارا چیف مطمئن ہوگیا لیکن عمران نے وہ فریکوئنسی معلوم کرلی جس سے تمہارا چیف ٹرانسمیٹر کال کر رہا تھا اور پھر اس نے سیکرٹ سروس کے چیف کو اسی ٹرانسمیٹر سے کال کیا۔ اور اسے کہا کہ وہ سپیشل کاشن مشین آن کردے تاکہ جیسے ہی وہ اس فریکوئنسی کے ذریعے چیف کے پتے کو ٹریس کرے گا وہ سپیشل کاشن مشین کو سپیشل کاشن دے دے گا اور اس سپیشل کاشن کے ملتے ہی وہ مشین اس پتے پر کسی خلائی سیارے سے کوئی مہلک ریز اس پتے پر پھینک کر اس چیف کو ہلاک کردے گی۔" ——— ٹائیگر نے عجیب وغریب کہانی سناتے ہوئے کہا۔

"لیکن فریکوئنسی سے وہ پتہ کیسے ٹریس کرے گا اور اس بات کے بتانے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔" ——— چارلس نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو تم سمجھے ہی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ تم سپیشل کاشن مشین کی کارکردگی نہیں سمجھتے۔ ظاہر ہے عمران کو تو پتہ ٹریس کرنے میں دو تین روز لگ جائیں گے لیکن اگر تم اس مشین کی مخصوص فریکوئنسی پر کال کر کے اسے کوئی مصنوعی پتہ بتا دو اور ساتھ ہی سپیشل کاشن دے دو تو مشین اس پتہ پر موجود بلڈنگ کو تباہ کر دے گی اور سیکرٹ سروس کا چیف لازماً اپنے ممبرز کو وہاں چیکنگ کے لئے بھیجے گا جبکہ تم سارے آدمی وہاں پہلے ہی موجود ہوں گے۔ اس طرح تمہارا چیف بھی بچ جائے گا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز بھی تمہاری نظروں میں آ جائیں گے۔ اس کے بعد تم انہیں گرفتار کرو یا گولیوں سے اڑا دو، مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔ مجھے تو صرف اپنی جان بچانے سے مطلب ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ تم بے حد گہری بات کر رہے ہو حالانکہ شکل وصورت سے تم اس قدر ذہین نہیں لگتے لیکن وہ سپیشل کاشن کیا ہے اور اس مشین کی فریکوئنسی کیا ہے"۔۔۔۔ چارلس نے کہا۔

"سپیشل کاشن مخصوص انداز کی سیٹی ہے جو انگلی منہ میں ڈال کر بجائی جاتی ہے۔ تم چند لمحوں میں سیکھ سکتے ہو۔ میں تو بے بس ہی رہوں گا۔ اگر تم میرا دایاں ہاتھ کرسی سے آزاد کر دو۔ اب ایک ہاتھ سے تو میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں

انگلی منہ میں ڈال کر تمہیں سیٹی بجا کر دکھاتا ہوں۔ جب تم مکمل طور پر اسے بجانا سیکھ لو تو پھر بیشک میرا ہاتھ دوبارہ کلپ کر دینا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے یہ ساری چکر بازی صرف اپنا دایاں ہاتھ آزاد کرانے کے لئے کر رہے ہو، کیا کر لو گے ایک ہاتھ سے۔ تمہاری مکمل تلاشی پہلے ہی لی جا چکی ہے"۔۔۔۔ چارلس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، اگر یہ چکر بازی ہے تو گولی مار دو مجھے، میں جادوگر تو نہیں ہوں کہ ہاتھ کو جھٹکوں گا تو انگلیوں سے گولیاں نکلنے لگیں گی۔ میں صرف انہیں اپنی بچانے کے لئے تمہارے چیف کی جان بچانا چاہتا ہوں۔ اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو نہ کرو"۔۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے تم یہ ہاتھ بھی آزاد کرا کر دیکھ لو"۔۔۔۔ چارلس نے کہا اور اس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور پھر ٹائیگر کی سائیڈ میں کھڑے ہو کر اس نے سائیڈ کلپ کا بٹن دبایا تو ہتھکڑی نما راڈ کھل کر سائیڈوں میں ہو گیا۔ اور ٹائیگر کا ہاتھ آزاد ہو گیا۔ چارلس کلپ دبا کر تیزی سے پیچھے ہٹنے ہی لگا تھا کہ یکلخت چیختا ہوا گھوم کر ٹائیگر کی جھولی میں آ بیٹھا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا بازو پکڑ کر اسے گھما کر اپنے اوپر پھینک دیا تھا اور پھر جیسے ہی چارلس اس کی جھولی میں آ گرا ٹائیگر کا بازو اس کی گردن کے

گرد گھوم گیا۔ چارلس نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر
اپنے آپ کو چھڑانا چاہا لیکن اس کا اس طرح جھٹکے سے اٹھنا
ہی اس کی موت کا باعث بن گیا۔ ٹائیگر نے بازو کو مخصوص انداز
میں حرکت دی تھی اور زوردار جھٹکے سے چارلس کے اُٹھنے
اور بازو کی حرکت اور دباؤ کا نتیجہ چارلس کی گردن ٹوٹنے کے
نتیجے کے طور پر سامنے آیا۔ چارلس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی
آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ
ختم ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے بازو کھول کر اسی ہاتھ سے اس کے
جسم کو آگے دھکیل دیا اور چارلس وہیں اس کے قدموں میں
ہی لاش کی صورت میں ڈھیر ہو گیا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی
سے ہاتھ کرسی کے دوسرے بازو کی سائیڈ میں کر کے کلپ بٹن
دبا دیا اور کھٹاک کی آواز سے اس کا بایاں بازو بھی آزاد ہو گیا۔
وہ تیزی سے نیچے کی طرف جھکا اور دوسرے لمحے اس نے اپنی
دونوں ٹانگیں بھی آزاد کرا لیں اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب تک
کوئی آدمی واپس اندر تو نہ آیا تھا لیکن ظاہر ہے کسی بھی لمحے
کوئی بھی آ سکتا تھا۔ اس لئے ٹائیگر نے جھک کر سب سے پہلے
چارلس کی مشین گن حاصل کی اور پھر تیزی سے دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ ساری کوٹھی گھوم چکا تھا
یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی لیکن اس وقت خالی پڑی ہوئی
تھی۔ پورچ میں ایک جدید ماڈل کی رینگلر جیپ موجود تھی،
لیکن آدمی کوئی نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پلیٹ دوسرے آدمی

کے ساتھ یہاں سے جا چکا تھا اور شاید چارلس اس کوٹھی
میں اکیلا رہتا تھا۔ اس لئے بھی ٹائیگر کو کافی وقت مل گیا۔
اور اس نے آخر کار چارلس کو اپنے ڈھب پر لا کر نہ صرف
اپنی جان بچا لی بلکہ اسے ختم کر کے وہ آزاد بھی ہو جانے میں
کامیاب ہو گیا۔ ٹائیگر کو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کوٹھی کس
کالونی میں ہے۔ اس لئے وہ پھاٹک کی طرف بڑھا۔ پھاٹک کی
چھوٹی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ وہ باہر آیا تو کوٹھی کے ستون پر ہی
سنگ مرمر کی پلیٹ نصب تھی جس پر کوٹھی کا نمبر اور علاقے کا
نام درج تھا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس اندر آیا اور پھاٹک کی
کھڑکی اس نے اندر سے بند کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا۔ وہ اس
کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک میز پر اس کی جیبوں سے نکلا ہوا
ہوا سامان موجود تھا جس میں اس کی مخصوص ٹرانسمیٹر ریسٹ واچ
بھی تھی۔ ٹائیگر نے باقی سامان تو جیبوں میں ڈالا اور پھر ٹرانسمیٹر
واچ پر عمران کی فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو ٹائیگر کالنگ، اوور!" ——— ٹرانسمیٹر آن
کر کے اس نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر
دیا۔

لیکن کافی دیر تک کوشش کے باوجود جب دوسری طرف
سے کال ریسیور نہ کی گئی تو ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور
پھر اس نے ساتھ ہی میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا
اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر میں ٹائیگر بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی وہی سرد اور سپاٹ آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے نگرانی کے دوران بیہوش ہونے سے لے کر عمران کو ٹرانسمیٹر کال کرنے اور وہاں سے جواب نہ ملنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"جس کوٹھی میں تم موجود ہو' وہ کہاں ہے"۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"سر کوٹھی نمبر چار سو اٹھارہ بی بلاک جوہر ٹاؤن"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ وہ پہلے ہی یہ سب کچھ چیک کر چکا تھا۔

"اس پیٹر اور اس کے ساتھی کا تفصیلی حلیہ بتاؤ"۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا اور ٹائیگر نے دونوں کا تفصیلی حلیہ بتا دیا۔

"تم اس کوٹھی کی مکمل تلاشی لو اور اگر کوئی اہم چیز دستیاب ہو جائے تو اسے رانا ہاؤس پہنچا دو"۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھا اور پھر اس نے اس کمرے سے تلاشی کا آغاز کر دیا۔

عمران کے جانے کے بعد صفدر کو وہاں بیٹھے کافی دیر ہو گئی لیکن نہ ہی عمران کی طرف سے کوئی کال آئی اور نہ ہی کوئی آدمی آیا تو اس نے خود عمران کو کال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر عمران کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور کال کرنے لگا لیکن جب کافی دیر تک کالیں دینے کے باوجود دوسری طرف سے کال رسیو نہ کی گئی تو صفدر پریشان ہو گیا۔ اس نے اب خود ہی اس کوٹھی میں جانے کا فیصلہ کیا اور پھر واچ ٹرانسمیٹر بند کر کے وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نچلی منزل پر آیا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ درمیانی دیوار کراس کر کے اصل کوٹھی میں داخل ہو چکا تھا۔ برآمدے میں چاروں مسلح افراد اسی طرح بے حس و حرکت کھڑے ہوئے تھے۔ البتہ ان کی آنکھیں حرکت کر رہی تھیں اور ظاہر ہے ان کی نظریں صفدر پر ہی

جمی ہوئی تھیں لیکن چونکہ عمران نے صفدر کو بتا دیا تھا کہ آرکینیم
ریز کی وجہ سے ان کے اعصاب مکمل طور پر جامد ہو چکے ہیں۔
اس لئے صفدر جانتا تھا کہ وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے
صفدر کو اصل پریشانی عمران کی طرف سے تھی کہ آخر عمران یہاں
آنے کے بعد کال کا جواب کیوں نہیں دے رہا۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب"۔۔۔۔ صفدر نے
برآمدے میں داخل ہوتے ہی اونچی آواز میں کہا۔ اس کی آواز کی
گونج پوری کوٹھی میں پھیل گئی لیکن کسی طرف سے بھی کوئی جواب
نہ آیا تو صفدر ہاتھ میں ریوالور پکڑے محتاط انداز میں راہداری میں
داخل ہو گیا۔ ایک کمرے میں روشنی ہو رہی تھی اور چونکہ اس کا
دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے روشنی باہر برآمدے میں پڑ رہی
تھی۔ صفدر محتاط قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھا۔ کمرے کے
اندر مکمل خاموشی طاری تھی۔ صفدر نے جیسے ہی سائیڈ پر ہو کر
دروازے میں جھانکا وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ دروازے
کے سامنے ہی قالین پر عمران ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا
تھا۔ اس کی ٹانگیں دروازے کی طرف تھیں جبکہ سر اندر کی طرف
تھا۔ گرتے ہوئے مڑنے کی وجہ سے عمران کا چہرہ دروازے
کی طرف ہو گیا تھا اور ایک نظر دیکھتے ہی صفدر سمجھ گیا کہ عمران
پر بیہوش کر دینے والی زود اثر گیس کا اٹیک کیا گیا ہے لیکن
کمرہ خالی تھا۔ صفدر چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے کمرے
میں داخل نہ ہونے کا فیصلہ کیا اور جھک کر اس نے عمران کی

دونوں پنڈلیاں پکڑیں اور اسے باہر کی طرف گھسیٹنے لگا۔ ابھی
اس نے اسے ذرا سا گھسیٹا تھا کہ یکلخت ٹھک کی آواز کے
ساتھ ہی چھت میں سے ایک غبارہ نما چیز عین دروازے کے
درمیان عمران کی ٹانگوں کے پاس گری اور پھٹ گئی۔ صفدر اس
غبارہ نما چیز کو حیرت سے دیکھنے لگا تھا اور شاید یہ حیرت کی
کیفیت ہی تھی جس کی وجہ سے خود بخود اس کا سانس رک گیا
تھا اور ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں صفدر کے ذہن نے حیرت
کے ساتھ ساتھ ساری صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوتے لاشعوری
طور پر مزید سانس لینا روک لیا۔ چند لمحوں تک وہ اسی کیفیت
میں رہا پھر وہ اسی طرح پیچھے ہٹا اور سائیڈ پر ہو کر اس نے آہستہ
سے سانس لیا۔ جب ہلکا سا سانس لینے پر کوئی ردعمل نہ ہوا تو
صفدر نے اطمینان بھرے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اب وہ سمجھ
گیا تھا کہ عمران اس قسم کے غبارے کی وجہ سے ہی بیہوش ہوا
ہے اور یہ غبارہ شاید کسی میکنزم کی وجہ سے دروازہ کے سامنے
دباؤ پڑنے سے کام کرتا ہے۔ حالانکہ عمران نے اسے بتایا تھا کہ
آرکینیم ریز کی وجہ سے میکنزم بھی جام ہو جاتے ہیں۔ اس کے
باوجود یہ نجانے کیسا میکنزم تھا کہ باقاعدہ کام کر رہا تھا۔ اب اس
کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ وہ سانس روک کر عمران کو باہر
کھینچے چنانچہ وہ آگے بڑھا۔ اس نے شعوری طور پر سانس روکا
اور پھر دونوں ہاتھ آگے کو بڑھا کر اس نے دوبارہ عمران کی پنڈلیاں
پکڑیں اور اسے ایک زوردار جھٹکے سے باہر کو گھسیٹا۔ ایک بار

پھر شک کی آواز کے ساتھ ہی غبارہ سا چھت سے نکل کر
دروازے کے درمیان سے ہوتا ہوا ٹھیک عمران کے سینے پر آکر
پھٹا لیکن اس بار صفدر پوری طرح ہوشیار تھا۔ اس لئے وہ عمران
کو باہر گھسیٹتے لے گیا۔ عمران کے باہر آنے تک دو اور غبارے
بھی دروازے کے درمیان گر کر پھٹ گئے لیکن صفدر سانس
روکے ہوئے عمران کو باہر راہداری میں گھسیٹ کر لے آنے میں
کامیاب ہو گیا اور پھر اس نے جھک کر عمران کو کاندھے پر اٹھایا
اور بیرونی طرف کو بڑھا۔ اب سانس روکنا اس کی برداشت سے
باہر ہو رہا تھا اس لئے اس نے بے اختیار زور زور سے سانس
لینے شروع کر دیئے۔ اب مسئلہ تھا عمران کو ہوش میں لانے کا۔
اور ظاہر ہے اتنا تو صفدر بھی سمجھتا تھا کہ گیس کی وجہ سے بیہوشی
عام انداز میں تو دور نہیں ہو سکتی اس لئے اس گیس کا توڑ عمران
کے خون میں انجیکٹ کرنا لازمی تھا لیکن صفدر کو یہ معلوم ہی نہ تھا
کہ غبارے پھٹنے سے کونسی گیس نکلتی ہے۔ یہاں چونکہ کسی بھی
لمحے کسی کے آنے کا خطرہ تھا۔ اس لئے صفدر عمران کو کاندھے
پر لادے تیزی سے اس ریٹائرڈ انجینئر والی کوٹھی کی دیوار کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے عمران کو کاندھے سے اتار کر دونوں ہاتھوں
پر سنبھالا اور پھر پوری قوت سے جھٹکا دے کر اس نے عمران
کو اچھال کر دیوار کے اوپر لٹا دیا۔ عمران دوسری طرف گرنے
لگا تھا لیکن صفدر نے ایڑیاں اونچی کر کے دونوں ہاتھوں سے
اسے پکڑ کر دوسری طرف گرنے سے نہ صرف بچا لیا بلکہ اس

نے اسے وہیں اس طرح ایڈجسٹ بھی کر دیا کہ جب وہ ہاتھ
چھوڑے تو عمران دوسری طرف نہ جا گرے۔ جب اسے تسلی
ہو گئی تو وہ سائیڈ پر ہٹ کر دیوار پر چڑھنے کے لئے اچھلنے
ہی والا تھا کہ یکلخت اس کے ذہن میں خیال آیا کہ برآمدے
میں بے حس و حرکت کھڑے افراد بہرحال انہیں اس طرح
مڑتے دیکھ رہے ہیں اور ظاہر ہے جیسے ہی وہ ٹھیک ہوئے
انہوں نے یہ سب کچھ اپنے باس کو بتا دینا ہے اور اس کے بعد
ظاہر ہے اس ریٹائرڈ انجینئر اور اس کے خاندان پر ان لوگوں
نے لامحالہ ان کی تلاش کے سلسلے میں تشدد کرنا ہے اس لئے اس
نے دیوار پر چڑھنے سے پہلے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر
تیزی سے بھاگتا ہوا وہ برآمدے کے قریب پہنچا۔ دوسرے
لمحے اس نے مسلسل ٹریگر دبانا شروع کر دیا اور برآمدے میں
کھڑے ہوئے چاروں بے حس و حرکت غیر ملکی بے جان جسموں
کی طرح نیچے گرے اور ان کے جسموں سے خون نکلنے لگا لیکن
وہ تڑپے بغیر ویسے ہی پڑے ہوئے تھے۔ صفدر اس وقت تک
وہیں رکا رہا جب تک اس نے ان چاروں کی آنکھوں کو مکمل
طور پر بے نور ہوتے نہ دیکھ لیا۔ اس طرح بے بس انسانوں
پر گولیاں چلاتے ہوئے اسے افسوس ضرور ہوا تھا لیکن
دوسرے لمحے اسے یہ خیال آ گیا تھا کہ یہ لوگ اس کے ملک
کے دوست نہیں دشمن ہیں۔ انہوں نے اس کے ملک کی انتہائی
قیمتی لیبارٹری تباہ کرنے کی سازش کی ہے جبکہ ان کے مقابلے

میں ریٹائرڈ انجینئر اور اس کا خاندان پاکیشیا کے معصوم شہری
تھے۔ ان کی زندگی ان سب کے لئے موت کا باعث بھی بن
سکتی تھی چنانچہ یہ سوچ کر اس کا اپنے اس اقدام پر ہونے
والا افسوس جاتا رہا اور وہ مطمئن ہو کر واپس مڑا اور پھر وہ
سائیڈ سے اچھل کر دیوار پر چڑھا اور دوسری طرف کود گیا۔
اس کے بعد اس نے عمران کو بھی دیوار کے اوپر سے گھسیٹ کر
دوبارہ کاندھے پر لادا اور اسے لے کر وہ ڈرائنگ روم کی
طرف بڑھ گیا جہاں ابھی تک ارشد اعوان اور اس کے ملازم
بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ صفدر نے عمران کو وہیں ایک صوفے
پر لٹایا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ بھاگتا ہوا پھاٹک کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کا اندرونی کنڈا کھولا لیکن خود وہ چھوٹی
کھڑکی کھول کر باہر نکلا اور پھر سڑک کراس کر کے وہ تیزی
سے دوسری طرف کے فٹ پاتھ پر پہنچ کر تیز تیز قدم اٹھاتا
کالونی کے پہلے چوک کی طرف بڑھنے لگا جہاں اس کی اور
عمران کی کار موجود تھی۔ ظاہر ہے وہ اسی بیہوشی کے عالم میں
عمران کو کاندھے پر اٹھا کر چوک تک نہ لے جا سکتا تھا۔
اس لئے اس نے چوک سے کار یہاں ریٹائرڈ انجینئر کی کوٹھی میں
لے آنے اور پھر عمران کو لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر
بعد وہ کار تک پہنچ گیا۔ اس نے کار میں بیٹھ کر اسے سٹارٹ
کیا اور پھر اسے لے کر وہ دوبارہ ریٹائرڈ انجینئر کی کوٹھی کی طرف
بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے کار پھاٹک کے باہر روکی

اور نیچے اتر کر اس نے پھاٹک کو دھکیل کر کھولا اور پھر
دوبارہ کار میں بیٹھ کر وہ کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار روک
کر وہ اترا اور سیدھا ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس
نے عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور لا کر اس نے کار کی
عقبی سیٹ کے سامنے اسے نیچے لٹا دیا۔ کار کا دروازہ بند
کر کے وہ دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار بیک کر کے
اس نے موڑی اور پھر کھلے ہوئے پھاٹک سے باہر لا کر اس
نے اسے ایک سائیڈ پر روکا اور خود نیچے اتر کر وہ دوبارہ کھلے
پھاٹک کے اندر آیا۔ اس نے پھاٹک بند کر کے اسے اندر
سے لک کیا اور پھر چھوٹی کھڑکی سے باہر نکل کر اس نے
کھڑکی بھی بند کی اور پھر تیزی سے دوبارہ اپنی کار کی طرف بڑھ
گیا۔ ساتھ والی کوٹھی کا پھاٹک بدستور بند تھا اور وہاں باہر
کوئی آدمی یا کار بھی موجود نہ تھی۔ صفدر عمران کو ساتھ لئے کار
دوڑاتا سیدھا سپیشل ہسپتال پہنچا۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ اب
ڈاکٹر ہی یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ عمران کو کس طرح ٹھیک کیا
جا سکتا ہے اس لئے وہ اسے لے کر ہسپتال آیا تھا۔
"کیا ہوا عمران صاحب کو" ——— ڈاکٹر صدیقی نے عمران
کو صفدر کے کاندھے پر بیہوشی کے عالم میں لدے ہوئے
دیکھ کر انتہائی تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔
"انہیں کسی نامعلوم گیس اٹیک سے بیہوش کیا گیا ہے
اس لئے مجھے انہیں یہاں لے آنا پڑا" ——— صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ میں دیکھتا ہوں" ——— ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور پھر اس نے باہر موجود چپڑاسی کو سٹریچر لانے کے لئے کہا۔ چند لمحوں بعد عمران سٹریچر پر لیٹا آپریشن روم لے جایا گیا تھا جبکہ صفدر نے ڈاکٹر صدیقی کے دفتر میں موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران کی طرف سے اطمینان ہو جانے کے بعد وہ اب فوری طور پر چیف کو ان تمام حالات کی رپورٹ دینا چاہتا تھا۔

"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی چیف باس کی مخصوص آواز رسیور میں گونجی۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب، سپیشل سروسز ہسپتال سے"۔ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بغیر رکے اس نے شروع سے لے کر اب تک تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے کیونکہ وہ چیف کی عادت جانتا تھا کہ اسے تمہیدی فقروں سے سخت نفرت ہے۔

"ٹاپ ہلز کالونی کوٹھی نمبر بارہ، یہی پتہ بتایا ہے تم نے"۔ ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"یس باس" ——— صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں ممبرز کو وہاں بھیج رہا ہوں۔ تم بھی وہاں پہنچ جاؤ اور فی الحال اس کوٹھی کی نگرانی کرو، صرف نگرانی" ——— ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر

نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا اسی لمحے ڈاکٹر صدیقی دفتر میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا ڈاکٹر صاحب" ——— صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ہم نے گیس ٹریس کر لی ہے اور اس کا اینٹی انجکشن لگا دیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمران صاحب ہوش میں آ جائیں گے۔ بہرحال اب انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے" ——— ڈاکٹر صدیقی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، عمران صاحب ہوش میں آئیں تو انہیں بتا دیجئے گا کہ میں انہیں یہاں لے آیا تھا اور دوبارہ وہیں جا رہا ہوں۔ کیونکہ چیف نے اس سپاٹ کی نگرانی کا حکم دیا ہے، خدا حافظ" ——— صفدر نے جگہ بتائے بغیر پیغام دیتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر صدیقی کے سر ہلانے پر وہ دفتر سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دوبارہ باہر موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

پیٹر کی حالت دیکھنے والی تھی. اس کا چہرہ غصے کی شدت
سے سیاہ پڑ گیا تھا. آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور اس کے
سامنے کھڑا ہوا نوجوان اس بری طرح سہما ہوا دکھائی دے رہا
تھا جیسے اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا ہو.

" تو تم یہ رپورٹ لے کر آئے ہو کہ چارلس مر چکا ہے اور
وہاں اس قیدی کی لاش کی بجائے چارلس کی لاش پڑی ہوئی
ہے" ——— پیٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا.

" یس باس" ——— نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا.

" ہونہہ، ٹھیک ہے —— اس میں ظاہر ہے تمہارا تو کوئی
قصور نہیں ہے، جاؤ" ——— پیٹر نے سر جھٹکتے ہوئے
کہا اور نوجوان تیزی سے مڑا اور پھر اس طرح دروازے سے

باہر نکل گیا جیسے اسے ایک لمحہ کی بھی دیر ہو گئی تو اس پر
قیامت ٹوٹ پڑے گی. پیٹر اسی طرح کمرے میں ٹہل رہا تھا
کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز
آوازیں نکلنے لگیں اور پیٹر چونک کر مڑا اور پھر میز کے پیچھے
موجود کرسی پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر کا
بٹن آن کر دیا.

" ہیلو چیف کالنگ، اوور" ——— ٹرانسمیٹر سے چیف
کی کرخت آواز سنائی دی.

" یس چیف —— پیٹر بول رہا ہوں، اوور" ——— پیٹر
نے اپنے آپ کو نارمل کرتے ہوئے جواب دیا.

" پیٹر، صورت حال مکمل طور پر ہمارے خلاف ہو چکی ہے
ہمارا اہم ترین اڈہ بھی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آچکا ہے
آرکو پک پلان بھی ختم ہو چکا ہے اور ہمارے پاس اب لیبارٹری
کو تباہ کرنے اور اپنا مشن مکمل کرنے کا فوری طور پر کوئی پلان
بھی موجود نہیں ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم فوری
طور پر یہاں سے واپس چلے جائیں اور پھر اس سلسلے میں کوئی
جامع پلاننگ کر کے دوبارہ واپس آئیں، اس وقت تک سیکرٹ
سروس بھی مطمئن ہو چکی ہو گی ورنہ یہ لوگ اب مسلسل ہمارے
خلاف کام کرتے رہیں گے، اوور" ——— چیف نے کہا.

" باس، اس طرح واپسی تو ناکامی کی دلیل ہے، اوور" ———
پیٹر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا.

"حقیقت بھی یہی ہے۔ یہاں ہم نہ صرف بُری طرح ناکام ہوگئے ہیں بلکہ اب سیکرٹ سروس ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑ گئی ہے اور ہمارے پاس آگے بڑھنے کا کوئی راستہ بھی موجود نہیں ہے اور اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تمہاری رپورٹ ملنے کے بعد تو مجھے خطرہ لاحق ہوگیا ہے کہ کہیں ایس۔ بی کا وجود ہی خطرے میں نہ پڑ جائے اس لئے عقلمندی اسی میں ہے کہ ہم اس ناکامی کو تسلیم کرتے ہوئے فوری طور پر واپس چلے جائیں۔ اس کے بعد ہم دوبارہ آئیں گے تو ہم نہ صرف اپنا مشن بھی مکمل کرلیں گے بلکہ سیکرٹ سروس کے خاتمے کا بھی پورا پروگرام بنا کر آئیں گے' اوور"۔۔۔۔ چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ درست ہے چیف کہ فوری طور پر ہمیں ہر سیکٹر پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر بھی سامنے آگیا ہے جس کی وجہ سے اسے فوری طور پر تباہ کرنا پڑا۔ ہمارے آدمی بھی مارے گئے ہیں لیکن چیف شکست کھا کر واپس چلے جانا کم از کم میری فطرت کے خلاف ہے۔ کچھ نہ کچھ تو بہرحال ہمیں کرکے ہی واپس جانا چاہیے۔ دو میں سے ایک کام یا تو لیبارٹری تباہ ہو جائے یا پھر سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو جائے۔ اگر آپ مجھے کچھ مہلت دیں تو میں ان میں سے ایک کام تو بہرحال سرانجام دے سکتا ہوں' اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کتنی مہلت لینا چاہتے ہو' اوور"۔۔۔۔ چیف نے

خشک لہجے میں کہا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ چیف ۔۔۔ مجھے اب معلوم ہوگیا ہے کہ ہمارے خلاف کام کرنے والا اصل آدمی علی عمران ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر تو نہیں ہے لیکن بہرحال وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ میں اسے تو ہر صورت میں ہلاک کرکے یہاں سے واپس جانا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کے بارے میں تفصیلات کا علم ہوگیا ہے۔ اس کی رہائش گاہ کے گرد میرے آدمی موجود ہیں، جیسے ہی وہ سامنے آیا میں اسے عبرتناک انجام سے دوچار کر دوں گا۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا' اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے اس بار قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اصل مشن پر اب تمہاری توجہ نہیں رہی اور تم اب ذاتی انتقام پر اتر آئے ہو' اوور"۔۔۔۔ چیف کا لہجہ بے حد کرخت ہوگیا تھا۔

"چیف، اصل مشن کی کامیابی کے لئے اس عمران کا خاتمہ ضروری ہے' اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے جواب دیا۔

"سنو پیٹر، ہم کسی مجرم تنظیم سے وابستہ نہیں ہیں کہ اس طرح کے ذاتی انتقام کے لئے کام کرتے رہیں۔ ہمارا تعلق ایک حکومت سے ہے اور ہم نے حکومت کے مفادات کی غرض سے کام کرنا ہے اور سرکاری طور پر ہمارا مشن کسی آدمی کا خاتمہ نہیں ہے، پاکیشیا کی سپر ایکٹو لیبارٹری کی تباہی ہے۔

میں تمہیں کل تک کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر کل تک تم نے اس
لیبارٹری کی تباہی کا کوئی قابل عمل پلان بنا کر مجھے قائل کر لیا
تو میں مشن کو جاری رکھنے کی اجازت دوں گا ورنہ میرا واپسی
کا حکم فائنل سمجھو' اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ چیف نے کرخت
لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں
ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ پیٹر نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف
کر دیا۔

"ہونہہ ناکام واپسی ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔۔ پیٹر
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحے وہ دونوں ہاتھوں میں
سر کو تھامے ہوئے بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر چونک کر اس نے
ہاتھ بڑھایا اور میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس
نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز
سنائی دی۔

"ہاروے کہاں ہے"۔۔۔۔ پیٹر نے پوچھا۔

"اپنے دفتر میں موجود ہے باس"۔۔۔۔ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

"اسے میرے پاس بھجوا دو"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا' اور
رسیور رکھ دیا۔ ہاروے اس کا ماتحت تھا۔ اس کا کام اسلحے کی
چیکنگ اور انہیں کام کے لئے ہر وقت ریڈی رکھنا تھا۔ ہاروے
نہ صرف ہر قسم کے اسلحے کا ماہر تھا بلکہ وہ انتہائی ذہین نوجوان

بھی تھا۔ جب بھی پیٹر کو کسی پلان میں کوئی مشکل پیش آتی وہ
ہاروے سے ہی مشورہ کرتا تھا اور اکثر اس کا مشورہ انتہائی
مفید ثابت ہوتا تھا۔ ہاروے جسمانی طور پر کمزور آدمی تھا اس
لئے وہ فیلڈ میں کام کرنے کے قابل نہ تھا۔ اس لئے اسے
ایس ری کے جدید ترین اسلحے کے سٹور کا انچارج بنایا گیا تھا۔
اس مشن میں بھی چونکہ انتہائی جدید اسلحے کے استعمال کا موقع
آسکتا تھا اس لئے ہاروے بھی ساتھ آیا تھا اور اب لیبارٹری
کی تباہی کا پلان بنانے کے لئے سوچتے ہوئے پیٹر کو ہاروے
کا ہی خیال آیا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے قد اور انتہائی منحنی سے جسم کا
نوجوان اندر داخل ہوا۔ البتہ اس کی فراخ پیشانی اور آنکھوں
میں موجود تیز چمک اس کی ذہانت کو ظاہر کر رہی تھی۔

"آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے باس"۔۔۔۔ نوجوان نے
باریک سی آواز میں لیکن انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو ہاروے ۔۔۔ گریٹ لینڈ کو ایک بار پھر تمہاری
ذہانت کی ضرورت پڑ گئی ہے"۔۔۔۔ پیٹر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ملک کے لئے میری جان بھی حاضر ہے باس"۔۔۔۔
ہاروے نے پُر خلوص لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی

گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

" تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ ہم یہاں کس مشن پر آئے ہیں "۔ بلیٹر نے اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یس باس ——— اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارا یہ مشن اچانک ناکام بنا دیا گیا ہے "——— ہاروے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس کی تفصیلات معلوم ہیں، یہ سب کچھ کیسے ہوا "——— بلیٹر نے کہا۔

" نہیں باس "——— ہاروے نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو سنو میں تمہیں پوری تفصیل بتاتا ہوں تاکہ تم بعد میں اس ساری تفصیل کو ذہن میں رکھ کر کوئی مشورہ دے سکو۔ سپر ایکٹو لیبارٹری کے بارے میں تمہیں تفصیلات معلوم ہیں کیونکہ مشن کی فائنل پلاننگ میں تمہارا مشورہ بھی شامل تھا اس لئے ان کے دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ بہرحال مشن کامیابی کے قریب پہنچ گیا۔ ہم نے آرکوپک ہولز تیار کر لئے۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ان آرکوپک ہولز کے ذریعے لیبارٹری کو تباہ کرنے والا مخصوص حربہ ایلف۔ سے بھی کامیابی سے تیار کر لیا لیکن اس دوران ہمیں اطلاع ملی کہ اس ہوٹل کی گیلری کی نگرانی کی جا رہی ہے جہاں آرکوپک کیڑے موجود تھے اور ڈاکٹر جان پہلے اس کی نمائش لگائے ہوئے تھا۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ جس جگہ

آرکوپک ہولز بنائے گئے وہاں کی فضائی نگرانی کی جا رہی ہے چونکہ ہم گیلری کی نگرانی سے قبل ہی آرکوپک ہولز تیار کر چکے تھے اس لئے نگرانی کرنے والوں کو کچھ حاصل نہ ہو سکا اور فضائی نگرانی چونکہ کچھ وقت کے لئے تھی چنانچہ اس نگرانی کے ختم ہوتے ہی میں ڈاکٹر آرنلڈ کو ساتھ لے کر آرکوپک ہولز والے علاقے جسے یہاں نارمتہ زون کہا جاتا ہے، خود گیا۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے ایلف۔ سے ان ہولز میں داخل کئے اور پھر ہم واپس آ گئے۔ اب ڈاکٹر آرنلڈ نے صرف اپنی خفیہ لیبارٹری سے سائنسی آلات کی مدد سے ان آلات کو آرکوپک ہولز کے اندر ہی اندر آگے بڑھانا تھا اور ان کے آگے بڑھتے ہی لیبارٹری تباہ ہو جاتی اور ہمارا مشن مکمل ہو جاتا۔ ڈاکٹر آرنلڈ چونکہ گذشتہ کئی ماہ سے ایک کوٹھی کے اندر کام کر رہے تھے اور آج تک کسی کو بھی اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی علم نہ تھا اس لئے ہم مطمئن تھے لیکن پھر اچانک چیف باس نے مجھے کال کر کے بتایا کہ ڈاکٹر آرنلڈ ٹرانسمیٹر کال ریسیو نہیں کر رہا اور نہ ہی وہاں موجود ہمارا ایجنٹ ایرک فون ریسیو کر رہا ہے چنانچہ میں چارلس کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کوٹھی کی باہر سے نگرانی کی جا رہی ہے۔ میں ایک خفیہ راستے سے اندر گیا تو معلوم ہوا کہ لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے۔ ڈاکٹر آرنلڈ اور اس کے چاروں ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ایرک کی بھی لاش دستیاب ہوئی لیکن اس پر تشدد کیا گیا تھا۔ اس سے ہم سمجھ گئے کہ اس سے ہمارے

متعلق پوچھ گچھ کی گئی ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس نگرانی کرنے
والے کو اغوا کیا اور اسے چارلس والی کوٹھی میں لے جا کر ہم
نے اس سے پوچھ گچھ کی تو معلوم ہوا کہ ایک شخص علی عمران جو
سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے وہ ہمارے خلاف ورک
کر رہا ہے۔ اس آدمی سے اس علی عمران کا حلیہ اس کی رہائش گاہ
اور اس کا فون نمبر معلوم کرنے کے بعد میں نے چارلس کو اس
کے قتل کا حکم دیا اور خود جانسن کے ساتھ وہاں سے یہاں
مین ہیڈ کوارٹر آ گیا تا کہ اس عمران کے خلاف کام کیا جا سکے۔
عمران کے فلیٹ کے گرد میں نے نگرانی کے انتظامات کئے اور
کچھ آدمیوں کو وہاں چھوڑ کر جیسے ہی وہ عمران فلیٹ پر آئے
اسے اغوا کر کے مشن ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا جائے۔ میں یہاں
واپس آ گیا اور پھر میں نے مشن ہیڈ کوارٹر فون کر کے وہاں کے
انچارج جیسپر کو اطلاع دینی چاہی کہ جیسے ہی عمران وہاں پہنچے
وہ مجھے اطلاع کر دے لیکن وہاں سے جب کسی نے رسیور
نہ اٹھایا تو مجھے ایک بار پھر تشویش پیدا ہوئی چونکہ میں پہلے
ڈاکٹر آرنلڈ والی لیبارٹری کا حال دیکھ چکا تھا اس لئے یہاں
بھی میں ایک خفیہ راستے سے اندر گیا تو یہاں کی صورت حال بھی
اسی لیبارٹری جیسی ہی نظر آئی۔ برآمدے میں جیسپر اور اس
کے تینوں ساتھی ہلاک ہوئے پڑے تھے۔ مشن ہیڈ کوارٹر کے
آپریشن روم کو جب میں نے چیک کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں دروازے
کے ساتھ منسلک سپر ریز سسٹم کے تحت بیہوش کر دینے

والے چار پانچ کیپسول فائر ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ
وہاں تین چار آدمی بیہوش ہوئے لیکن کوٹھی خالی پڑی تھی
اور پھاٹک اندر سے بند تھا۔ بہر حال چونکہ مشن ہیڈ کوارٹر
نظروں میں آ چکا تھا اس لئے میں نے اس میں ٹائم بم لگایا
اور پھر اسی خفیہ راستے سے واپس آ کر یہاں پہنچ کر میں
نے چیف کو رپورٹ دی۔ ادھر چارلس کو میں نے ایک کام
کے لئے فون کیا تو وہاں سے بھی کال رسیو نہ کی گئی چنانچہ میں
نے وہاں ایک آدمی بھیجا۔ اس نے اب آ کر رپورٹ دی ہے کہ
چارلس کی لاش وہاں پڑی ہوئی ہے اور وہ قیدی جس کے متعلق
قتل کا حکم دے کر میں آیا تھا وہ غائب ہے اور کوٹھی کی تلاشی
بھی لی گئی ہے۔ ادھر عمران بھی فلیٹ سے غائب ہے۔ اب
چیف نے مجھے کال کیا ہے، اس کا کہنا ہے کہ مشن ناکام ہو چکا
ہے اس لئے ہمیں واپس چلے جانا چاہیے لیکن میرے اصرار
پر اس نے مجھے کل تک کی مہلت دی ہے کہ اگر میں اصل مشن
کی کامیابی یعنی سپر ایکٹو لیبارٹری کی تباہی کا کوئی قابل عمل پلان
بنا سکوں تو ٹھیک ورنہ واپسی فائنل مگر میں کسی صورت بھی ناکام
ہو کر واپس نہیں جانا چاہتا۔ میں نے تو چیف سے کہا تھا کہ
اگر اصل مشن کامیاب نہیں ہوا تو کم از کم سیکرٹ سروس یا اس
عمران کے خاتمے کی اجازت دے دے لیکن چیف کا کہنا ہے
کہ ہم سرکاری آدمی ہیں۔ ہمارا مقصد حکومت کے مفادات کو
مکمل کرنا ہے اس لئے اگر اصل مشن کامیاب ہوتا ہے تو ٹھیک

ورنہ نہیں اور چیف کی بات ہے بھی درست، ذاتی انتقام تو بعد میں بھی لئے جا سکتے ہیں۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ اس سپر ایکٹو لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے کونسا پلان بنایا جائے"۔۔۔۔ پیٹر نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"باس اس عمران یا سیکرٹ سروس کی کارکردگی انتہائی حیرت انگیز ہے۔ انہوں نے اچانک عین موقع پر ڈاکٹر آرنلڈ کی لیبارٹری ٹریس کر لی، مشن ہیڈ کوارٹر ٹریس کر لیا۔ آخر وہ کس طرح ان کا سراغ لگانے میں کامیاب ہوئے"۔۔۔۔ ہاروے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں خود حیران ہوں، لیکن ظاہر ہے ان باتوں پر اگر ہم سوچتے رہے تو مشن مکمل نہ ہو سکے گا اور اگر ہم نے فوری طور پر اصل مشن مکمل نہ کیا اور نہ ہی یہاں سے گئے تو مجھے یقین ہے کہ یہ سیکرٹ سروس ہمارا آخری آدمی بھی ٹریس کر کے ختم کر دے گی اس لئے تم ان باتوں کو چھوڑو اور اصل مشن کے بارے میں سوچو"۔۔۔۔ پیٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس کیا آپ مجھے ایک گھنٹے کی اجازت دے سکتے ہیں"۔۔۔۔ ہاروے نے کہا۔

"ایک گھنٹے کی۔۔۔ کیوں"۔۔۔۔ پیٹر نے چونک کر پوچھا۔

"اس لیبارٹری کی مکمل فائل مجھے دے دیں اور ایک گھنٹہ بھی دے دیں، مجھے یقین ہے کہ ایک گھنٹے بعد میں کوئی

ایسا حل تلاش کر لوں گا جس کی مدد سے اس لیبارٹری کو انتہائی آسانی سے تباہ کیا جا سکے گا"۔۔۔۔ ہاروے نے انتہائی پُر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے سرخ رنگ کی جلد والی ایک موٹی سی فائل نکال کر ہاروے کی طرف بڑھا دی۔ ہاروے نے فائل اٹھائی اور اُٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

پیٹر نے اس کے جانے کے بعد کرسی کی پشت سے سر لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا اپنا ذہن بھی لیبارٹری کی تباہی کا کوئی حل نکالنے میں مصروف تھا لیکن جو کچھ اس نے لیبارٹری کے متعلق فائل میں پڑھا تھا اس کے مطابق حل تو ایک طرف لیبارٹری تک کوئی پہنچ ہی نہ سکتا تھا۔ پھر اسی طرح سوچتے سوچتے شاید گھنٹہ گزر گیا تھا کیونکہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

"یس کم ان"۔۔۔۔ اس نے آنکھیں کھول کر آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ ذہن پر بے پناہ زور دینے کی وجہ سے اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ہاروے اندر داخل ہوا۔ ہاروے کے ہاتھ میں وہی سرخ رنگ کی جلد والی فائل موجود تھی اور چہرے پر کامیابی کی چمک۔

"باس۔۔۔ باس میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے ایک ایسا حل

تلاش کر لیا ہے کہ آسانی سے اس لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکتا ہے"۔ ـــــ ہاروے نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پلیٹر بے اختیار چونک پڑا

" اوہ جلدی کرو، بتاؤ مجھے"۔ ـــــ پلیٹر نے انتہائی پُرجوش لہجے میں کہا۔

" باس لیبارٹری کے اندر جانے کا ایک محفوظ راستہ موجود ہے جسے میگنٹ وے کہا جاتا ہے جس میں سے کبھی کبھار لیبارٹری کے اندر کام کرنے والا عملہ آتا جاتا رہتا ہے۔ اس میگنٹ وے کے بارے میں اس فائل میں صرف ذکر ہے پوری تفصیل نہیں دی گئی لیکن ایک ایسا اشارہ موجود ہے جس کی مدد سے اس میگنٹ وے کو ہم آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں۔ اس فائل میں درج ہے کہ اس میگنٹ وے سے لیبارٹری کا انچارج اپنے گھر جاتا ہے اور باقی ساتھی بھی اس کے گھر سے آگے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میگنٹ وے کا دوسرا راستہ اس لیبارٹری انچارج ڈاکٹر وحید کے گھر میں ہے۔ فائل میں یہ بھی درج ہے کہ میگنٹ وے کو بھی صرف لیبارٹری کے اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے باہر سے نہیں لیکن میں نے اس میگنٹ وے کو کھولنے کا طریقہ دریافت کر لیا ہے"۔ ـــــ ہاروے نے کہا۔

" میگنٹ وے کو کھولنے کا طریقہ، کس طرح، پوری طرح وضاحت کرو"۔ ـــــ پلیٹر نے چونک کر پوچھا۔

" باس، میگنٹ وے انتہائی اہم ڈیفنس لیبارٹری میں قائم کیے جاتے ہیں تاکہ اس راستے کو انتہائی محفوظ بنایا جا سکے یہ ایک ٹنل نما راستہ ہوتا ہے جس میں انتہائی طاقتور مقناطیسی لہریں مسلسل کام کرتی رہتی ہیں۔ صرف ان مخصوص لہروں پر چلنے والی مقناطیسی شٹل ہی اس ٹنل سے گزر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی جاندار اس سے گزر نہیں سکتا کیونکہ انتہائی طاقتور مقناطیسی لہریں انسان کا اعصابی توازن نہ صرف درہم برہم کر دیتی ہیں بلکہ انہیں ہمیشہ کے لئے ناکارہ کر دیتی ہیں اس طرح اندر داخل ہونے والا انسان بہرحال ہلاک ہو جاتا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ ان انتہائی طاقتور میگنٹ لہروں کا وقتی طور پر کیسے خاتمہ کیا جا سکتا ہے اور یہ کام اسلحے کا کوئی انتہائی ماہر ہی سوچ سکتا ہے۔ کیونکہ جب سے کوبرا میزائل تیار ہوئے تھے جو میگنٹ لہروں پر کام کرتے تھے جنگی جہازوں کو ان سے محفوظ رکھنا ناممکن ہو گیا تھا چنانچہ اس پر ریسرچ کی گئی تو طویل ریسرچ کے بعد یہ انکشاف ہوا کہ انسانی آواز کی انتہائی طاقتور لہریں جنہیں وائس سپر ویوز کہا جاتا ہے میگنٹ لہروں کی پاور پر اثر انداز ہو سکتی ہیں اور ان کی مدد سے میگنٹ لہر کی کارکردگی کو صفر کیا جا سکتا ہے چنانچہ ایک مخصوص ہتھیار تیار کیا گیا۔ جسے وی۔ ایس۔ ڈبلیو کا نام دیا گیا اس میں انسانی آواز میں ایک عام سی چیخ کا ٹیپ بند کر دیا جاتا ہے اور پھر اس میں ایسی مشین لگا دی جاتی ہے جو اس چیخ سے پیدا ہونے والی

لہروں کو اس قدر طاقتور بنا دیتی ہیں کہ انسانی کان سُن نہیں سکتے لیکن یہ لہریں جنگی جہاز کے گرد پھیل جاتی ہیں۔ اس طرح کوبرا میزائل کی میگنٹ لہریں ختم ہو جاتی ہیں اور وہ جہاز کو ٹکرا کر اسے تباہ کرنے کی بجائے کہیں اور نکل جاتا ہے۔ اس طرح جنگی جہاز اس کی زد سے بچ جاتا ہے لیکن یہ لہریں زیادہ فاصلے تک کام نہیں کرتیں۔ ان کی رینج صرف دس فٹ تک ہی محدود رہتی ہے ورنہ تو شاید یہ اپنی جگہ ایک خوفناک ہتھیار بن جاتا۔ بہرحال میرا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم ڈاکٹر وحید کے گھر میں اس میگنٹ وے کا دہانہ تلاش کر کے اسے بموں سے کھول دیں اور پھر ڈی۔ ایس۔ ڈبلیو لے کر اس میں گھس جائیں اور اپنے کانوں کو اس طاقتور لہروں کی زد سے محفوظ رکھیں تو اس ٹنل میں انتہائی طاقتور میگنٹ لہریں ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور ہم اطمینان سے اس وے کے ذریعے اندر لیبارٹری تک پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں موجود انسانوں کو ختم کر کے ایسا انتہائی طاقتور ٹائم بم لگایا جا سکتا ہے کہ جو ہمارے اس وے سے باہر آجانے کے بعد پھٹ کر اندر موجود تمام مشینری کو مکمل طور پر تباہ کر دے۔ صرف لیبارٹری کا بیرونی خول رہ جائے گا۔ اپنے حفاظتی اقدامات سمیت وہ قائم رہتا ہے ہمارا مشن بہرحال مکمل ہو جائے گا۔" ـــــ ہاروے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ پلان تو قابل عمل ہے۔ ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ

تو آسانی سے معلوم کی جا سکتی ہے اور وہاں موجود افراد کو اس دہانے کا بھی علم ہو گا۔ بظاہر تشدد کر کے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اسے ادھر سے کھولنے کا بھی کوئی طریقہ ہو گا یا اسے طاقتور بموں سے کھولا جا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ تو اس انسانی آواز کی لہروں والے آلے کا ہے۔ اس کے بغیر تو سارا پلان بیکار ہے اور ظاہر ہے وہ یہاں موجود نہ ہو گا۔" ـــــ پیٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" باس اگر ایسی بات ہوتی تو میں یہ پلان ہی نہ بناتا۔ یہاں ایسی مشینری دو ہتھیاروں میں موجود ہے۔ میں ان ہتھیاروں سے یہ مشینری علیحدہ کر کے دو آلات تو تیار کر سکتا ہوں، اس سے زیادہ نہیں۔" ـــــ ہاروے نے کہا۔

" اوہ ویری گڈ ـــــ اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہم اپنا مشن واقعی اس طرح مکمل کر سکتے ہیں کہ سیکرٹ سروس کو جب پتہ چلے گا کہ اندر سے لیبارٹری تباہ ہو چکی ہے اور ان کے سائنسدان ختم ہو گئے ہیں تو وہ سر پیٹ کر رہ جائیں گے اور لیبارٹری کی تباہی کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کے اندر موجود انتہائی قیمتی مشینری کو تباہ کیا جا سکے۔ باقی ہمیں اس کے بیرونی خول سے تو کوئی مطلب نہیں۔" ـــــ پیٹر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس میں کل دوپہر تک یہ دونوں آلات تیار کر سکتا ہوں۔ اگر ابھی کام شروع کر دوں تو۔" ـــــ ہاروے نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم کام شروع کر دو، فوراً ۔۔۔ میں چیف سے بات کر لیتا ہوں۔ تمہارے ان آلات تیار ہونے تک میں ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ اور اس کی تفصیلات بھی معلوم کر لوں گا، پھر اس لیبارٹری کی تباہی مقدر ہو جائے گی" ۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور ہاروے سر ہلاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس کی وجہ سے گریٹ لینڈ کا یہ اہم ترین مشن مکمل ہو گیا تو پھر لازماً اس کی قدر بڑھ جائے گی اور ہو سکتا ہے اسے گریٹ لینڈ کا کوئی اہم ترین تمغہ بھی دیا جائے۔ اس طرح وہ گریٹ لینڈ کا وی۔ آئی۔ پی بھی ہو جائے گا۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں بلیک زیرو کرسی پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ارکان حتیٰ کہ ٹائیگر بھی پورے دارالحکومت میں ایس۔ بی کے کسی نئے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں مصروف تھے لیکن ایس۔ بی کے ارکان جیسے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئے تھے۔ ٹاپ ہلز کالونی کی وہ کوٹھی جہاں سے صفدر نے عمران کو بیہوشی کے عالم میں اٹھا کر ہسپتال پہنچایا تھا سیکرٹ سروس کے ممبران کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ایک دھماکہ سے تباہ ہو گئی تھی۔ اب رینگلر جیپ والا کلیو بھی ختم ہو گیا تھا۔ کیونکہ رینگلر جیپ اس کوٹھی میں موجود تھی جس میں ٹائیگر کو لے جایا گیا تھا۔ عمران ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد نجانے کیا کرتا پھر رہا تھا۔ اس نے ابھی تک بلیک زیرو سے کوئی رابطہ نہ کیا

تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران اب صرف اس پیٹر کے حلیئے
کے مشکوک افراد کو شہر میں تلاش کرتے پھر رہے تھے لیکن
بلیک زیرو جانتا تھا کہ یہ بھوسے کے ڈھیر میں سے سوئی تلاش
کرنے کے مترادف ہے۔ پیٹر یا اس کے ساتھی ظاہر ہے
تربیت یافتہ ایجنٹ تھے۔ ایسے لوگ میک اپ کے بھی ماہر
ہوتے ہیں اس لئے صرف قدوقامت کی بنیاد پر کروڑوں افراد
سے بھرے ہوئے دارالحکومت میں سے کسی کو تلاش کر لینا
سوائے سعی لا حاصل کے اور کچھ نہ تھا لیکن بلیک زیرو نے
ممبران کو صرف اس امید پر تلاش کا حکم دے رکھا تھا کہ شاید
کوئی اتفاق ایسا پیش آجائے جس سے وہ ان کا کلیو حاصل کر لینے
میں کامیاب ہو جائیں۔ ابھی تک ایس۔ بی کے چیف گراہم
کے متعلق کچھ پتہ نہ چل رہا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں موجود
ہے۔ ایرک نے گو اسی کا نام بتایا تھا اور عمران نے اسی کی ٹرانسمیٹر
کال بھی ڈاکٹر آرنلڈ والی لیبارٹری میں رسیو کی تھی لیکن وہ
تھا کہاں اس کا کچھ پتہ نہ چل رہا تھا اور بلیک زیرو کو یقین تھا
کہ عمران لازماً اسے ہی تلاش کر رہا ہوگا کیونکہ بہر حال وہ
اس سارے گروپ کا چیف تھا۔ اگر اس کا کسی طرح اتا پتہ
لگ جاتا تو یقیناً اسی کی وجہ سے اس سارے گروپ کا خاتمہ
کیا جا سکتا تھا۔ عمران کے اس نقطہ نظر سے بلیک زیرو کو مکمل
اتفاق تھا کہ ایس۔ بی کی فوری گرفتاری ہر صورت میں لازمی
تھی کیونکہ یہ تربیت یافتہ سرکاری ایجنٹ سپر ایکٹو لیبارٹری کی

تباہی کی ایک پلاننگ فیل ہو جانے کے بعد واپس جانے
کی بجائے لازماً کوئی دوسری پلاننگ سوچیں گے اور جس
سائنٹفک انداز میں انہوں نے حقیر حشرات الارض کی مدد سے
اس قدر محفوظ لیبارٹری کو تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی۔
اس کے پیش نظر ایسے لوگوں سے اس قسم کا کوئی اور خوفناک
حربہ استعمال ہونے کی مکمل امید تھی اس لئے بھی ان کی فوری
تلاش ضروری تھی۔ بلیک زیرو کا ذہن مسلسل اس بارے میں
سوچ وبچار میں مصروف تھا۔ وہ کوئی ایسا کلیو حاصل کرنا چاہتا
تھا جس سے وہ ایس۔ بی کے چیف گراہم تک پہنچ سکے کہ
اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ بے اختیار
کرسی سے جیسے اچھل سا پڑا۔

"اوہ، اوہ اس کا تو کسی کو خیال ہی نہیں آیا"۔۔۔۔۔
بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے جلدی سے ٹیلی فون سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور
اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹی۔ سی۔ ایس"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے
والی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شفٹ انچارج سے بات کراؤ"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو

کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سر راحت بول رہا ہوں شفٹ انچارج، حکم سر" ——— بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ان لینڈ ٹرانسمیٹر چیکنگ شعبہ کام کر رہا ہے" ——— بلیک زیرو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"نو سر ——— آپ کا حکم ہے کہ ایسا صرف مخصوص احکامات پر کیا جائے۔ صرف فارن شعبہ مستقل کام کرتا رہتا ہے" ——— شفٹ انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان لینڈ شعبے کو آن کرو اور ایسی تمام ٹرانسمیٹر کالز چیک کرو جس میں لفظ چیف یا ایک نام پیٹر استعمال کیا جائے۔ اگر ایسی کوئی کال چیک ہو تو تم نے فوری طور پر دونوں طرف کے مقامات بھی ٹریس کرنے ہیں اور مجھے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر رپورٹ کی جائے" ——— بلیک زیرو نے اسے تفصیلی ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک زیرو نے بغیر کچھ کہے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ ایس۔ بی کے چیف نے جس طرح ڈاکٹر آرنلڈ کو ٹرانسمیٹر کال کی تھی۔ اس طرح لازماً وہ پیٹر کو بھی کال کرتا ہو گا۔ ڈاکٹر آرنلڈ کا ٹرانسمیٹر فکسڈ فریکوئنسی کا تھا اس لئے اس میں دوسری

طرف کی فریکوئنسی چیک نہ ہو سکتی تھی اس لئے وہاں عمران اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا تھا لیکن اب اسے یقین تھا کہ وہ ضرور اس کے ذریعے کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ٹی۔ سی۔ ایس یعنی ٹرانسمیٹر چیکنگ سنٹر پاکیشیا کا ایک اہم ترین سنٹر تھا۔ یہ آئیڈیا عمران کا تھا اور اسی کے کہنے پر ہی یہ سنٹر قائم کیا گیا تھا اس سے سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ ملٹری انٹیلی جنس، مقامی انٹیلی جنس اور دیگر ایجنسیاں بھی فائدہ حاصل کرتی رہتی تھیں لیکن اس کا اور آل چارج ایکسٹو کے پاس ہی تھا، چونکہ اندرون ملک ٹرانسمیٹر کال چیکنگ پر مسلسل بے پناہ اخراجات اٹھتے تھے اس لئے عمران نے صرف فارن کالز کی چیکنگ کو ہر وقت مگر ان لینڈ چیکنگ کو صرف مخصوص حالات کی بناء پر چیک کرنے کے احکامات دیئے ہوئے تھے۔

بلیک زیرو کو رسیور رکھے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ آپریشن روم میں مخصوص سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی دانش منزل کے پھاٹک پر موجود ہے۔ بلیک زیرو نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبایا تو سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی اور سکرین پر عمران کار سے نکل کر کھڑا ہوتا صاف نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے پھاٹک کھولنے کے مخصوص بٹن پریس کئے اور اس کی نظریں اب دروازے پر لگ گئیں تھوڑی دیر بعد عمران آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو

احتراماً اُٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اپنی مخصوص کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ وہ خاصا الجھا ہوا اور تھکا تھکا سا دکھائی دے رہا تھا۔

"چائے پلواؤں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مہمان نوازی اسے نہیں کہتے کہ پہلے مہمان سے پوچھا جائے کہ آپ کیا پئیں گے۔ اس نے کہا چائے تو پھر پوچھا کونسی کمپنی کی چلے گی۔ جب بیچارہ مہمان کمپنی بھی بتا دے تو پھر پوچھا دودھ والی یا بغیر دودھ کے اور دودھ والی تو کونسے ڈبے کا دودھ۔ ڈبہ بتا دیا تو پوچھا دودھ کریم والا یا بغیر کریم کے اور پھر یہ مہمان نوازی اسی طرح چلتی رہتی ہے اور آخر کار مہمان صاحب کو چائے کی بجائے سر درد کی گولیوں کی تلاش میں بازار کا رُخ کرنا پڑتا ہے۔ بھائی چائے پلوانی ہے تو پلا دو، پوچھنے کا کیا مطلب" ——— عمران کی زبان چل پڑی اور بلیک زیرو ہنستا ہوا اٹھا اور سائیڈ کچن کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ چائے کے دو کپ اٹھائے واپس آیا اور اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا ہاتھ میں لئے وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اس ایس۔ بی کا کوئی کلیو ملا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر مل جاتا تو میں اس وقت چائے پینے کی بجائے اس کلیو کی کلیو یعنی قطار میں کھڑا ہوتا" ——— عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں نے ایک کوشش کی ہے شاید کوئی نتیجہ نکل آئے" بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیسی کوشش" ——— عمران نے چونک کر پوچھا تو بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر چیکنگ سنٹر والی تفصیل بتا دی۔

"اوہ ویری گڈ بلیک زیرو ——— اوہ واقعی یہ بہترین کوشش ہے۔ مجھے تو اس کا خیال بھی نہ آیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب یہ صرف منزل ہی رہ گئی ہے۔ دانش نے واقعی تمہاری کھوپڑی میں گھر بنا لیا ہے" ——— عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کا چہرہ مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا کیونکہ عمران کی طرف سے تعریف اس کے لئے شاید سب سے قیمتی سرٹیفکیٹ کا درجہ رکھتی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ڈی سی۔ ایس سے شفقت انچارج راحت بول رہا ہوں سر، ایک کال ابھی ابھی چیک کی گئی ہے۔ اس میں چیف اور پیڈر کے درمیان بات چیت ہوئی ہے" ——— شفقت

انچارج راحت نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ٹیپ سناؤ"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد رسیور پر ایک کرخت سی آواز ابھری اور عمران یہ آواز سنتے ہی چونک پڑا کیونکہ یہ آواز واقعی ایس۔ بی کے چیف گراہم کی تھی۔ یہی آواز وہ ڈاکٹر آرنلڈ کی لیبارٹری میں سن چکا تھا۔

"ہیلو ہیلو چیف کالنگ، اوور"۔۔۔۔ بار بار فقرہ دوہرایا جاتا رہا۔

"یس، پیٹر بول رہا ہوں چیف، اوور"۔۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

"ہاروے کے مشن کا کیا رہا، اوور"۔۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

"ہاروے نے دونوں آلات تیار کر لئے ہیں چیف، ان کی کارکردگی بھی چیک کر لی گئی ہے اور اب ہم مشن کے لئے تیار ہیں، اوور"۔۔۔۔ پیٹر کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"کون کون جائے گا اس اہم مشن پر، اوور"۔۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

"باس، میں اپنے ساتھ جیکب کو لے جا رہا ہوں۔ جیکب ایسے معاملات میں بے حد ہوشیار ہے۔ پہلے تو میرا خیال تھا کہ ہاروے کو ساتھ لے جاؤں لیکن ہاروے اعصابی طور پر

کمزور آدمی ہے۔ اس لئے میں نے اس کا خیال ترک کر دیا ہے، اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے جواب دیا۔

"ہوں، جیکب ٹھیک رہے گا۔ وہ مکان تلاش کر لیا ہے جس میں وہ دھانہ ہے، اوور"۔۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

"یس چیف ۔۔۔ اس کے متعلق پوری معلومات حاصل کر لی گئی ہیں۔ وہاں ایک نوجوان عورت اور تین بچوں کے علاوہ چار ادھیڑ عمر نوکر ہیں۔ عورت یقیناً ڈاکٹر کی بیوی ہے۔ اس سے اس دھانے کے بارے میں آسانی سے معلوم ہو جائے گا اور سر ایک اور بات بھی ہمارے فائدے میں جاتی ہے کہ ڈاکٹر کی یہ کوٹھی باقی علاقے سے الگ تھلگ بنی ہوئی ہے۔ اس لئے کسی طرف سے مداخلت کا بھی امکان نہیں ہے، اوور"۔۔۔۔ پیٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مکمل سامان لے کر جانا اور واپسی پر مجھے فوری رپورٹ دینا۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"بالکل جناب ۔۔۔ یقیناً آپ کو خوشخبری ہی ملے گی، اوور"۔ پیٹر نے جواب دیا۔

"وش یو گڈ لک، اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آواز ختم ہو گئی۔

"ہیلو سر"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی شفٹ انچارج راحت کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"تم نے درست کال چیک کی ہے، مقامات کا تعین کیا گیا ہے؟" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"سر یہی میں بتانا چاہتا تھا۔ مشین کال کے مقامات کا سراغ نہیں لگا سکی۔ شاید یہ کسی نئی ساخت کے ٹرانسمیٹر ہیں، ویسے میں نے سوچا ہے کہ سپیشل مشین پر ٹرائی کر دوں" شفٹ انچارج نے کہا۔

"ہاں — ٹرائی کر کے مجھے رپورٹ دو، مقامات کا تعین بے حد ضروری ہے" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس سے تو ظاہر ہے کہ وہ کسی خاص مشن پر کام کر رہے ہیں اور ظاہر ہے ان کا خاص مشن لیبارٹری کی ہی تباہی ہو سکتا ہے" ——— بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس میں ڈاکٹر اور اس کی بیوی بچوں اور کوٹھی کا ذکر ہے، کسی دھانے کی بھی بات کی گئی ہے، ایک منٹ" ——— عمران نے کہا اور پھر چونک کر اس نے بات ادھوری چھوڑی اور تیزی سے دوبارہ رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سردار اٹنڈنگ، اوور" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی سردار کی آواز سنائی دی۔

"سردار، میں عمران بول رہا ہوں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں

کہ سپر ایکٹو لیبارٹری کے کسی ڈاکٹر کا گھر کسی ایسی جگہ موجود ہو جو باقی آبادی سے الگ تھلگ ہو اور اس کی ایک نوجوان بیوی اور تین بچے ہوں اور وہاں کسی قسم کا کوئی دھانہ بھی ہو۔ دھانے والی بات کی میں وضاحت نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس بارے میں مت پوچھیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ میں سمجھ گیا، یہ تمام حوالے لیبارٹری انچارج ڈاکٹر وحید کے ہی بنتے ہیں۔ اس کا گھر کبیر کالونی میں باقی آبادی سے ہٹ کر بنا ہوا ہے۔ کافی فاصلے پر الگ تھلگ ہے۔ اس کے ہی تین بچے ہیں اور بیوی نوجوان ہے کیونکہ ڈاکٹر وحید نے کافی بعد میں شادی کی ہے اور لیبارٹری کے میگنٹ وے کا دھانہ اس کی کوٹھی کے اندر ہی بنایا گیا ہے اور اس لئے یہ گھر خصوصی طور پر آبادی سے ہٹ کر بنایا گیا تھا تاکہ دھانہ محفوظ رہ سکے۔ لیکن تم یہ ساری باتیں کیوں پوچھ رہے ہو" ——— سردار نے کہا تو عمران کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ آپ نے پہلے بھی لیبارٹری کی تفصیل بتاتے وقت میگنٹ وے کی بات کی تھی جس سے لیبارٹری کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں لیکن یہ بات میرے ذہن میں نہ رہی تھی۔ براہ کرم اس میگنٹ وے کی پوری تفصیل بتائیں کیونکہ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایس۔ بی کے ارکان اپنی پہلی آر کو پک پلاننگ کے فیل ہو جانے پر اس میگنٹ وے

کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہونے کی پلاننگ کر رہے ہیں"۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میں اب اسے پہلے کی طرح ناممکن تو نہیں کہوں گا کیونکہ پہلے بھی کارسانک کی تہہ میں سوراخ کئے جانے کو میں نے ناممکن کہا تھا لیکن ان حشرات الارض نے ناممکن کو ممکن بنا دیا تھا۔ بہرحال میں اس کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔ یہ سپر میگنٹ وے ہے جس میں سے سوائے مخصوص شٹل کے اور کوئی چیز کسی صورت میں بھی نہیں گزر سکتی۔ اسے کھولا اور بند بھی لیبارٹری کے اندر ہی سے کیا جا سکتا ہے اور شٹل بھی ڈاکٹر وحید کے کنٹرول میں ہے اس لئے اس وے کے ذریعے کسی غیر متعلق آدمی کا ایک انچ بھی آگے بڑھنا ناممکن ہی کہا جا سکتا ہے"۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"ان لوگوں نے ضرور کوئی مخصوص آلات تیار کر لئے ہیں۔ آپ نے ڈاکٹر وحید کا گھر دیکھا ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں، کئی بار دیکھا ہے"۔۔۔ سرداور نے جواب دیا۔

"تو اس کی مکمل تفصیل اور راستہ بتا دیں پلیز۔۔۔ اور فوراً یہ ضروری ہے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جواب میں سرداور نے پوری تفصیل بتا دی۔

"آپ ایسا کریں آر۔ ٹی رابطے سے ڈاکٹر وحید کو کال کر کے انہیں بتا دیں کہ دشمن میگنٹ وے کے ذریعے لیبارٹری کے

اندر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے وہ فوری طور پر لیبارٹری کے اندر اس وے کے دہانے پر حفاظت کے خصوصی انتظامات کر لیں پلیز۔۔۔ فوراً انہیں کہہ دیں۔ یہ انتہائی ضروری ہے۔ خدا حافظ"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر اٹھ کر وہ بلیک زیرو سے کوئی بات کئے بغیر دوڑتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس میں اسلحہ موجود رہتا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ نمودار ہوا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو ظاہر ہے اتنا تو سمجھتا تھا کہ عمران مخصوص اسلحہ لے کر کہاں جا رہا ہے اس لئے اس نے فوری طور پر پھاٹک کھولنے کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ایک نو تعمیر شدہ
کالونی کی درمیانی سڑک پر آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ
سیٹ پر پیٹر موجود تھا۔ سائیڈ سیٹ پر ایک اور لمبے قد اور
بھاری جسم والا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں کے جسموں پر
چست لباس تھا۔ دونوں نے مقامی میک اپ کر رکھا تھا اور
اس میک اپ میں وہ چھٹے ہوئے غنڈے نظر آ رہے تھے۔
سائیڈ سیٹ والے کی ٹانگوں میں کینوس کا بنا ہوا ایک بڑا سا
بیگ رکھا ہوا تھا۔

"تم نے تمام ہدایات اچھی طرح سمجھ لی ہیں جیکب"۔۔۔۔
پیٹر نے تیز لہجے میں سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ اس آدمی نے جس کا نام جیکب

تھا مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھ سے صرف ایک قدم پیچھے رہنا ہے اور اپنی
سائیڈ کو سنبھالنا ہے۔ خیال رکھنا آگے نہ بڑھ جانا"۔۔۔۔
پیٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آبادی سے الگ
تھلگ بنے ہوئے سرخ رنگ کے ایک خوبصورت پھاٹک کے
سامنے کار روک دی۔ اسی لمحے کوٹھی کی سائیڈ میں موجود ایک
چوڑے تنے والے درخت کے پیچھے سے ایک مقامی نوجوان
نکلا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

"باس میں نے اندر ہر آدمی کو بیہوش کر دیا ہے"۔۔۔۔
آنے والے نے پیٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے آرتھر، تم باہر کا خیال رکھنا۔ ویسے تو کسی
کے آنے کی امید نہیں ہے، پھر بھی"۔۔۔۔ پیٹر نے کہا اور
آرتھر سر ہلاتا ہوا پھاٹک کے ستون کے ساتھ لگ کر کھڑا
ہو گیا۔ اس دوران جیکب دروازہ کھول کر نیچے اترا اور دوسرے
لمحے وہ کسی بندر کی طرح اچک کر بند پھاٹک پر چڑھا، اور
تیزی سے دوسری طرف کود گیا۔ اس کے ساتھ ہی پھاٹک
کا بڑا کنڈا کھلنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی پھاٹک
کھل گیا۔ پیٹر تیزی سے کار اندر لے گیا۔ جیکب نے آرتھر کو
پھاٹک بند کرنے کا اشارہ کیا اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ
کی طرف بڑھ گیا۔ کوٹھی پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ آرتھر نے درست کام کیا ہے"۔

پیٹر نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور جیکب نے جو اس دوران دوڑ کر کار کے قریب پہنچ چکا تھا' اثبات میں سر ہلایا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر اس نے وہ سیاہ بیگ باہر کھینچ لیا۔ برآمدے میں دو ملازم ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ بیہوش ہیں۔ پیٹر اور جیکب تیز تیز قدم اٹھاتے اندرونی کمروں کی طرف بڑھے اور پھر ایک کمرے میں انہیں ایک صوفے پر ایک نوجوان خوبصورت عورت بیٹھی ہوئی نظر آئی۔ اس کی گردن بھی ڈھلکی ہوئی تھی جبکہ نیچے قالین پر مختلف عمروں کے تین بچے ایک ہی جگہ ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ پیٹر نے وقت بچانے کے لئے اپنے ایک آدمی کو پہلے ہی اس کوٹھی میں بھیج کر بیہوش کر دینے والی گیس کا فائر کروا دیا تھا تاکہ وہاں مزاحمت میں وقت ضائع نہ ہو۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت کوٹھی میں موجود ہر شخص بیہوش تھا۔

پیٹر نے جلدی سے کوٹ کی جیب سے ایک سرنج نکالی اور اس کی سوئی پر لگی ہوئی کیپ ہٹا کر اس نے آگے بڑھ کر سوئی اس نوجوان عورت کے بازو میں بے دردی سے گھونپ دی اور پھر تھوڑا سا محلول اس کے بازو میں انجیکٹ کرنے کے بعد اس نے سوئی واپس کھینچی اور پھر فرش پر پڑے ہوئے ایک چھوٹے بچے کے بازو میں بھی اس نے محلول کی معمولی سی مقدار انجیکٹ کر کے سرنج ایک طرف اچھال دی۔

"خنجر نکال لیا ہے"۔۔۔۔۔ سرنج پھینک کر پیٹر نے جیکب کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ جیکب نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر کو اٹھاتے ہوئے کہا جس میں ایک تیز دھار خنجر چمک رہا تھا۔

اسی لمحے عورت کے جسم میں حرکت کا احساس ہوا اور چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسی لمحے چھوٹا سا معصوم بچہ بھی ہلکی سی چیخ مار کر ہوش میں آگیا اور جیکب نے جھپٹ کر معصوم بچے کی گردن پکڑ لی اور اسے فضا میں اٹھا کر اس نے خنجر اس کے سینے سے لگا دیا۔ بچے نے بے تحاشا چیخیں مارنی شروع کر دیں تو وہ عورت بوکھلا کر اٹھی لیکن اسی لمحے پیٹر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور وہ عورت زوردار تھپڑ کھا کر دوبارہ صوفے پر جا گری۔

"خبردار اگر تم نے کوئی حرکت کی تو تمہارے بچے کو ذبح کر دیا جائے گا"۔۔۔۔ پیٹر نے انتہائی خوفناک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کک کون ہو تم ۔۔۔۔ میرے بچے کو چھوڑ دو۔۔۔ اس معصوم کو کچھ نہ کہو"۔۔۔۔ اس عورت نے بری طرح بوکھلائے اور خوفزدہ لہجے میں کہا۔ بچہ جیکب کے ہاتھ میں بری طرح تڑپ بھی رہا تھا اور چیخ بھی رہا تھا۔

"سنو، میں صرف تین تک گنوں گا اس کے بعد تمہارے بچے کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اس لئے تم میرے تین تک گننے

سے پہلے لیبارٹری سے آنے والے میگنٹ دے کے دہانے
کے متعلق بتا دو ورنہ ہم تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے
باقی دو بچوں کو بھی ذبح کر دیں گے۔" ——— پیٹر نے انتہائی
کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی بھی
شروع کر دی۔

"مت مارو ——— مت مارو، میں بتاتی ہوں، مت مارو بچے
کو، مت مارو۔" ——— عورت نے ہذیانی انداز میں چیختے
ہوئے کہا۔

"میں دو تک گن چکا ہوں اور چل کر اس دہانے کو
سامنے لے آؤ ورنہ میں گنتی بند کر دوں گا اور تمہارا بچہ ذبح
ہو جائے گا۔" ——— پیٹر نے عورت کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے
سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں، اسے چھوڑ دو، میں دکھاتی ہوں آؤ۔" ———
اس عورت نے خوفزدہ انداز میں کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ
لئے دوڑتی ہوئی عمارت سے نکل کر پچھلی طرف بنے ہوئے
ایک علیحدہ کمرے میں لے آئی۔ عام انداز سے دیکھنے میں یہ
کسی مالی کا سٹور روم لگتا تھا کیونکہ کمرے میں اسی قسم کا
سامان موجود تھا۔ عورت نے ایک جگہ دیوار میں زور سے پیر
مارا تو فرش کا ایک حصہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اب
وہاں ایک چوکور نما گہرا تالاب سا نظر آ رہا تھا جس کی ایک
سائیڈ پر بھورے رنگ کی کسی دھات کی ایک بڑی سی پلیٹ

نظر آ رہی تھی۔

"جیکب جاؤ اور اس عورت اور بچے کو واپس کوٹھی میں
چھوڑ آؤ۔" ——— پیٹر نے کہا اور جیکب بچے کو اسی طرح اٹھائے
اس عورت کو ساتھ لئے کمرے سے باہر نکل گیا البتہ دوسرے
ہاتھ میں موجود کینوس کا بیگ وہ وہیں چھوڑ گیا تھا۔ پیٹر نے
بیگ کھولا اور پھر اس کے اندر سے ایک بڑا سا پیکٹ نکال
کر اس نے اسے کھولا تو اس کے اندر ایک سنہرے رنگ کی
پلیٹ موجود تھی جس کے اوپر مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے
دو بٹن نظر آ رہے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر یہ پلیٹ اس بھورے
رنگ کی دھات والی پلیٹ کی سائیڈ پر چپکا دیا۔ اس کے بعد اس نے
یکے بعد دیگرے دونوں بٹن دبا دیئے۔ اس سنہری پلیٹ پر نیلے
رنگ کی شعاع کا جھماکا سا ہوا اور دوسرے لمحے جس طرح بجلی
کڑکتی ہے اس طرح تالاب کے کنارے پر موجود بھورے رنگ
کی دھات کی پلیٹ اڑ کر تالاب کے اندر آ گری۔ اب ایک
وسیع ٹنل دور تک جاتی صاف دکھائی دے رہی تھی جس کے
اندر دیواروں پر ہلکی ہلکی روشنی کی لکیریں سی دوڑتی پھرتی نظر
آ رہی تھیں۔ اسی لمحے جیکب بھی واپس آ گیا۔

"کیا ہوا۔" ——— پیٹر نے مڑ کر پوچھا۔

"دونوں کو طویل عرصے کے لئے بیہوش کر دیا گیا ہے۔
ویسے اگر انہیں قتل کر دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔" ——— جیکب
نے کہا۔

"نہیں، بے جا قتل و غارت کی ضرورت نہیں ہے۔" ___
پلیٹر نے کہا اور پھر وہ اچھل کر نیچے تالاب میں اتر گیا۔ جیکب
بھی اس کے ساتھ ہی نیچے اترا پھر ان دونوں نے اپنی اپنی
جیبوں سے مخصوص قسم کے کارک نکال کر اپنے دونوں کانوں
میں دبائے اور پھر تھیلے میں سے شفاف شیشے کے بنے ہوئے
کنٹوپ نکال کر انہوں نے اپنے سر اور منہ پر چڑھا لیئے۔
جیکب نے وہ تھیلا اٹھا کر اپنی پشت پر لاد لیا اور جیب سے
ایک ٹارچ سی نکال لی جس کے سامنے کے رخ شیشے کی
بجائے ایک نیلے رنگ کی دھات کی نلکی جیسا سرا باہر نکلا ہوا
تھا۔ پلیٹر نے جیکب کو اشارہ کیا اور جیکب نے ٹارچ کو آگے
کر کے اس کا رخ ٹنل کی دائیں سائیڈ پر کر کے اس نے اس
کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹنل کی دیوار پر چمکتی ہوئی روشنی
بجھ گئی۔ یہی عمل جیکب نے بائیں سائیڈ پر کیا اور پھر وہ
دونوں یکے بعد دیگرے ٹنل میں داخل ہو گئے۔ اب وہ دونوں
مسلسل آگے بڑھے جا رہے تھے اور ان کے آگے بڑھنے کے
ساتھ ہی ان سے آگے دس فٹ تک ٹنل کی سائیڈوں پر
موجود روشنی بجھتی جا رہی تھی۔ ٹنل خاصی طویل ثابت ہوئی لیکن
ان کی رفتار چونکہ خاصی تیز تھی اس لیئے وہ جلد ہی ٹنل کے
دوسرے کنارے تک پہنچ گئے۔ یہاں بھی اسی طرح کی ایک
بھورے رنگ کی دھات کی پلیٹ نصب تھی۔ جیکب نے
ایک ہاتھ میں وہ ٹارچ پکڑے رکھی جبکہ دوسرا ہاتھ اس نے

پشت پر لدے ہوئے تھیلے میں ڈال کر ویسے ہی سنہرے
رنگ کی پلیٹ نکالی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اسے اس
بھورے رنگ کی پلیٹ کی سائیڈ میں لگا کر اس پر موجود دونوں
بٹن پریس کر دیئے۔ چند لمحوں بعد سنہری پلیٹ پر نیلے رنگ
کی شعاع کا جھماکا سا ہوا اور پھر جیسے بجلی کڑکتی ہے۔ اس
طرح بھورے رنگ کی پلیٹ اڑ کر ان کے قدموں میں آگری۔
اب دوسری طرف ایک چوڑا سا کمرہ تھا جس کے اندر ایک
مخصوص انداز کی شٹل کھڑی ہوئی صاف نظر آئی تھی۔ وہ دونوں
تیزی سے قدم بڑھاتے اس کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں پہنچتے
ہی انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے سر اور چہروں پر
چڑھے ہوئے کنٹوپ اتار کر ایک طرف پھینکے اور پھر کانوں
کے اندر گھسے ہوئے کارک سے باہر نکال لیئے اور ان کارکوں
کو باہر نکالتے ہی وہ دونوں بری طرح اچھل پڑے کیونکہ
کارک ہٹتے ہی ان کے کانوں سے کسی کے دوڑنے کی آواز
سنائی دی۔ آنے والا اسی ٹنل میں سے ان کی طرف ہی آ رہا تھا
اور وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے دھات والے سوراخ کی
سائیڈوں میں ہو گئے۔ ان دونوں نے جیبوں سے ریوالور نکال
لیئے تھے۔ دوڑ کر آنے والا تیزی سے ان کی طرف بڑھا چلا
آ رہا تھا اور ان دونوں کے اعصاب یکلخت تن سے گئے۔
وہ سائیڈوں میں چھپے ہوئے آنے والے کے قدموں کی آواز
سے اس کے قریب آنے کا اندازہ لگا رہے تھے۔ قدموں کی

آواز بتا رہی تھی کہ آنے والا ایک ہی آدمی ہے لیکن اس کمرے کے دھانے کے قریب آنے کے بعد اس کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز مدھم پڑ گئی اور پھر وہ رک گیا۔ پیٹر سمجھ گیا کہ آنے والا محتاط ہو گیا ہے۔ اسی لمحے اس نے ایک فیصلہ کیا اور دوسرے لمحے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سمیت وہ یکلخت اچھل کر سامنے آیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ خلا سے بالکل سامنے ایک مقامی نوجوان کھڑا تھا گولی ٹھیک اس کے دل پر پڑی اور وہ بری طرح چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ پیٹر نے فوراً ہی یکے بعد دیگرے دو اور گولیاں اس کے سینے پر مار دیں اور اس آدمی کا جسم ایک بار پھر تڑپا اور ساکت ہو گیا۔ پیٹر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر افسوس کے تاثرات نمودار ہوئے۔ وہ آدمی گولیاں لگنے کی وجہ سے مر چکا تھا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ پیٹر ایک طویل سانس لے کر مڑا اور پھر واپس اس کمرے میں آ گیا۔

"یہ تو آرتھر تھا' نجانے کیوں ادھر آ گیا' احمق آدمی ـــــ بہرحال جلدی کرو، سپیشل میزائل گنیں نکال لو اور ایکس ٹی بم سامنے والی دیوار پر مارو۔ اب ہم نے تیز ترین ایکشن کرنا ہے"ـــــ پیٹر نے کمرے میں واپس آتے ہوئے کہا اور جیکب نے تیزی سے تھیلے میں سے دو چپٹی نالی والی

گنیں نکال لیں۔ ایک اس نے پیٹر کی طرف اچھالی جبکہ دوسری اس نے ایک ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر اس نے دوسرے ہاتھ سے تھیلے میں سے ایک کیپسول نکالا اور ہاتھ گھما کر پوری قوت سے سامنے والی دیوار پر مار دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سامنے کی دیوار اس طرح تباہ ہو گئی جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو۔

"آؤ" ـــــ پیٹر نے چیخ کر کہا اور پھر گنیں سنبھالے وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور اس کے ساتھ ہی دونوں گنوں سے سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے میزائل نکل کر ان کے آگے گرنے لگے اور خوفناک اور کان پھاڑ دھماکوں سے ماحول گونج اٹھا۔ پاکیشیا کی سب سے قیمتی لیبارٹری کی تباہی کا آغاز ہو چکا تھا۔

عمران کی کار سڑک پر دوڑنے کی بجائے جیسے فضا میں
اُڑتی ہوئی کبیر کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس نے
جان بوجھ کر ایسی سڑکوں کا انتخاب کیا تھا جہاں ٹریفک نہ
ہونے کے برابر تھی۔ ویسے بھی کبیر کالونی شہر سے الگ تھلگ
علاقے میں واقع ایک نئی کالونی تھی۔ اس لئے ادھر ٹریفک
نہ ہونے کے ہی برابر تھی لیکن اس کے باوجود اسے کبیر کالونی
میں داخل ہونے تک آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت لگ گیا
تھا۔ کالونی کی درمیانی سڑک پر وہ کار اسی رفتار سے دوڑاتا ہوا
آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ سرخ رنگ کی
کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے کار روک چکا تھا۔ یہی ڈاکٹر
وحید کی کوٹھی تھی۔ کار رُکتے ہی عمران نیچے اُترا اور پھر اس نے
ستون پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن پریس کر دیا لیکن جب بار بار

بٹن دبانے کے باوجود کوئی ردعمل نہ ہوا تو اس کی پیشانی پر
شکنیں سی اُبھر آئیں۔ وہ جلدی سے پھاٹک پر چڑھا اور پھر
اندر کود گیا۔ کوٹھی پر خاموشی سی طاری تھی۔ وہ دوڑتا ہوا عمارت
کی طرف بڑھا ہی تھا جس کے پورچ میں ایک کار کھڑی تھی
کہ اس کے کانوں میں عقبی طرف سے ریوالور کے دھماکوں
کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ آواز کی گونج ایسی تھی جیسے گولیاں
کسی ٹنل میں چلائی جا رہی ہوں اور عمران تیزی سے مڑا اور
پھر کوٹھی کی سائیڈ پر سے ہوتا ہوا اس کے عقبی طرف آ گیا۔
سامنے ایک کونے میں ایک کمرہ تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا
تھا۔ عمران کا اندازہ تھا کہ آوازیں اسی کمرے کی طرف سے
آئی تھیں اس لئے وہ دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھا۔
کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ ایک کونے میں ایک
گہرا تالاب سا تھا جس کی ایک سائیڈ پر ٹنل کا دہانہ موجود تھا
اسی لمحے اس ٹنل کے اندر سے ایک خوفناک دھماکے کی گونج
سنائی دی۔ ٹنل چونکہ دھات کی بنی ہوئی تھی اس لئے اس
کے اندر پیدا ہونے والی معمولی سی آواز بھی گونج دار ہو کر باہر
آتی تھی اور شاید یہی وجہ تھی کہ ریوالور کے دھماکوں کی آوازیں
بھی عمران کے کانوں تک پہنچ گئی تھی حالانکہ اس وقت وہ اس
سے کافی فاصلے پر تھا۔ عمران تیزی سے اس ٹنل میں داخل ہوا
اور پھر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اب تیز اور مسلسل دھماکوں
کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں لیکن آوازوں سے اندازہ ہوتا

تھا کہ دھماکے کرنے والے آگے بڑھتے جا رہے ہیں اور پھر
یکلخت دھماکوں کی آوازیں بند ہو گئیں اور کسی کے زور دار
قہقہے کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔ عمران دوڑتا ہوا آگے
بڑھتا گیا۔ دھات کی بنی ہوئی ٹنل کی وجہ سے اس کے قدموں
کی آواز ٹنل میں گونج رہی تھی لیکن اب اسے اس کی پرواہ
نہ تھی۔ چند لمحوں بعد وہ دوسرے دھانے کے قریب پہنچا تو
یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہاں نیچے ایک مقامی نوجوان کی لاش
پڑی ہوئی تھی جسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ وہ اسے
پھلانگتا ہوا آگے بڑھا تو ایک کمرے میں پہنچ گیا جس میں
میگنٹ شٹل کھڑی تھی۔ اس کے سامنے والی دیوار غائب تھی۔
دوسری طرف ایک راہداری تھی جس کا آگے کا حصہ کھلا ہوا تھا
اور انسانی آوازیں اسی کھلے حصے کی طرف سے آ رہی تھیں۔ عمران
دبے قدموں اس راہداری کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا آگے
بڑھنے لگا۔ راہداری کی دوسری طرف دیوار کے ساتھ لوہے
کی بنی ہوئی بڑی بڑی الماریوں کی ایک طویل قطار موجود تھی
جو سب کی سب تڑی مڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ ٹوٹے ہوئے
اور جلے ہوئے سائنسی آلات ان میں سے باہر نکل کر بکھرے
ہوئے تھے اور اندر سے جھانک بھی رہے تھے۔ عمران دیوار
کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اس کھلے حصے کی طرف بڑھتا گیا'
کھلے حصے کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔

"تو تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم تمہاری لیبارٹری کو تباہ نہ

کر سکیں گے"۔۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران
سمجھ گیا کہ یہ پیٹر کی آواز ہے۔

"سنو، اس لیبارٹری کو مت تباہ کرو میں تمہارے سامنے
ہاتھ جوڑتا ہوں۔ یہ ہم نے بہت محنت سے تیار کی ہے"۔۔۔۔
ایک گھگھیاتی ہوئی سی آواز سنائی دی اور جواب میں پیٹر کے
زور دار اور فاتحانہ قہقہے سے فضا گونج اٹھی۔

"تم پاکیشیا کے رہنے والے حقیر کالے کیڑے ہو۔ تمہیں کیا
حق پہنچتا ہے کہ تم گریٹ لینڈ سے بھی بڑی لیبارٹری قائم کر کے
ہمیں سائنسی میدان میں پیچھے چھوڑ جاؤ۔ تم جس لیبارٹری کو تباہ
نہ کرنے کے لئے کہہ رہے ہو اس کی تباہی تو ہمارا مشن ہے۔
جیکب کیا پوزیشن ہے"۔۔۔۔ پیٹر نے بڑے فاخرانہ اور چیختے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس صرف چند منٹ کا کام رہ گیا ہے"۔۔۔۔ ایک اور
آواز قدرے دور سے آتی ہوئی سنائی دی۔ عمران نے کھلے حصے
سے ذرا سا سر آگے بڑھایا تو اس نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا
ہال تھا جس میں آٹھ کے قریب سفید کوٹ پہنے افراد فرش پر
اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ایک لمبا تڑنگا غیر
ملکی ہاتھ میں مشین گن پکڑے بڑے متکبرانہ انداز میں کھڑا تھا۔
جبکہ دوسرا غیر ملکی کچھ دور دیوار پر نصب دو مشینوں کے درمیانی
حصے پر جھکا ہوا تھا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے کوٹ کی
اندرونی جیب سے ایک مخصوص ساخت کا پسٹل نکالا اور دوسرے

لمحے اس نے اس کا رُخ ہال کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکی سی آواز پسٹل سے نکلی اور اس کی نال کے سرے پر سفید رنگ کے دھواں کی ایک ہلکی سی لکیر نظر آئی اور ختم ہو گئی۔ عمران نے ٹریگر دباتے ہوئے اپنا سانس روک لیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھلے حصے کی سائیڈ میں دبک گیا تھا۔ اسے دوسری طرف سے کسی آدمی کے گرنے کے ساتھ ساتھ مشین گن زمین پر گرنے کا دھماکہ سنائی دیا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی لیکن اس نے سانس بدستور روک رکھا تھا۔ کچھ دیر تک وہ ویسے ہی کونے میں دبکا کھڑا رہا۔

پھر وہ مڑا اور ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال میں موجود سفید کوٹوں والے افراد کے ساتھ ساتھ دونوں غیر ملکی بھی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر دیوار پر لگے ہوئے بٹنوں کے ایک پینل کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس پینل پر بے شمار بٹن موجود تھے۔ اس کی تیز نظریں مختلف بٹنوں کے نیچے لکھے ہوئے مختلف حروف پر بھٹکتی ہوئیں ایک بٹن پر ٹک گئیں اور اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ بٹن پریس کر دیا۔ بٹن دبتے ہی اس ہال نما کمرے میں سائیں سائیں کی تیز آوازیں ابھرنے لگیں۔ مسلسل سانس روکنے کی وجہ سے عمران کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا لیکن وہ اسی طرح سانس روکے کھڑا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے آہستہ سے رکا ہوا سانس باہر نکالا اور پھر مسلسل تیز تیز سانس لینے شروع کر دیئے۔

جب اس کا سانس نارمل ہو گیا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ بٹن آف کیا اور کمرے میں ابھرنے والی سائیں سائیں کی آواز بھی یکلخت بند ہو گئی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں دوسرا غیر ملکی فرش پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے دیکھا کہ دونوں مشینوں کے درمیان دیوار کے ساتھ ایک چوکور لیکن کسی چمکدار دھات کا ڈبہ رکھا ہوا تھا جس میں سے تار نکل کر ان مشینوں کے سامنے سے ہو کر آ رہی تھی۔ دوسری تار جو اس ڈبے سے نکل رہی تھی وہ گچھے کی صورت میں وہیں پڑی ہوئی تھی اور اس کا ایک سرا ابھی تک اس غیر ملکی کے ہاتھ میں تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول آلہ تھا۔ عمران نے پہلے وہ آلہ اس کے ہاتھ سے نکال کر اپنی جیب میں ڈالا پھر اس نے وہ ڈبہ اٹھایا اور مشینوں کے سامنے سے آنے والی تار کو سمیٹتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس قسم کے چار ڈبے مختلف مشینوں کے درمیان سے نکال چکا تھا پھر اس نے ان سب ڈبوں کو اکٹھا کیا اور ایک طرف پڑے ہوئے کینوس کے بڑے سے تھیلے کی طرف بڑھ گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے جھانک کر اس تھیلے میں دیکھا اور پھر وہ چونک پڑا۔ تھیلا ہر قسم کے سائنسی آلات سے بھرا ہوا تھا۔ عمران نے وہ ڈبے اس میں ڈالے البتہ ان کے ساتھ موجود تاریں اس نے علیحدہ کر دی تھیں پھر اس نے مشینوں کے پاس پڑے ہوئے غیر ملکی کو جسے جیکب کہا گیا تھا اٹھایا اور دوسرے غیر ملکی کو جو

یقیناً پیٹر تھا کے قریب لا کر لٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے انہی
تاروں کی مدد سے دونوں کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے
اور پھر ان کے پیر بھی بندھ گئے۔ عمران نے سب سے پہلے
پیٹر کے دونوں جبڑے ہاتھوں سے دبا کر اس کا منہ کھولا اور
ایک ایک دانت کو انگلی کی مدد سے چیک کرنا شروع کر دیا۔
اسے خطرہ تھا کہ کہیں کسی دانت میں سائینائیڈ کیپسول موجود
نہ ہو لیکن پیٹر کے کسی دانت میں ایسا خول اسے محسوس نہ ہوا
تو اس نے یہی کارروائی جیکب کے ساتھ کی اور پھر اطمینان
ہونے کے بعد اس نے انکی جیبوں سے رومال نکالے اور دونوں
غیر ملکیوں کے منہ میں ٹھونس دیئے اور پھر وہ دائیں طرف
دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری کی طرف بڑھ گیا جس پر
ہلال احمر کا نشان واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ عمران نے الماری
کھولی تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ الماری میں واقعی ہر
قسم کا فوری طور پر کام آنے والا میڈیکل کا سامان موجود تھا۔
عمران نے ایک سرنج اور دو شیشیاں اٹھائیں اور پھر ایک
شیشی کا محلول سرنج کے ذریعے نکال کر اس نے دوسری
میں ڈال دیا پھر اس شیشی کو اچھی طرح ہلا کر اس نے سارا
محلول سرنج میں بھرا اور اس کے بعد اس نے تھوڑا تھوڑا
محلول پہلے سفید کوٹوں والے مقامی افراد کے بازوؤں میں انجکٹ
کیا اور سب سے آخر میں اس نے ان غیر ملکیوں کو انجکشن
لگائے اور سرنج ایک طرف اچھال کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد سفید کوٹوں والے مقامی افراد کے جسموں میں حرکت
پیدا ہوئی اور اس کے فوراً بعد دونوں غیر ملکیوں کی آنکھیں بھی
کھل گئیں۔ انہوں نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی،
لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف اٹھ کر بیٹھ جانے
میں ہی کامیاب ہوئے جبکہ سفید کوٹوں والے مقامی حیرت
بھرے انداز میں پہلے تو فرش پر پڑے رہے پھر باری باری
اٹھنے لگے۔

"آپ میں سے ڈاکٹر وحید کون ہیں"۔۔۔۔ عمران نے
نرم لہجے میں کہا۔

"م۔ م میرا نام ڈاکٹر وحید ہے، آپ کون ہیں"۔۔۔۔
ایک ادھیڑ عمر گنجے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے علی عمران کہتے ہیں۔ شاید سرداور نے آپ کو یہ نام
بتایا ہو"۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ ہاں، انہوں نے بتایا تھا، لیکن"۔۔۔۔ ڈاکٹر
وحید نے حیرت بھرے انداز میں فرش پر بندھے بیٹھے غیر
ملکیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو منہ میں رومال ٹھنسے ہونے
کی وجہ سے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ کو انہوں نے آر۔ ٹی پر یہ پیغام نہیں دیا تھا کہ میگنٹ
وے کے اندرونی راستے کو خصوصی طور پر بلاک کیا جائے"۔۔۔۔
عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"انہوں نے کہا تھا اور میں نے ایکس وی زیرو کے سب

سیٹوں کو آن کر دیا تھا لیکن اچانک وہ سب سیٹ دھماکے سے تباہ ہو گئے، اور یہ دونوں خوفناک اسلحہ لئے ہمارے سروں پر پہنچ گئے۔" ——— ڈاکٹر وحید نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ الماریاں ایکس وی زیرو کے سیٹ ہیں۔ ان کی اس طرح تباہی یقیناً کسی خاص آلے سے ہوئی ہے، ٹھیک ہے آپ ایسا کریں اپنے ساتھیوں سے کہیں کہ ان دونوں کو اٹھا کر آپ کی کوٹھی میں لے چلیں اور آپ بھی وہاں چلیں۔ نجانے آپ کی وائف اور بچوں کے ساتھ انہوں نے کیا کیا ہوگا۔ لیبارٹری تو بہرحال بچ گئی ہے لیکن ابھی ان کا سرغنہ بچا ہوا ہے، اس کی تلاش کے لئے میں نے انہیں زندہ رکھا ہوا ہے۔" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وحید نے تیز تیز لہجے میں اپنے ساتھی ڈاکٹروں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

صفدر اور تنویر دونوں مختلف پراپرٹی ڈیلرز کے دفتروں کے چکر کاٹتے پھر رہے تھے۔ ان کے پاس ایک کارڈ تھا جس پر ایک پتہ درج تھا۔ بارہ ٹی ایکس کالونی، لیکن انہوں نے شہر کا تفصیلی نقشہ بھی چیک کر لیا تھا اور مختلف پراپرٹی ڈیلرز سے بھی مل لیا تھا لیکن کوئی بھی اس نام کی کالونی سے واقف نہ تھا حتیٰ کہ کوئی ایسی کالونی بھی نہ تھی جس کے نام مخفف بہ حروف بنتے ہوں۔ صفدر کو یہ کارڈ اس تباہ شدہ کوٹھی کی تلاشی کے دوران ایک جلی ہوئی الماری میں جلے ہوئے کاغذات کے درمیان سے ملا تھا۔ اسی کوٹھی میں سے جس میں سے وہ عمران کو بیہوشی کے عالم میں نکال کر لے گیا تھا۔ عمران کو ہسپتال پہنچا کر جب وہ چیف کے حکم پر دوبارہ یہاں پہنچا تو کوٹھی تباہ ہو چکی تھی اور اس میں سے آگ کے شعلے بھڑک رہے

تھے۔ باقی ممبرز بھی وہاں پہنچ گئے تھے لیکن ظاہر ہے جلتی ہوئی
کوٹھی میں داخل ہونے کا کوئی فائدہ نہ تھا اس لئے صفدر نے
باقی ساتھیوں کو تو واپس بھیج دیا البتہ تنویر کو اس نے روک
لیا تھا کیونکہ تنویر کی فطرت وہ جانتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید
فائر بریگیڈ والوں کو اندر کسی تہہ خانے میں سے کوئی زندہ آدمی چاہے
زخمی ہی سہی مل جائے تو تنویر کی مدد سے اسے اغوا کر کے اس
پر تشدد کر کے ان کے کسی دوسرے اڈے کو تلاش کیا جا سکے۔
لیکن فائر بریگیڈ والوں نے آگ بھی بجھا دی اور ساری کوٹھی کی
تلاشی بھی لے ڈالی لیکن وہاں سے سوائے چار جلی ہوئی انسانی
لاشوں کے اور کچھ دستیاب نہ ہوا۔ پھر پولیس کارروائی کرتی
رہی۔ اس پر صفدر اور تنویر نے رات کو کوٹھی کے اندر جا کر تلاشی
لینے کا پروگرام بنایا تھا پھر رات کو انہوں نے ہر لحاظ سے
جلی ہوئی کوٹھی کی طاقتور ٹارچوں کی مدد سے مکمل تلاشی لے
ڈالی لیکن اندر ہر طرف سوائے جلے ہوئے فرنیچر اور مشینری کے
اور کچھ نہ ملا تھا البتہ ایک الماری میں جلے ہوئے کاغذات کی
تہہ سے یہ کارڈ مل گیا تھا اور پھر صبح سے وہ دونوں پورے
دارالحکومت میں اس کارڈ کی مدد سے اس کالونی کا سراغ
لگانے میں مصروف تھے لیکن دوپہر ہونے کو آ گئی تھی اور اس
کالونی کا پتہ نہ چل رہا تھا۔

"میرے خیال میں یہ کالونی پاکیشیا میں موجود نہیں ہے"۔۔۔۔
تنویر نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے، لیکن بہرحال ابھی چند دفاتر مجھے معلوم ہیں
وہاں سے بھی بات تو کر دیکھیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کوئی نو آباد
پرائیویٹ کالونی ہو سکتی ہے اس لئے لامحالہ یہ شہر سے کسی
طرف مضافات میں ہی ہو سکتی ہے اور اب ہم مضافات کو
ڈیل کرنے والے اسٹیٹ ایجنٹ کے پاس جا رہے ہیں"۔۔۔۔
صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ ان کی کار اب شہر کی حدود سے نکل کر مضافات
میں جانے والی ایک سڑک پر دوڑ رہی تھی جس کے دونوں
اطراف میں کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ کافی آگے جا کر
وہ ایک نو آبادی میں پہنچ گئے۔ صفدر نے کار سڑک پر ہی
موجود ایک اسٹیٹ ایجنٹ کے دفتر کے باہر روکی اور پھر وہ
دونوں اتر کر اندر داخل ہو گئے۔ یہ دفتر کم اور گیم روم زیادہ نظر
آ رہا تھا کیونکہ صوفوں پر بیٹھے ہوئے چار پانچ افراد تاش کھیلنے
میں مصروف تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر وہ چونک پڑے۔ ان
سب کی توجہ ان دونوں کی طرف ہو گئی۔ پھر ایک آدمی تاش تیزی
سے رکھ کر کھڑا ہوا۔

"آیئے جناب۔۔۔ آپ کو پلاٹ چاہیے؟"۔۔۔۔ اس
آدمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ایک نہیں اکٹھے دس پلاٹ میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا
ہوں"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس
آدمی کے چہرے پر دس پلاٹوں کا سن کر مسرت کی شدت

سے کپکپاہٹ سی نمودار ہو گئی۔
"اوہ تشریف رکھیے، تشریف رکھیے۔ ہمارے پاس سرمایہ کاری کے لئے انتہائی شاندار مواقع موجود ہیں"۔۔۔۔ ڈیلر نے انہیں بڑی سی میز کے سامنے رکھی کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ میز کی دوسری طرف رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی اس نے میز کی دراز سے ایک ضخیم سا رجسٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ دیا۔
"ہم نے ٹی۔ ایس کالونی میں سرمایہ کاری کرنی ہے"۔ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ٹی۔ ایس ۔۔ لیکن ۔۔۔۔"۔۔۔۔ اس آدمی نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کا رنگ دوڑ گیا۔
"ہمیں یہی بتایا گیا ہے کہ ٹی۔ ایس کالونی میں کمرشل پلاٹ ابھی برائے فروخت موجود ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔
"اوہ نہیں ۔۔ جس نے بھی یہ بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ ٹی۔ ایس میں صرف بیس رہائشی پلاٹ تھے اور بیس کے بیس فروخت ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بیشتر پر تو کوٹھیاں بن بھی چکی ہیں اور وہاں لوگ رہنے بھی لگے ہیں۔ میں آپ کو اس سے بھی زیادہ اچھے پلاٹ دکھا سکتا ہوں"۔۔۔۔ اس آدمی نے چونک کر کہا لیکن اس کے اس فقرے سے صفدر اور تنویر دونوں کے چہروں پر کامیابی کی مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔ ان

کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔
"آپ کے پاس نقشہ تو ہو گا ٹی۔ ایس کا، وہی دکھا دیجئے بعد میں دوسری کالونیوں کی بات ہو جائے گی"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔
"جی نہیں، سید تقی شاہ نے خود ہی اپنی اراضی فروخت کی ہے"۔۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔
"سید تقی شاہ کون ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔
"وہ ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ہیں اس لئے ٹی۔ ایس صاحب کہلاتے ہیں۔ ان کا اصل نام تقی شاہ ہی ہے۔ یہاں سے دو کلو میٹر آگے ان کی بارہ ایکڑ میں پھیلی ہوئی آبائی حویلی تھی۔ جس میں ان کی ذاتی کوٹھی بھی ہے وہ چونکہ بے اولاد ہیں اس لئے انہوں نے وہیں اپنی حویلی میں ہی پلاٹ فروخت کر کے ایک کالونی بنائی ہے اور کالونی کی آمدنی سے تقی شاہ صاحب وہاں ایک جدید ترین ہسپتال قائم کر رہے ہیں چونکہ ان کی حویلی زاران قصبے کے قریب ہے اور حویلی کے قریب ایک سیمنٹ فیکٹری تعمیر ہو رہی ہے پلاٹ بھی انہوں نے کافی سستے بیچے ہیں اس لئے پلاٹ فوراً بک گئے لیکن انہوں نے اپنی مرضی کے افراد کو پلاٹ فروخت کئے ہیں جن کے ساتھ یہ شرط تھی کہ وہ وہاں کوٹھی بنا کر رہائش رکھیں گے اس لئے وہاں کافی آبادی ہو گئی ہے"۔۔۔۔ اس آدمی نے تفصیلی

جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر اور تنویر نے بے اختیار طویل سانس لئے۔ اب یہ بات ان کی سمجھ میں اچھی طرح آ گئی تھی کہ ٹی۔ ایس کالونی کے بارے میں عام پراپرٹی ایجنٹ کیوں کچھ نہیں جانتے۔

"او۔ کے پہلے ہم ٹی۔ ایس صاحب سے مل لیں شاید ابھی کوئی سستا پلاٹ مل جائے، نہ ملا تو ہم دوبارہ آئیں گے، پھر تفصیل سے بات ہوگی"۔۔۔۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس آدمی کا منہ لٹک گیا لیکن ظاہر ہے اب صفدر اور تنویر کو اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے زاران قصبے کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

"اس کالونی کو ڈھونڈھ لینے کا کریڈٹ تمہیں جاتا ہے۔ صفدر کم از کم مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی"۔۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار زاران قصبے میں پہنچ گئی اور وہاں سے ٹی۔ ایس کالونی کا پتہ کر کے وہ اس کی طرف بڑھ گئے۔

کوٹھی نمبر بارہ انہیں اس جدید ترین کالونی میں داخل ہوتے ہی دکھائی دے گئی لیکن جیسے ہی ان کی کار اس کے سامنے پہنچی ان دونوں کے چہرے لٹک گئے کیونکہ کوٹھی کے پھاٹک پر تالا پڑا تھا اور ساتھ ہی ایک بورڈ بھی موجود تھا۔ جس پر کرائے کے لئے خالی لکھا ہوا تھا اور نیچے اندرون شہر

کی ایک کراکری کی دکان کا پتہ دیا ہوا تھا۔ کار آگے بڑھ گئی تھی۔

"اوہ خواہ مخواہ خراب ہوتے رہے"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اتنی جلدی مایوس نہ ہوا کرو۔ ہو سکتا ہے یہ بورڈ اور تالا ڈاج دینے کے لئے استعمال کیا گیا ہو۔ ہمیں اندر سے چیک کرنا ہوگا"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور وہ دونوں اتر کر کوٹھی کے عقبی طرف کو بڑھ گئے۔ عقبی سڑک خالی پڑی ہوئی تھی اور کوٹھی کی عقبی دیوار بھی کچھ زیادہ بڑی نہ تھی اس لئے وہ دونوں ہی آسانی سے عقبی دیوار پھلانگ کر کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے لیکن اندر موجود سکوت کو محسوس کرتے ہی وہ سمجھ گئے کہ کوٹھی خالی ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے پوری کوٹھی گھوم ڈالی۔ ایک تہہ خانہ بھی انہوں نے چیک کر لیا لیکن کوٹھی واقعی خالی تھی اور وہاں موجود فرنیچر پر چڑھی ہوئی گرد کی تہہ بتا رہی تھی کہ کوٹھی کو خالی ہوئے کافی وقت گزر گیا ہے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ واقعی خواہ مخواہ خراب ہوئے، آؤ واپس چلیں"۔۔۔۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اسی طرح عقبی دیوار پھلانگ کر واپس کار کی طرف بڑھ گئے۔

"چیف کو کال کر لی جائے"۔۔۔۔ صفدر نے کار

کے ڈیلش بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ۔۔۔ ناکامی کی رپورٹ کیا دینی ہے"۔ تنویر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ رپورٹ تو ہر صورت میں دینی پڑے گی"۔۔۔ صفدر نے کہا اور تنویر نے ہاتھ بڑھا کر ڈیلش بورڈ سے نیچے لگے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"بات تم خود کرنا"۔۔۔۔ تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

لیبارٹری بھی تباہ ہونے سے بچ گئی۔ ایس۔ بی کے تمام ارکان بھی ہلاک ہو گئے لیکن وہ چیف گراہم کا کیا سوچا ہے آپ نے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سامنے بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ بھی تمہاری طرح پُراسرار چیف ثابت ہو رہا ہے۔ پیٹر حالانکہ اس کا نمبر ٹو ہے لیکن اسے بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے اور نہ ہی کہیں سے کوئی ایسا کلیو ملا ہے۔ کال بھی وہ ہمیشہ ٹرانسمیٹر پر ہی کرتا ہے اور وہ بھی فکس فریکوئنسی ٹرانسمیٹر پر، اس لئے اسے ٹریس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ میرا خیال ہے وہ اب واپس گریٹ لینڈ چلا جائے گا اس لئے امکانی طور پر میں نے ٹائیگر کی ڈیوٹی ائیر پورٹ پر لگا دی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے کاغذات گراہم کے نام پر

ہی ہوں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر وہ ائیر پورٹ پر چیک ہو جائے گا اور تو اس کے تلاش کی کوئی صورت نہیں ہے "۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمران پیٹر اور جیکب کو ڈاکٹر وحید کی کوٹھی سے اپنی کار پر لاد کر دانش منزل لے آیا تھا۔ ڈاکٹر وحید کی بیوی بچے اور ملازم زندہ تھے۔ صرف انہیں بیہوش کیا گیا تھا۔

دانش منزل میں آکر عمران نے پیٹر پر اپنے مخصوص حربے استعمال کر کے اس سے ایس۔ بی کے پاکیشیا میں موجود تمام آدمیوں اور اڈوں کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں۔ لیکن پوچھ گچھ کے دوران ہی پیٹر اور جیکب دونوں کے جسموں میں اس طرح دھماکے ہوئے جیسے ان کے پیٹ میں کوئی بم موجود ہوں جو اچانک پھٹ گئے ہوں۔ ان دونوں کے جسموں کے پرزے پورے کمرے میں بکھر گئے تھے عمران نے فوراً ہی سیکرٹ سروس کو ان اڈوں کی طرف روانہ کیا جس کی تفصیل اس نے پیٹر سے معلوم کی تھی مگر سب کی طرف سے یہی رپورٹ ملی تھی کہ وہاں ان اڈوں میں تمام مشینری بھی تباہ ہو چکی ہے اور وہاں موجود افراد کے جسم بھی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر چکے ہیں اس لئے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ سب کچھ ایس۔ بی کے چیف گراہم نے کیا ہوگا۔ اور ایس۔ بی کے تمام ارکان کے جسموں میں مخصوص ساخت کے طاقتور وائرلیس کنٹرول بم ڈالے گئے ہونگے۔ جنہیں اس نے کسی ریموٹ

کنٹرول ٹائپ آلے کی مدد سے چارج کر دیا ہوگا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ اسے پیٹر اور اس کے درمیان ہونے والی گفتگو کا بھی علم ہو گیا ہوگا لیکن ظاہر ہے عمران اس تک نہ پہنچ سکتا تھا کیونکہ پیٹر واقعی نہ جانتا تھا کہ چیف کہاں ہے۔ صفدر نے کسی کارڈ کے ذریعے امکانی طور پر اس کا پتہ ٹریس کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کوٹھی بھی خالی ملی تھی اس لئے ظاہر ہے عمران سوائے دانش منزل میں بیٹھ کر سوچنے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو "۔۔۔۔ عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

" ٹی۔ سی۔ ایس سے شفٹ انچارج ڈاکٹر افضل بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ ایک فارن کال چیک ہوئی ہے جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر آیا ہے "۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران شفٹ انچارج کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

" کال سنوائیں "۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یس سر "۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد رسیور پر ٹیپ چلنے کی مخصوص آواز آتی رہی پھر

ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ٹموتھی، چیف بول رہا ہوں پاکیشیا سے ـــــ پیٹر اور اس کا سارا گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گیا تھا۔ اس لیئے میں نے انہیں فائر آف کر دیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے گروپ کو لے کر فوراً یہاں پہنچ جاؤ۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر صورت میں مشن مکمل کر کے ہی واپس آؤں گا، اوور"۔ چیف کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس چیف ـــــ میں آپ کو کہاں رپورٹ کروں، اوور"۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا دارالحکومت پہنچ کر تم نے مختلف ہوٹلوں میں بکھر کر رہنا ہے پھر سپیشل مکس ٹرانسمیٹر پر کال کرنا تب میں مزید ہدایات دوں گا، اوور"۔ ـــــ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف ـــــ ہم دو روز بعد پہنچ جائیں گے، اوور"۔ ٹموتھی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ ـــــ چیف نے جواب دیا اور اس کے بعد دوبارہ ٹیپ چلنے کی مخصوص آواز ایک لمحے تک سنائی دیتی رہی پھر بند ہو گئی۔

"سر آپ نے ٹیپ سن لیا اب مزید کیا حکم ہے"۔ ـــــ ریسیور پر شفٹ انچارج ڈاکٹر افضل کی آواز سنائی دی۔

"لوکیشن چیک کی گئی ہے"۔ ـــــ عمران نے ایکسٹو

کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ پاکیشیا سے کال کا مرکز دارالحکومت کے مضافات میں زاران قصبے کے ارد گرد کا علاقہ بنتا ہے جبکہ کال گریٹ لینڈ کے دارالحکومت میں رسیو کی گئی ہے"۔ ـــــ ڈاکٹر افضل نے جواب دیا۔

"اوکے"۔ ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"صفدر نے بھی ٹی۔ ایس کالونی کا پتہ بتایا تھا کہ وہ زاران قصبے کے قریب ہے"۔ ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں مگر وہ کوٹھی تو بقول اس کے کافی عرصے سے خالی پڑی ہوئی ہے"۔ ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے وہ کسی اور کوٹھی میں شفٹ ہو گیا ہو"۔ ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر سپیکنگ"۔ ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔ ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔ ـــــ صفدر کا لہجہ بے حد مودبانہ ہو گیا۔

"تم نے اپنی رپورٹ میں وہ پتہ نہیں بتایا جو کہ کرائے کے لیئے خالی ہے کے بورڈ پر درج تھا"۔ ـــــ عمران

نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر، میں نے اس کی کوئی اہمیت نہ سمجھی تھی بہرحال پتہ مجھے یاد ہے، جاوید کراکری ہاؤس، چیمبر لین مارکیٹ تھا"۔۔۔۔ صفدر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"تم چیمبر لین مارکیٹ پہنچ جاؤ میں عمران کو وہاں بھیج رہا ہوں تم نے اس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں پر گھومتی ہوئی چیمبر لین مارکیٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ مارکیٹ چونکہ قدیم انداز کی تھی اس لئے سڑک خاصی تنگ تھی اور ویسے بھی وہاں رش کافی ہوتا تھا اس لئے عمران نے کار چوک کی سائیڈ میں بنی ہوئی پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے ایک سائیڈ سے صفدر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے پاس آ گیا۔

"عمران صاحب ۔۔ اس پتے کی کیا ضرورت پڑ گئی، کیا اب چیف کوٹھی کرائے پر لینا چاہتا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس پتے کی"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا، جیسے اسے سرے سے کسی بات کی خبر ہی نہ ہو۔

"ارے آپ کو پتہ ہی نہیں، پھر آپ یہاں کیسے آئے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو تمہارے چیف نے فون کیا کہ چیمبر لین مارکیٹ جا کر صفدر سے ملو۔ اس نے کوئی کوٹھی دیکھی ہے۔ اگر وہ کرائے پر مل جائے تو وہ اپنی ہونے والی بیگم کو وہاں رکھ سکے۔ تمہیں معلوم تو ہے آج کل کرائے پر کوٹھیاں بہت مشکل سے ملتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر اس کی بات سن کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

وہ دونوں اسی طرح باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں وہ کراکری کی دکان نظر آ گئی خاصی بڑی دکان تھی۔ عمران اندر داخل ہوا اور پھر اس کاؤنٹر پر رک گیا جس پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا رکھ رکھاؤ بتا رہا تھا کہ وہی اس دکان کا مالک ہے۔

"ٹی۔ ایس کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ آپ کی ہے"۔۔۔۔ عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں ۔۔ جی ہاں، آپ اسے کرائے پر لینا چاہتے ہیں تشریف رکھیں"۔۔۔۔ اس آدمی نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور عمران اور صفدر کاؤنٹر کے سامنے موجود سٹولوں پر بیٹھ گئے۔

"کتنا کرایہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں

پوچھا۔

"صرف پانچ ہزار روپے، مکمل طور پر فرنشڈ کوٹھی ہے سکیورٹی کے طور پر آپ کو ایک لاکھ روپے دینے ہوں گے"۔ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوٹھی تو غیر آباد علاقے میں ہے۔ اس کے باوجود آپ اتنا کرایہ مانگ رہے ہیں"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جناب وہاں سیمنٹ فیکٹری اب کام شروع کرنے والی ہے اس لئے کافی لوگ روزانہ ہی کوٹھی لینے آتے ہیں لیکن میں نے انہیں انکار کر دیا ہے کیونکہ وہ مجھے شریف اور خاندانی لوگ نہ لگتے تھے مگر آپ تو خاندانی اور شریف آدمی ہیں آپ کچھ کم دے دیجئے کرایہ لیکن سکیورٹی یہی رہے گی"۔۔۔۔ دکاندار نے مخصوص کاروباری انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں تو یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے جو غیر ملکی اس کوٹھی میں رہتے تھے ان سے آپ صرف دو ہزار روپے کرایہ لیتے تھے۔ اس کے باوجود وہ چھوڑ کر چلے گئے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دکاندار عمران کی بات سن کر چونک پڑا۔

"دو ہزار تو جس نے بتایا ہے آپ کو غلط بتایا ہے۔ چار ہزار روپیہ کرایہ دیتے تھے۔ سٹارک صاحب نے دو ماہ کا کرایہ

بھی ایڈوانس دے دیا لیکن صرف چند روز ہی وہاں رہے پھر اچانک انہیں واپس ایکریمیا جانا پڑا۔ وہ سیمنٹ فیکٹری میں انجینئر تھے، جناب چلیں آپ وہی چار ہزار روپے کرایہ ہی دے دیں۔ دو ماہ سے کوٹھی خالی پڑی ہے اس لئے کم کرایہ پر تیار ہوں ورنہ جناب کوٹھی تو پانچ ہزار کرایہ سے کم کی نہیں"۔۔۔۔ دکاندار نے کہا۔

"انہوں نے سکیورٹی واپس لی تھی یا وہ بھی آپ کو بچ گئی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔۔۔ ایک لاکھ روپیہ کون چھوڑتا ہے۔ مالک کالونی تقی شاہ صاحب کا فون آیا تھا کہ سٹارک صاحب کو اچانک واپس ایکریمیا جانا پڑ گیا ہے۔ اس لئے وہ ان سے سکیورٹی کی رقم لے گئے ہیں اور رسید دے گئے ہیں۔ پھر شاہ صاحب کا منیجر آیا اور رسید دے کر رقم لے گیا۔ رسید کی وجہ سے مجھے رقم دینا پڑی۔ لیکن آپ کیوں ان کے بارے میں اتنی تفصیل پوچھ رہے ہیں"۔۔۔۔ دکاندار نے اس بار قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس ۔۔۔ اوہ، اوہ جناب مگر مم مم۔۔۔۔"
دکاندار کا چہرہ کارڈ دیکھتے ہی ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"گھبرائیے نہیں ۔۔۔ اگر آپ نے مکمل تعاون کیا تو آپ کو اس میں ملوث نہیں کیا جائے گا ورنہ آپ کی باقی ساری

عمر جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی گزر سکتی ہے۔ آپ کا وہ
کرایہ دار ملک دشمن ایجنٹ تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے قدرے
سخت لہجے میں کہا اور کارڈ اٹھا کر واپس جیب میں ڈال لیا۔
"اوہ صاحب ۔۔۔ میں قطعی بے قصور ہوں۔ میں تو ان کو
جانتا بھی نہ تھا۔ میں نے تو اخبار میں اشتہار دیا تھا' ان کا
فون آگیا۔ میں نے کرایہ اور ایڈوانس بتایا تو ان کا آدمی آکر
دے گیا اور چابی لے گیا۔ پھر شاہ صاحب کا ملازم آکر سکیورٹی
بھی لے گیا۔ جناب میں سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔ دکاندار کی
حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔
"کیا یہاں کوئی ایسا کمرہ ہے جہاں ہم تفصیل سے بات چیت
کر سکیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
"اوہ ہاں جناب ۔ آئیے تشریف لائیے"۔۔۔۔ اس
آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں دکان کی سائیڈ
میں موجود ایک دروازے سے گزار کر ایک کمرے میں لے
آیا جہاں ایک میز اور چند کرسیاں موجود تھیں۔ میز پر کھانے
پینے کا سامان رکھا ہوا تھا۔ شاید دکان کے ملازمین یہاں بیٹھ
کر کھانا وغیرہ کھاتے تھے۔ اس آدمی نے خود ہی سامان ہٹا کر
ایک طرف رکھا۔
"آپ کا نام"۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے
کہا۔
"میرا نام شیخ افضل ہے جناب"۔۔۔۔ اس آدمی

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"شیخ افضل صاحب' ایک بات میں واضح کر دوں کہ اگر
آپ نے میرے سوالوں کے جواب میں معمولی سی غلط بیانی بھی
کی تو بعد میں آپ کو اس کے عبرتناک نتائج بھگتنا پڑیں گے
آپ شریف اور کاروباری آدمی ہیں اس لئے مجھے یقین ہے
کہ آپ اس چکر میں ملوث نہیں ہو سکتے لیکن آپ کی غلط بیانی
سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ آپ کا تعلق بھی اس گینگ
سے ہے"۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"اوہ جناب یقین کریں مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں کہ سٹارک
صاحب کیا کرتے ہیں۔ ان کے آدمی نے مجھے یہی بتایا تھا کہ
وہ سیمنٹ فیکٹری میں انجینئر ہیں۔ آپ کیا پئیں گے جناب"۔۔۔
شیخ افضل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"اس وقت ہم ڈیوٹی پر ہیں اس لئے یہ پینے پلانے کی
بات چھوڑیں' یہ بتائیں کہ اس انجینئر سٹارک کی طرف سے کرایہ
پر کوٹھی لینے کے لئے آنے والا آدمی مقامی تھا یا کوئی غیر ملکی
تھا"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔
"غیر ملکی تھا جناب ۔۔۔ اس نے اپنا نام مارٹن بتایا تھا۔
اس کا کہنا تھا کہ وہ سٹارک صاحب کا سیکرٹری ہے"۔۔۔
شیخ افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اس کا حلیہ تفصیل سے بتائیں"۔۔۔۔ عمران نے
پوچھا اور جواب میں شیخ افضل نے واقعی تفصیل سے مارٹن

کا حلیہ قد وقامت وغیرہ بتا دیا۔

"اس کی کوئی ایسی نشانی بتائیں جس کی وجہ سے وہ اگر حلیہ بدل لے تب بھی اسے پہچانا جا سکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ایسی نشانی"۔۔۔۔ شیخ افضل نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر کافی دیر تک وہ سوچنے کے سے انداز میں بیٹھا رہا۔ پھر وہ چونک پڑا۔

"جی ہاں، جی ہاں مجھے یاد آگیا ہے ان کے دائیں ہاتھ کی کلائی پر ایک نیلے رنگ کا موٹا سا تل تھا"۔۔۔۔ شیخ افضل نے کہا۔

"مارٹن چلتا کس طرح تھا، میرا مطلب ہے ڈگ بھرتا تھا۔ چھوٹے قدم اٹھاتا تھا، اس طرح کی کوئی بات"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی بس عام انداز میں چلتا تھا۔ میں نے خاص طور پر تو چیک نہیں کیا اور نہ مجھے اس بات کا خیال تھا"۔۔۔۔ شیخ افضل نے جواب دیا۔

"اس کے دیکھنے کے انداز کی کوئی خصوصیت"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"دیکھنے کے انداز میں۔۔۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں جناب"۔ شیخ افضل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بعض لوگ ہر چیز کو سرسری انداز میں دیکھتے ہیں بعض

یوں دیکھتے ہیں جیسے نظروں سے اس میں سوراخ کر رہے ہوں۔ بعض کی آنکھیں سرچ لائٹ کی طرح تیزی سے حلقوں میں گھومتی رہتی ہیں بعض پلکیں زیادہ تیزی سے جھپکتے ہیں۔ بعض اس طرح دیکھتے ہیں جیسے دیکھ کر کسی پر احسان کر رہے ہوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، اوہ کمال ہے۔ آپ نے تو اتنی قسمیں بتا دی ہیں کہ میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ بہرحال مارٹن کے دیکھنے کے انداز میں ایک بات اب مجھے یاد آرہی ہے کہ وہ سامنے دیکھتے دیکھتے اس طرح سائیڈوں پر بھی دیکھتا تھا جیسے کوئی شخص انتہائی چوکنا انداز میں ارد گرد کے ماحول کا خاموشی سے جائزہ لے رہا ہو"۔۔۔۔ شیخ افضل نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"آپ کے تعاون کا شکریہ، امید ہے آپ نے کوئی غلط بیانی نہیں کی ہوگی، ضرورت پڑی تو آپ سے پھر رابطہ کریں گے۔ ویسے میرے خیال میں یہ بتانے کی تو ضرورت نہیں کہ اس گفتگو کو آؤٹ نہیں ہونا چاہیے"۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب میں سمجھتا ہوں۔۔۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔۔ شیخ افضل نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور عمران اور صفدر دونوں اس کمرے سے نکل کر دکان پر آئے اور پھر وہاں سے باہر سڑک پر آگئے۔

"ان معلومات سے کیسے اسے ٹریس کیا جا سکے گا۔ نجانے وہ کوٹھی چھوڑ کر کہاں شفٹ ہو گیا ہو" ——— دکان سے باہر آتے ہی صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف گراہم جس پُراسرار انداز میں رہتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مارٹن کے روپ میں وہ خود تھا۔ ہو سکتا ہے بعد میں اس نے مالک کالونی سے رقم لے لی ہو اور مالک کالونی نے رسید دے کر اسے رقم دے دی ہو۔ بہر حال اب مالک کالونی تقی شاہ سے انٹرویو کرنا پڑے گا پھر دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ تم اپنی کار یہیں چھوڑ دو اور میری کار میں ساتھ چلو، واپسی میں تمہیں میں یہاں ڈراپ کر دوں گا" ——— عمران نے پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر سید تقی شاہ عرف ٹی۔ ایس کی کوٹھی کالونی کے تقریباً درمیان میں تھی اور اپنی ساخت کے لحاظ سے قدم حویلی سے ملتی جلتی تھی۔ عمران نے جب کار کوٹھی کے بند گیٹ پر روکی تو فوراً ہی گیٹ کی چھوٹی کھڑکی سے ایک نوجوان ملازم باہر آگیا۔ اس کے جسم پر باقاعدہ یونیفارم تھی۔

"شاہ صاحب سے ملنا ہے" ——— عمران نے جیب سے وہی کارڈ نکال کر ملازم کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا جو اس نے دکاندار شیخ افضل کو دکھایا تھا۔

"جی بہتر" ——— ملازم نے جو مقامی تھا سر ہلاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر کھڑکی میں گھس کر غائب ہو گیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد پھاٹک کھل گیا۔ وہی باوردی ملازم وہاں موجود تھا۔

"سامنے پورچ میں کار لے جائیے وہاں شاہ صاحب کے منیجر صاحب موجود ہیں" ——— ملازم نے کہا، اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ حویلی کا لان والا حصہ بے حد طویل و عریض تھا۔ بڑے سے پورچ میں ایک جدید ماڈل کی کار موجود تھی۔ عمران نے اپنی کار پورچ میں جا کر روک دی اور برآمدے میں کھڑا ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے آگے بڑھا۔ عمران والا کارڈ اس کے ہاتھ میں تھا۔

"جناب میرا نام اکرم ہے، میں شاہ صاحب کا منیجر ہوں شاہ صاحب بیمار ہیں۔ ان کے گلے میں خرابی ہو گئی ہے وہ بول نہیں سکتے" ——— منیجر نے عمران اور صفدر کے کار میں سے باہر آتے ہی بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہم نے تو ایک سرکاری معاملے میں ان سے بات چیت کرنی تھی۔ کیا وہ یہاں ہیں یا ہسپتال میں ہیں" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہیں تو حویلی میں لیکن جناب ڈاکٹر نے ملاقات سے انہیں روکا ہوا ہے۔ ان کے گلے میں کینسر ہے جس کا آپریشن

ہونا ہے۔ میں ان کا کاردار ہوں، مجھے حکم فرمائیں۔ آیئے ادھر ڈرائینگ روم میں تشریف لائیں۔" ـــــ منیجر نے کہا۔

"کب سے بیمار ہیں شاہ صاحب۔" ـــــ عمران نے اکرم کے پیچھے چلتے ہوئے برآمدے کے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"جی تقریباً دو ماہ سے بیمار ہیں۔ پہلے تو اچھے بھلے تھے پھر اچانک بیمار ہو گئے اور آواز بند ہو گئی۔ ہسپتال جا کر چیک کرایا تو انہوں نے کہا کینسر ہے، آپریشن ہو گا۔ شاہ صاحب آپریشن ٹالتے رہے لیکن اب ان کا پروگرام ہے کہ گریٹ لینڈ جا کر اس کا آپریشن کرائیں۔ پچھلے دنوں ان کی تیاری بھی تھی۔ کاغذات بھی تیار کرا لئے گئے تھے لیکن پھر اچانک روانگی ملتوی کر دی۔" ـــــ منیجر اکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ شاید انٹیلی جنس والے کارڈ کا ردعمل تھا کہ وہ ساری باتیں بتائے جا رہا تھا ورنہ شاید انہیں پھاٹک سے ہی ٹال دیا جاتا۔

"کیا آپ نے انہیں ہمارے آنے کی اطلاع دی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں ـــ وہ اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں آتے جناب ـــ صرف صبح کو سیر کرنے کے لئے باہر نکلتے ہیں،

پھر اپنے کمرے میں ہی رہتے ہیں۔ بس کوئی ضرورت ہو تو کاغذ پر لکھ کر مجھے بھجوا دیتے ہیں۔ بول تو سکتے نہیں اس لئے وہ کسی سے ملتے بھی نہیں۔ آپ سرکاری آدمی ہیں اس لئے جناب اب میں آپ کو پھاٹک سے واپس نہ بھجوا سکتا تھا۔ آپ حکم فرمائیں آپ کی جو خدمت ہو میں کرنے کو تیار ہوں۔" ـــــ منیجر اکرم نے کہا۔

"آپ کب سے شاہ صاحب کے پاس ہیں۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جی میں تو گزشتہ دس سالوں سے ان کا ملازم ہوں۔" اکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حویلی میں آپ کے علاوہ کتنے ملازم ہیں۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جی دس ملازم ہیں۔" ـــــ اکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس وقت کتنے موجود ہیں۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جی اس وقت سارے ہی موجود ہوں گے۔" ـــــ اکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتائیں کہ جاوید کراکری ہاؤس چیمبرلین مارکیٹ کے مالک شیخ افضل سے انجینئر سٹارک کی سکیورٹی کی رقم لینے آپ گئے تھے۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"اوہ جی ہاں میں گیا تھا جناب ـــ سٹارک صاحب کو

اچانک ایکریمیا جانا پڑ گیا۔ اس روز جمعہ تھا شیخ افضل صاحب کی دکان بند تھی اس لئے شاہ صاحب نے انہیں اپنے پاس سے رقم دے دی اور ان سے رسید لے لی۔ وہ رسید میں نے جا کر شیخ افضل کو دی اور ان سے رقم لا کر شاہ صاحب کو دے دی تو کیا اس میں کوئی چکر ہو گیا ہے"۔ منیجر اکرم نے کہا۔

"جس وقت آپ رسید دے کر رقم لینے گئے تھے اس وقت شاہ صاحب تندرست تھے، بول سکتے تھے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک تھے۔ انہوں نے پہلے شیخ افضل کو فون کیا، پھر مجھے بھیجا۔ میرے خیال میں دوسرے روز ہی وہ اچانک بیمار ہو گئے تھے"۔۔۔ منیجر اکرم نے بتایا۔

"کیا وہ اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند رکھتے ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ وہ پہلے بھی تنہائی پسند قسم کے آدمی تھے۔ بیماری کے بعد تو مکمل طور پر ہی تنہائی پسند ہو گئے ہیں"۔۔۔ منیجر نے جواب دیا

"چلیں، ہمیں ان کا کمرہ دکھا دیں۔ ہم صرف کمرہ دیکھ کر واپس چلے جائیں گے۔ اس طرح کم از کم سرکاری فائل کا پیٹ تو بھر جائے گا"۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والی چمک دیکھ کر صفدر سمجھ گیا تھا کہ اسے مکمل یقین ہو گیا ہے کہ تھامی شاہ کے روپ میں ایس۔ بی کا انچارج گراہم ہی ہوگا اور جو کچھ منیجر نے بتایا تھا اس سے اس شک کو واقعی تقویت ملتی تھی۔ آواز بند ہونے کا بہانہ شاید اس لئے بنایا گیا کہ گراہم مقامی زبان نہ بول سکتا ہو گا۔

"مگر جناب اصل بات کیا ہے۔ آپ کس مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں"۔۔۔ منیجر اکرم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مقصد بھی بتا دیتے ہیں، آپ چلیں تو سہی"۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا اور منیجر کندھے اچکاتا ہوا ڈرائننگ روم سے باہر آ گیا۔ پھر وہ ایک راہداری میں سے گزرتا ہوا اس کے آخر میں موجود ایک کمرے کے دروازے پر رک گیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر کمرے کے دروازے پر دستک دی اور اس کے ساتھ اس نے اونچی آواز میں کہا۔

"شاہ صاحب۔ ہمارا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے۔ ہم کالونی میں رہنے والے ایک آدمی سٹارک کے بارے میں آپ سے چند باتیں پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ کے منیجر نے بتایا ہے کہ آپ بول نہیں سکتے۔ آپ ہمارے ساتھ لکھ کر بات کر سکتے ہیں۔ یہ سرکاری معاملہ ہے اور آپ ریٹائرڈ سرکاری

آفیسر ہیں اس لئے ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمارے ساتھ
ضرور تعاون کریں گے۔"۔۔۔۔ عمران نے پوری تفصیل سے
بات کرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔
دروازے پر سلیپنگ گاؤن پہنے ایک بوڑھا لیکن مضبوط جسم
والا مقامی آدمی کھڑا تھا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال
برف کی طرح سفید تھے چہرے پر جھریاں تھیں۔

وہ چند لمحے انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے انہیں اندر آنے
کا اشارہ کیا اور خود ایک طرف ہٹ گیا۔

"شکریہ شاہ صاحب"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ خاصے اچھے انداز
میں سجا ہوا تھا۔ ایک طرف بیڈ تھا، ایک طرف میز اور تین
چار کرسیاں تھیں۔ ایک الماری میں انگریزی زبان میں مذہبی
کتابیں موجود تھیں۔

عمران اور صفدر کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ شاہ صاحب
سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے میز پر رکھا ہوا
پیڈ گھسیٹا اور پھر میز پر رکھے قلمدان سے پین نکال کر اس
نے انگریزی میں کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔

"آپ اپنا تعارف کرائیں اور سٹارک کے بارے میں آپ
کیا پوچھنا چاہتے ہیں، ایک ہی بار جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لیں"۔
شاہ صاحب نے کاغذ پر لکھ کر عمران اور صفدر کی طرف پیڈ
گھما دیا۔

"شاہ صاحب۔۔۔ سٹارک ایک بین الاقوامی مجرم تھا۔
اس نے آپ سے ملاقات کی اور آپ سے کوٹھی کی سیکورٹی
کی رقم لے گیا جو آپ نے بعد میں مینجر کو بھیج کر شیخ افضل
سے وصول کی۔ آپ نے لازماً اس سے اس کا پتہ وغیرہ پوچھا
ہو گا تاکہ اگر شیخ افضل رقم نہ دے تو آپ اس سے رابطہ
قائم کر لیں، ہمیں وہ پتہ چاہیے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور
شاہ صاحب نے کاغذ دوبارہ اپنی طرف گھسیٹا اور پھر کاغذ
پر انہوں نے ایکریمیا کے شہر نارک کا ایک پتہ لکھ کر کاغذ
عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ جناب۔۔۔ بس یہی پوچھنا تھا آپ کو تکلیف
ہوئی ہم معذرت خواہ ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کاغذ پھاڑ
کر اسے تہہ کر کے جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ
کھڑا ہوا۔ صفدر بھی خاموشی سے اٹھا اور پھر وہ دونوں شاہ
صاحب سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر آ گئے جہاں مینجر
اکرم ابھی تک موجود تھا۔ شاہ صاحب نے ان کے عقب میں
کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔

"آئیے جناب، آپ کا بھی شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے
کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری کے آخری سرے کی طرف
بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں پہنچ چکے تھے۔ مینجر انہیں
کار تک چھوڑنے آیا۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ عمران
نے کار موڑی اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ وہی باوردی ملازم

پھاٹک کے ساتھ والے کمرے میں موجود تھا۔ اس نے پھاٹک
بھی کھولا اور سلام بھی کیا۔ عمران نے سر ہلا کر اس کے سلام
کا جواب دیا اور پھر کار پھاٹک سے باہر نکال کر آگے
بڑھ گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب، کیا یہ صاحب مشکوک نہ تھے"۔۔۔۔
صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بغیر ثبوت کے تو سب ہی مشکوک ہیں۔ میں نے ایک
کوشش تو کی ہے ثبوت حاصل کرنے کی، دیکھو کیا ہوتا
ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی
اس نے کار ایک کوٹھی کے عقبی دیوار کے ساتھ لگا کر روک
دی اور پھر کار کا ڈیش بورڈ کھول کر اس نے اس کے اندر
موجود ایک چھوٹا سا باکس باہر نکالا اور اس پر لگے ہوئے
مختلف بٹن دبا دیئے۔

"اوہ آپ وہاں ڈکٹا فون لگا کر آئے ہیں"۔۔۔۔ صفدر
نے چونک کر کہا۔

"ہاں ابھی دیکھنا ثبوت کس طرح ملتا ہے"۔۔۔۔ عمران
نے کہا اور صفدر نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب بات اس
کی سمجھ میں آگئی ہو۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد یکلخت اس
باکس میں سے چیف کی آواز برآمد ہوئی۔

"ہیلو ہیلو چیف کالنگ، اوور"۔۔۔۔ چیف کا لہجہ
بے حد سخت تھا۔

"یس جانسن اٹنڈنگ فرام ہیڈ کوارٹر، اوور"۔۔۔۔
ایک اور آواز باکس میں سے برآمد ہوئی۔

"جانسن، ماراک میں ایس۔ بی کے ایجنٹس کو بریف کر
دو کہ ۱۴۳۔ برکلے ہال میں ایک آدمی کو سٹارک کا نام
دے دیں۔ سٹارک انجینئر ہے اور وہ یہاں پاکیشیا کے دارالحکومت
کے مضافات میں ایک قصبہ زاران کے قریب بننے والی
سیمنٹ فیکٹری میں انجینئر تھا اور قصبے کے قریب ہی ٹی۔ ایس
کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں رہائش پذیر تھا، سمجھ گئے ہو،
اوور"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"یس چیف، اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا
گیا۔

"ہدایات کو نوٹ کر لو، یہ انتہائی ضروری مسئلہ ہے، نوٹ
کر لو کہ یہ کوٹھی یعنی نمبر بارہ ٹی۔ ایس کالونی دارالحکومت
کے ایک کراکری کے دکاندار شیخ افضل کی ملکیت تھی اور
سٹارک نے اخبار میں اشتہار پڑھ کر اپنے سیکرٹری مارٹن کو
بھیج کر وہ کرایہ پر حاصل کی۔ کرایہ دو ہزار تھا اور سیکورٹی
ایک لاکھ روپے تھی۔ پھر سٹارک کو اچانک واپس ایکریمیا
جانا پڑا تو اس نے اس کالونی کے مالک ٹی۔ ایس کو رسید
دے کر اس سے سیکورٹی کی رقم واپس لی اور چند روز اس
کوٹھی میں رہا اور پھر ایکریمیا چلا گیا۔ اور اپنا پتہ ٹی۔ ایس
کو دے آیا، یہی پتہ ۱۴۳۔ برکلے روڈ ماراک والا، نوٹ کر لیں

اوور" ـــــ چیف نے کہا۔

"یس چیف، اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ شاید ان ساری باتوں کی تحقیقات کریں، انہیں ان ہدایات کے مطابق مکمل طور پر مطمئن کرنا ہے، اوور" ـــــ چیف نے کہا۔

"یس چیف ـ آپ بے فکر رہیں، اوور" ـــــ جانسن نے جواب دیا اور چیف نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس باکس کے بٹن آف کر دیئے۔

"اب مل گیا ثبوت" ـــــ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پکا ثبوت ہے یہ تو ـ اب کیا کرنا ہے، چلیں اسے گرفتار کرنے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے اس کے علاوہ اور ہم نے کیا کرنا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار کو سٹارٹ کرنے سے پہلے اس نے ڈیش بورڈ کے اندر سے ایک کلپ ہتھکڑی نکال کر جیب میں ڈال لی پھر کار دوبارہ تقی شاہ کی حویلی کے بند پھاٹک کی طرف لے جانے لگا۔ اس نے کار پھاٹک کے سامنے جا کر روک دی۔ اسی لمحے وہی باوردی ملازم پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر آ گیا۔ انہیں دوبارہ اپنے سامنے دیکھ کر اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"پھاٹک کھولو" ـــــ عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر تحکمانہ لہجے میں کہا تو ملازم ہونٹ بھینچتا ہوا واپس مڑا اور پھر کھڑکی سے اندر چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کھل گیا اور عمران کار دوبارہ پورچ کی طرف لے گیا۔ ابھی اس نے کار پورچ میں روکی ہی تھی کہ کسی طرف سے مینجر اکرم باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر بھی دربان کی طرح حیرت کے آثار تھے۔

"آپ دوبارہ واپس آ گئے ـــــ خیریت" ـــــ مینجر نے ان کے کار سے اترنے تک قریب آتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہم شاہ صاحب سے ایک سوال کرنا بھول گئے تھے اور وہ سوال ضروری تھا" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن اب شاہ صاحب دروازہ نہیں کھولیں گے۔ وہ ڈسٹرب کیا جانا پسند نہیں کرتے، آپ پھر کسی روز آ جائیں" مینجر اکرم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری مینجر ـ یہ سرکاری کام ہے اور اگر آپ نے اس میں رکاوٹ ڈالی تو سرکاری کام میں مداخلت کرنے پر آپ کو گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں مداخلت تو نہیں کر رہا جناب، ایک بات کر رہا ہوں

میری طرف سے آپ شاہ صاحب سے چوبیس گھنٹے انٹرویو
کرتے رہیں۔" ——— مینجر اکرم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" تو پھر چلیئے "——— عمران نے کہا اور مینجر اکرم کندھے
اُچکاتا ہوا مڑا اور ایک بار پھر وہ انہیں اس راہداری میں لے
آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس بند دروازے کے سامنے موجود
تھے۔

" شاہ صاحب ایک اور ضروری سوال آپ سے کرنا ہے
امید ہے آپ ایک بار پھر تعاون کریں گے "——— عمران
نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔ چند
لمحوں بعد دروازہ کھلا لیکن اس بار اس بوڑھے کے چہرے
پر شدید غصے کے آثار نمایاں تھے لیکن اس بار عمران اسے
دھکیلتا ہوا تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔ صفدر بھی اس کے
پیچھے ہی اندر گیا تھا پھر اس سے پہلے کہ نقلی شاہ کچھ سمجھتا، عمران
نے بجلی کی سی تیزی سے اسے اٹھا کر منہ کے بل بیڈ پر پٹخا اور
ایک لمحے میں اس نے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے کلپ
ہتھکڑی لگا دی۔ مینجر اکرم حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ
سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا لیکن صفدر نے ریوالور نکال کر اس
کے پہلو سے لگا دیا تھا اس لئے وہ باوجود شدید حیرت کے
خاموش کھڑا تھا۔ شاہ صاحب کے حلق سے کوئی آواز نہ نکلی
تھی لیکن ان کا جسم بستر پر بری طرح پھڑک رہا تھا۔ عمران
نے کلپ ہتھکڑی لگانے کے بعد ان کے جسم کو دونوں ہاتھوں

سے اٹھایا اور کرسی پر پٹخ دیا۔ شاہ کا چہرہ غصے اور پریشانی
کی شدت سے بری طرح مسخ ہو رہا تھا۔ وہ تیز تیز سانس لے
رہا تھا۔

" یہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں جناب، شاہ صاحب انتہائی
معزز آدمی ہیں "——— مینجر اکرم نے پہلی بار زبان کھولتے
ہوئے کہا۔

" خاموش رہو ——— یہ نقلی شاہ نہیں ہے بلکہ بین الاقوامی
سیکرٹ ایجنسی کا چیف گراہم ہے۔ صفدر تم اب کمرے میں
سے لانگ رینج کا ٹرانسمیٹر تلاش کرو "——— عمران نے
تیز لہجے میں صفدر سے کہا اور خود اس نے جا کر اس کرسی
کی سیٹ کے نچلے حصے میں ہاتھ ڈال کر ڈکٹا فون جو کہ سیٹ
کے ساتھ چپکا ہوا تھا واپس نکالا اور پھر اس ڈکٹا فون کو
اس نے شاہ کے سامنے نچاتے ہوئے کہا۔

" مسٹر گراہم، مجھے حیرت ہے کہ کس احمق نے تمہیں سیکرٹ
ایجنسی کا چیف بنا دیا ہے تمہیں اس ڈکٹا فون کی موجودگی کا
بھی علم نہیں ہو سکا "——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا
لیکن شاہ خاموش رہا۔ وہ مسلسل سر جھٹکتا رہا جیسے اپنے غصے
کو کنٹرول کر رہا ہو۔ چند لمحوں بعد ہی ایک ملحقہ کمرے سے ایک
جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھائے صفدر واپس آگیا۔
اس کے چہرے پر کامیابی کے آثار نمایاں تھے۔

" دیکھا مسٹر گراہم، تم سمجھتے تھے کہ نقلی شاہ کے روپ میں

گونگا بن کر رہنے سے تم ہماری نظروں سے چھپ جاؤ گے۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کے چہرے پر واقعی مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ ظاہر ہے گریٹ لینڈ کی انتہائی طاقتور ایجنسی ایس۔ بی کے چیف کی گرفتاری کوئی کم کارنامہ نہ تھا۔

"جناب میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا، آخر آپ یہ سب کیا کہہ رہے ہیں۔" ـــــ منیجر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سنو منیجر، ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے، اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم خاموش رہو ورنہ تم بھی اس چکر میں ملوث ہو سکتے ہو۔" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"سس سس سیکرٹ سروس، اوہ گاڈ۔" ـــــ منیجر اکرم نے بے اختیار بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو صفدر اسے لے چلو، میں دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں بولتا۔" ـــــ عمران نے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھے ہوئے گراہم کا بازو پکڑا اور ایک جھٹکے سے اُسے کھڑا کر دیا پھر وہ اسے ساتھ لئے باہر پورچ میں آئے اور صفدر نے گراہم کو عقبی سیٹ پر بٹھایا اور خود ریوالور لے کر ساتھ بیٹھ گیا۔

"بج جناب۔" ـــــ منیجر اکرم نے ہکلاتے ہوئے

کچھ کہنا چاہا تھا کہ عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

"فکر مت کرو ـــ حکومت کی طرف سے تمہیں اس کی گرفتاری کی رسید مل جائے گی۔" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے تیزی سے پھاٹک کی طرف لے گیا۔ گراہم اب بڑے ڈھیلے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بجھی ہوئی تھیں۔ عمران نے حویلی سے نکل کر کار کالونی کی بیرونی سڑک پر ڈالی اور پھر وہ مسلسل کار دوڑاتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ لیکن ایک چوک سے جب اس نے کار دانش منزل کی طرف جانے والی سڑک پر موڑنے کی بجائے دوسری طرف موڑ لی تو عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا صفدر چونک پڑا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں عمران صاحب۔" ـــــ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ہسپتال۔" ـــــ عمران نے مختصر سا جواب دیا اور صفدر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران گراہم کے مسلسل نہ بولنے کی وجہ سے اس پر ہسپتال لے جا کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اس کا یہ ڈھونگ اس کے لئے بیکار ہو چکا ہے۔

تھوڑی ہی دیر بعد کار سپیشل ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں جا کر رک گئی۔

"اسے لے آؤ۔" ـــــ عمران نے دروازہ کھول کر کار

سے نیچے اترتے ہوئے مڑ کر صفدر سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صدیقی کے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ عمران صاحب آپ"۔۔۔۔ اسی لمحے ایک راہداری سے نکل کر دفتر کی طرف بڑھتے ہوئے ڈاکٹر صدیقی نے عمران کو دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"ڈاکٹر صاحب، ایک مشہور سیکرٹ ایجنٹ صاحب اپنے آپ کو گونگا بنائے ہوئے ہیں، انہیں بولنے پر مجبور کرنا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گونگا بنائے ہوئے ہیں۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے چونک کر کہا۔ اسی لمحے صفدر گراہم کا بازو پکڑے وہاں پہنچ گیا۔

"ارے لقی شاہ صاحب۔ آپ اور یہاں"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں گراہم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ لقی شاہ صاحب نہیں ہیں بلکہ ان کے روپ میں گریٹ لینڈ کی ایک سیکرٹ ایجنسی ایس۔ بی کے چیف گراہم ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گراہم۔ عمران صاحب آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ شاہ صاحب ہیں، میرے سسر، میں انہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ ان کے گلے میں کینسر ہے۔ میں عنقریب آپریشن کے

لئے انہیں گریٹ لینڈ بھجوانا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں وہاں کے ایک ہسپتال میں بکنگ بھی کرالی تھی لیکن پھر وہ ڈاکٹر جنہوں نے ان کا آپریشن کرنا تھا وہ ایک کانفرنس کی وجہ سے ایکریمیا چلے گئے اس لئے بات آگے چلی گئی۔ اب ان کی واپسی پر انہیں بھجواؤں گا"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا تو عمران کے چہرے پر قدرے حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"آپ ان کا گلا تو چیک کریں"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ اس طرح واقعی آپ کی تسلی ہو جائے گی۔ ادھر لے آئیے انہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ایک طرف کو مڑ گیا۔ عمران اور صفدر بھی گراہم کو ساتھ لئے اس کے پیچھے چل پڑے۔ ڈاکٹر صدیقی نے جس اعتماد بھرے انداز میں یہ ساری باتیں کی تھیں اس سے واقعی عمران کا ذہن بھی چکرا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے چیکنگ روم میں پہنچ گئے گراہم کو ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ ڈاکٹر صدیقی نے وہیں ایک طرف پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں، آپ یہاں چیکنگ روم میں آجائیے، جلدی"۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔

"میں نے گلے کے سپیشلسٹ ڈاکٹر شمس کو بلوایا ہے، شاہ صاحب بھی ان کے زیر علاج رہے ہیں۔ وہ زیادہ اچھی طرح چیک کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے کرسی پر خاموش بیٹھے ہوئے شاہ صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر شمس کمرے میں داخل ہوئے، عمران انہیں اچھی طرح جانتا تھا۔

"اوہ عمران صاحب۔ آپ اور یہاں۔ خیریت"۔۔۔ ڈاکٹر شمس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ شاہ صاحب کا گلا چیک کیجیے"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے ڈاکٹر شمس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گلا چیک کروں۔ کیا مطلب ڈاکٹر صاحب"۔۔۔ ڈاکٹر شمس نے کرسی پر بیٹھے ہوئے گراہم کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں ڈاکٹر صدیقی سے کہا۔

"عمران صاحب کو شک ہے کہ شاہ صاحب کے میک اپ میں کوئی غیر ملکی مجرم ہے"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ مگر۔ اچھا میں چیک کرتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر شمس نے کہا اور اس کے بعد انہوں نے باقاعدہ مشینوں کی مدد سے چیکنگ شروع کر دی۔ عمران خاموش کھڑا ان مشینوں

پر آنے والا رزلٹ دیکھ رہا تھا اور چند لمحوں بعد ہی اس کے چہرے پر گہرے افسوس کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب۔ واقعی زندگی میں مجھ سے پہلی بار اتنی بڑی حماقت سرزد ہوئی ہے۔ یہ واقعی شاہ صاحب ہیں۔ میں اپنے ان بزرگ سے اس تکلیف کی معافی چاہتا ہوں"۔ عمران نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر شمس نے مشینیں آف کرنی شروع کر دیں۔ شاہ صاحب کرسی سے اٹھے تو صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر ان کی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑی کھول دی۔

"مجھے حیرت ہے عمران صاحب، آپ جیسے شخص سے اتنی بڑی غلطی کیسے ہو گئی"۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کچھ واقعات ہی ایسے ہوئے ہیں کہ میرا ذہن ابھی تک یہ تسلیم نہیں کر رہا کہ یہ شاہ صاحب ہیں لیکن بہرحال آدمی کامیاب ترین میک اپ تو کر سکتا ہے، اداکاری بھی کر سکتا ہے لیکن اپنے گلے میں کینسر تو پیدا نہیں کر سکتا۔ میں ایک بار پھر آپ سے اور شاہ صاحب سے معافی کا خواستگار ہوں۔ لیکن اگر شاہ صاحب مجھ سے تعاون کریں اور میرے چند سوالات کا جواب دے دیں تو شاید ہم اس مجرم کو اب بھی گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائیں"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"شاہ صاحب ـــــ یہ علی عمران صاحب ہیں۔ انتہائی محب الوطن آدمی ہیں۔ یہ سب کچھ کسی خاص غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ پلیز ان سے ضرور تعاون کریں"۔ ـــــ ڈاکٹر صدیقی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر کہا اور شاہ صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ سب ڈاکٹر صدیقی کے کمرے میں پہنچ گئے اور ڈاکٹر صدیقی نے جلدی سے ایک سادہ پیڈ اور قلم شاہ صاحب کے سامنے رکھ دیا۔

"شاہ صاحب ـــ آپ یہ بتائیے کہ آپ کے کمرے میں لانگ رینج ٹرانسمیٹر کیسے پہنچ گیا اور اس لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے باقاعدہ کال بھی کی گئی تھی جو میں نے آپ کے کمرے میں موجود ڈکٹا فون سے باقاعدہ کوٹھی سے باہر سنی بھی تھی۔ صفدر بھی میرے ساتھ تھا۔ اس نے بھی یہ کال سنی ہے"۔ ـــــ عمران نے شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر کہا اور شاہ صاحب نے جلدی جلدی کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ یہ ٹرانسمیٹر میرے پچھلے کمرے میں کہاں سے آگیا ہے لیکن میرے کمرے سے کوئی کال نہیں ہوئی۔ میں تو بول بھی نہیں سکتا"۔ ـــــ شاہ صاحب نے کاغذ پر جواب لکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بتائیے کہ پہلی بار ہمارے جانے کے بعد آپ اس کمرے سے نکل کر کہیں گئے تھے یا کوئی آپ کے کمرے میں آیا تھا"۔

عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا لیکن شاہ صاحب نے انکار میں سر ہلا دیا اور عمران کے ہونٹ زیادہ سختی سے بھنچ گئے۔

"سٹارک کا جو پتہ آپ نے مجھے لکھ کر دیا تھا کیا واقعی سٹارک نے یہی پتہ بتایا تھا"۔ ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا اور شاہ صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سٹارک کو آپ پہلے سے جانتے تھے"۔ ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہ منیجر اکرم کے ساتھ آیا تھا اور منیجر اکرم نے ہی اس بات پر اصرار کیا تھا کہ میں اسے ایک لاکھ روپیہ دے دوں"۔ ـــــ شاہ صاحب نے جواب لکھتے ہوئے بتایا۔

"کیا سٹارک اکیلا آیا تھا، میرا مطلب ہے اس کے ساتھ کوئی اور غیر ملکی بھی تھا یا نہیں"۔ ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ہاں اس کے ساتھ اس کا سیکرٹری مارٹن بھی تھا"۔ شاہ صاحب نے لکھ کر بتایا۔

"اب آپ ذرا اچھی طرح سوچ کر جواب لکھیے گا۔ کیا یہ مارٹن قد و قامت میں آپ سے ملتا جلتا تھا"۔ ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں مارٹن بالکل میرے جیسا ہی تھا اور وہ سٹارک منیجر اکرم جیسا تھا"۔ ـــــ شاہ صاحب نے لکھا اور عمران

ان کا یہ جواب پڑھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ شاہ صاحب کی کوٹھی کا فون نمبر کیا ہے، ذرا جلدی بتائیے" ۔۔۔۔ عمران نے بے چین لہجے میں کہا اور اس بار ساتھ بیٹھے ہوئے ڈاکٹر صدیقی نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ساتھ پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے ڈاکٹر صدیقی کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب" ۔۔۔۔ ایک مؤدبانہ سی آواز ابھری۔

"شاہ صاحب کی حویلی سے بول رہے ہو" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب ۔۔ میں ان کا ملازم ہوں جناب" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"منیجر اکرم صاحب سے بات کراؤ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"منیجر صاحب کہیں گئے ہوئے ہیں جناب" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ملازم نے کہا۔

"کس وقت گئے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جی کافی دیر ہو گئی ہے" ۔۔۔۔ ملازم نے جواب دیا۔

"کس پر گئے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی کار پر گئے ہیں" ۔۔۔۔ ملازم نے جواب دیا۔

"اسی سیاہ رنگ کی کار پر جو حویلی میں کھڑی تھی" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔ وہ اسی کار پر آتے جاتے ہیں" ۔۔۔۔ ملازم نے جواب دیا اور عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سر علی عمران بول رہا ہوں۔ ایس۔ بی کا چیف گراہم جو ایک مقامی آدمی کے میک اپ میں ہے۔ ایک سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی ٹیوٹا کار نمبر ایس۔ بی۔ ایس تھری ون تھری زیرو ون میں زاران قصبے کے قریب سے نکلا ہے۔ آپ تمام ممبرز کو کال کر کے اس کار اور گراہم کی تلاش میں لگا دیں۔ کار کے ذریعے آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ صفدر میرے پاس ہے۔ ہم ایئر پورٹ جا رہے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"شاہ صاحب کو آپ اپنے پاس رکھیں ڈاکٹر صدیقی، پہلے ہم اس مجرم کو ٹریس کر لیں پھر انہیں ہم خود ہی پہنچا دیں گے" ۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو عمران، میں خود پہنچا دوں گا۔ تم اس مجرم کے پیچھے جاؤ" ۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا۔ صفدر بھی اٹھ کر اس کے پیچھے ہی باہر آ گیا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"کچھ پتہ چلا گراہم کا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وہ کس طرح۔۔کار تو کہیں بھی دستیاب نہیں ہوئی ابھی تک ممبر اسے تلاش کر رہے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کار ائیر پورٹ کی پارکنگ میں موجود ہے۔ میں اور صفدر وہاں پہنچے تو کار پارکنگ میں دیکھ کر میں یہی سمجھا کہ وہ ابھی ائیر پورٹ پر ہی ہو گا لیکن وہاں میں نے مکمل چیکنگ کر ڈالی نہ ہی اس دوران کوئی فلائٹ گئی تھی اور نہ ہی بعد میں جانے

والی کسی فلائٹ پر گراہم یا کوئی اور مشکوک آدمی گیا۔ اس پر میرے ذہن میں ایک اور بات آئی تو میں صفدر کو وہیں چھوڑ کر اس پرائیویٹ ائیر پورٹ پر پہنچا جہاں سے طیارے مختلف ملکوں کو چارٹرڈ کیے جاتے ہیں۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ کافی دیر پہلے ایک شخص گراہم ایک جیٹ طیارہ چارٹر کرا کر کافرستان گیا ہے۔ ریکارڈ سے معلوم ہوا کہ اس کے پاس کاغذات گراہم بیل کے ہی تھے۔ پاسپورٹ گریٹ لینڈ کا تھا اور پاسپورٹ کے مطابق وہ سیاح تھا لیکن وہ گریٹ لینڈ جانے کی بجائے کافرستان گیا ہے اور ظاہر ہے جب تک میں نے اسے ٹریس کیا وہ کافرستان میں اتر بھی چکا تھا۔ ویسے میں نے فون پر کنفرم بھی کر لیا۔ جیٹ جہاز کو وہاں پہنچے دس منٹ گزر چکے تھے اور گراہم کاغذات کلیر کرا کر جا چکا تھا۔ چنانچہ میں نے وہیں سے فون کر کے صفدر کو واپسی کا کہہ دیا اور خود یہاں آ گیا۔ تم بھی ممبرز کو کال کر کے انہیں واپسی کا کہہ دو۔"

"لیکن وہ آپ کے ہاتھوں سے نکل کیسے گیا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس چوٹ ہو گئی آخر میں بھی انسان ہوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے تفصیل تو بتائیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ تو آپ شاہ صاحب کو گراہم سمجھتے رہے۔ ویسے

تمام شہادتیں بھی اس کے خلاف ہی تھیں۔ آپ کا سمجھنا
بھی حق بجانب تھا" ـــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"دراصل دو پوائنٹ ایسے تھے جن کی وجہ سے میں چوٹ
کھا گیا۔ میں سمجھا کہ گراہم اکیلا رہتا ہو گا۔ اس لئے جب شیخ
افضل نے اس کے سیکرٹری مارٹن کے بارے میں بتایا تو
میں یہی سمجھا کہ مارٹن کے روپ میں وہی گراہم بیل ہی ہو گا۔
اس لئے جب میں شاہ صاحب کی حویلی میں پہنچا تو منیجر اکرم
کا قدوقامت مارٹن سے مختلف تھا۔ پھر جب میں نے شاہ
صاحب کو دیکھا تو ان کا قدوقامت بالکل مارٹن سے ملتا تھا۔
پھر شاہ صاحب کا اچانک گلا بند ہو جانا یہ سب شہادتیں بتا
رہی تھیں کہ شاہ صاحب کے روپ میں گراہم ہے۔ وہ مقامی
زبان نہ جانتا ہو گا اس لئے اسے گونگا بننا پڑا۔ اس کے باوجود
میں نے مکمل یقین کے لئے کرسی کے نیچے ڈکٹا فون لگا دیا۔
پھر اس چیف سے کال کیا۔ اس وقت بھی اس نے اسی پتے
کے متعلق ہدایات دیں جو پتہ شاہ صاحب نے مجھے لکھ کر دیا
تھا حالانکہ اس وقت اکرم وہاں موجود نہ تھا پھر ان کے
کمرے سے ملحقہ کمرے سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی
دستیاب ہو گیا جو شاید اس گراہم نے پہلے ہی وہاں چھپا
رکھا تھا اس طرح شاہ صاحب پر یقین مکمل ہو گیا کہ وہی
گراہم ہے اور میں اسے لے آیا لیکن شاہ صاحب ان سب

باتوں کے باوجود جب نہ بولے تو مجھے شک پڑا کیونکہ کوئی
بھی آدمی اس قدر واضح حالات کے باوجود اداکاری کو قائم
نہیں رکھ سکتا اس لئے میں انہیں یہاں لانے کی بجائے
ہسپتال لے گیا لیکن وہاں جا کر بازی الٹ گئی۔ پھر شاہ صاحب
نے جب بتایا کہ گراہم جو سٹارک کے نام سے شیخ افضل والی
کوٹھی میں رہتا تھا منیجر اکرم کے ساتھ آیا اور اس کے ساتھ
اس کا سیکرٹری مارٹن بھی تھا تو میں چونکا اور پھر یہ بات اس
وقت مکمل طور پر واضح ہو گئی جب شاہ صاحب نے بتایا کہ
مارٹن کا قدوقامت ان جیسا تھا جبکہ سٹارک کا قدوقامت
منیجر اکرم جیسا تھا لیکن چونکہ میں اس کے سامنے ڈکٹا فون
کرسی کے نیچے سے نکال کر شاہ صاحب کو دکھا چکا تھا اس
لئے وہ سمجھ گیا کہ اس کی کال جو اس نے کسی اور کمرے سے کی
ہو گی اس طاقتور ڈکٹا فون کے ذریعے ہم نے کیچ کر لی ہے اس
لئے اس نے فرار ہو جانے میں ہی عافیت سمجھی' اسے چونکہ
معلوم تھا کہ ہم کار کو دیکھ چکے ہیں اس لئے اس نے کار تو
ائیر پورٹ کی پارکنگ میں روکی اور خود وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر
پرائیویٹ ائیر پورٹ پر گیا اور وہاں سے اس نے جیٹ طیارہ
چارٹر کیا اور کافرستان چلا گیا۔ ظاہر ہے طیارے کو پاکیشیا سے
گریٹ لینڈ پہنچنے میں وقت لگتا اور اگر ہم اسے چیک کر لیتے
تو ہمارے ایجنٹ گریٹ لینڈ میں اس کے استقبال کے لئے
موجود ہوتے اس لئے وہ گریٹ لینڈ جانے کی بجائے کافرستان

چلا گیا۔ اب وہاں سے اطمینان سے گریٹ لینڈ نکل جائے گا۔"
عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اس کی قسمت اچھی تھی کہ وہ یوں نکل جانے میں کامیاب ہو گیا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں مجھے اعتراف ہے کہ اس میں واقعی ایسی صلاحیتیں تھیں کہ وہ مجھے شکست دینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس نے منیجر اکرم کی جس طرح کامیاب اداکاری کی اور بالکل مقامی لہجے میں گفتگو کی وہ اس کے اندر موجود صلاحیتوں کا ثبوت ہے حالانکہ منیجر اکرم سے کافی دیر گفتگو ہوتی رہی۔ وہ میرے بالکل قریب رہا لیکن نہ ہی مجھے اس کے میک اپ پر شک ہوا اور نہ ہی اس کی گفتگو پر۔ یہ بات حقیقت ہے کہ گراہم مجھے اپنی ذہانت اور صلاحیتوں کی بنا پر ہی شکست دے کر نکل جانے میں کامیاب ہوا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کھلے دل سے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب اسے شکست نہیں کہا جا سکتا۔ ایس۔ پی کا پورا گروپ ختم ہو گیا ہے۔ وہ اپنے مشن میں دو بار ناکام رہے ہیں۔ اگر چیف ایک غلط فہمی کی وجہ سے نکل گیا ہے تو میں اسے شکست تسلیم نہیں کرتا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ تم بھی سیکرٹ سروس کے چیف ہو اور وہ بھی ایک سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے۔ تم دونوں میں پیشہ ورانہ

رقابت تو بہرحال موجود ہی ہے۔ تم اس کے مقابلے میں کیسے شکست تسلیم کر سکتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ کو یہ بھی پتہ ہوگا کہ چیف ایکسٹو کے سامنے اعتراف شکست کے کیا معنی ہوتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بالکل جانتا ہوں۔۔۔ لیکن چیف کے سامنے شکست تو تسلیم کرنی ہی پڑتی ہے ورنہ ہمارے چیف کی چیفنس خطرے میں پڑ جاتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے ذومعنی جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو اس کے خوبصورت جواب پر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا اب آپ یہ بتائیں کہ اس لیبارٹری کی مزید نگرانی کرائی جائے یا نہیں۔ ہو سکتا ہے یہ گراہم پھر ٹیم لے کر آ جائے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ کوشش تو ضرور کرے گا اور ہم اب مستقل طور پر تو لیبارٹری کی نگرانی بھی نہیں کر سکتے اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم ایس۔ پی کے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی شروع کر دیں تاکہ ہمیں ان کے کسی بھی اقدام کی پیشگی اطلاع مل سکے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا آپ اس گراہم کے پیچھے گریٹ لینڈ جائیں گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ گریٹ لینڈ میں ہمارے ایجنٹ یہ کام آسانی سے کر لیں گے" ۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن انہیں ایس۔ بی کے ہیڈ کوارٹر کا کیسے علم ہوگا۔ ایسی ایجنسیاں تو انتہائی خفیہ رہتی ہیں" ۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

اور عمران نے مسکراتے ہوئے کوٹ کی جیب میں سے وہی چھوٹا سا باکس نکالا جس سے اس نے حویلی سے باہر ڈکٹا فون کے ذریعے گراہم کی کال کیچ کی تھی۔

"اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کال کی تھی۔ یہ کال کیچ ڈبلیو تھری ہے۔ اس میں یہ سسٹم موجود ہے کہ یہ دونوں طرف کی فریکوئنسیز کی مائنس چیکنگ کر کے انہیں ریکارڈ کر لیتا ہے۔ گریٹ لینڈ کا مائنس فریکوئنسیز چارٹ لائبریری میں موجود ہے۔ اس کی مدد سے آسانی سے ان کے ہیڈ کوارٹر کی لوکیشن معلوم کی جا سکتی ہے۔ اس کے انچارج کا نام جانسن ہے جو اس کال میں سامنے آیا ہے۔ باقی کام ظاہر ہے ایکسٹو کے گریٹ لینڈی حشرات الارض کے لئے مشکل نہ رہے گا" ۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے چہرے پر یکلخت مسرت کے آثار ابھر آئے۔

"اوہ ویری گڈ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ گراہم نکل جانے کے باوجود آپ کے ہاتھوں سے پھر بھی نہیں نکل سکا" ۔۔۔۔

بلیک زیرو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر میں چیف کو اس طرح ہاتھوں سے نکال دوں تو پھر میرے چیک پر کون سائن کرے گا اور چیک پر سائن نہ ہوئے تو آغا سلیمان پاشا کا یہ بیچارہ اکلوتا حشرات الارض اوہ ساری حشرہ الارض کو بھوکے ہی مرنا پڑے گا' اس لئے مجبوری ہے، چیف کو ہاتھ میں رکھنا ہی پڑتا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کے قہقہے سے آپریشن روم گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور سسپنس سے بھرپور منفرد کہانی

ہیلی کاٹ

مصنف ــــ مظہر کلیم ایم اے

ہیلی کاٹ ــــ ایک ایسی دھات۔ جس کی خاطر ایکریمیا کی ایک خوفناک تنظیم نے اپ لینڈ میں گرینڈ آپریشن شروع کر دیا۔

ہیلی کاٹ ــــ جو اپ لینڈ میں سرے سے پائی ہی نہ جاتی تھی بلکہ اس کی کان پاکیشیا میں تھی۔ پھر ایکریمین ایجنٹ کیوں اپ لینڈ آئے ؟

ہیلی کاٹ ــــ جس کے حصول کیلئے عمران کو مجبوراً اپ لینڈ آنا پڑا ــــ کیوں ــــ ؟

ہیلی کاٹ ــــ جس کے حصول کے لئے ایکریمین ایجنٹوں نے ایسا جال پھیلایا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس کر سوائے بے بسی سے پھڑپھڑانے کے اور کچھ نہ کر سکے ۔ کیوں

توصیف اور آغا ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ۔ جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ــــ کیوں ــــ ؟

شہلا ــــ توصیف کی معصوم منگیتر جسے ایکریمین ایجنٹوں نے اغوا کر لیا مگر وہ شہلا جیسی معصوم لڑکی کے ہاتھوں بے بس ہو گئے ۔ کیا شہلا بھی سیکرٹ ایجنٹ تھی ــــ ؟

توصیف ۔ جو شہلا کو بچانے کیلئے دیوانہ وار ایکریمین ایجنٹوں کے خوفناک ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا مگر وہاں موجود موت کے پھندوں نے اسے جکڑ لیا۔ کیا وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا یا ــ ؟

توصیف ۔ جس نے عمران، آغا، صفدر اور کیپٹن شکیل کو اپنے ہاتھوں مہلک زہر کا انجکشن لگا دیا اور عمران اور اسکے ساتھی موت کی وادی میں دھکیل دیئے گئے ۔ کیا توصیف غدار ہو گیا تھا ۔ ؟

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

لائٹ ہاؤس

مصنف : مظہر کلیم ایم اے

- عمران کو چوری کے الزام میں پولیس نے اس کے فلیٹ سے گرفتار کر لیا ۔ اور عمران نے چوری کا اعتراف کر لیا ــــ کیا واقعی ــــ ؟
- پولیس تھانے میں جب عمران کو چور کی حیثیت سے تھانیدار کے سامنے پیش کیا گیا تو عمران نے فرار ہونے کی کوشش کی ــــ مگر کیا پولیس نے اسے فرار ہونے دیا ــــ ؟ ایسی عجیب و غریب سچوئشن کہ آپ کے قہقہے نہ رک سکیں گے ۔
- سر رحمان نے عمران کا زبردستی نکاح پڑھوا کر اسے فوری طور پر بیرون ملک بھیجنے کا بندوبست کر دیا ــــ کیا عمران ہمیشہ کے لئے پاکیشیا چھوڑنے پر تیار ہو گیا ؟
- ہمیشہ کیلئے پاکیشیا چھوڑنے سے پہلے جب عمران جولیا کے فلیٹ میں جمع سیکرٹ سروس کے ممبرز سے الوداعی ملاقات کرنے گیا تو کیا رد عمل ہوا ــــ ؟
- وہ لمحہ جب جولیا اکیلی خوفناک دلدل میں گردن تک دھنس گئی اور عمران اس دلدل تک پہنچنے کا راستہ ہی تلاش کرتا رہا ۔
- متروک اور قدیم لائٹ ہاؤسز کی فائل سے شروع ہو کر اسلحے کا کاروبار کرنے والی مجرم تنظیم بگ ہیڈ تک پہنچنے والی ایک ایسی کہانی جس میں بے پناہ ایکشن اور خوفناک سسپنس کے ساتھ ساتھ بھرپور قہقہوں کی بازگشت بھی موجود ہے ۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک دلچسپ ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

واٹر پاور

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- واٹر پاور۔ ایک ایسی تنظیم جسے دنیا بھر کے یہودیوں کی سرپرستی حاصل تھی۔
- واٹر پاور۔ جس نے سمندروں پر کنٹرول حاصل کر کے کئی عظیم مسلم ممالک کو سمندر میں غرق کرنے کا منصوبہ بنایا.......؟
- واٹر پاور۔ جو ان مسلم ممالک کے اربوں مسلمانوں کو ایک لمحے میں ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔
- واٹر پاور۔ جس کے اس خوفناک منصوبے کی بھنک عمران کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور پھر عمران تاریخ کے اس بھیانک ترین جرم کو روکنے کے لئے میدان میں کود پڑا۔
- یانگ۔ واٹر پاور کا نمائندہ جو پانی کا بادشاہ کہلاتا تھا عمران کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دیتا تھا مگر......؟
- مادام کومو۔ ایسی زہریلی ناگن جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ڈس لیا
- عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور واٹر پاور کے درمیان ایسی جان لیوا کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ جس کے ہر لمحے پر موت کا مکمل قبضہ تھا۔

انتہائی ہنگامہ خیز ایکشن۔ اور جان لیوا سسپنس سے بھرپور
ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں انتہائی منفرد مقام رکھتی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

واٹر پاور کے سلسلے کا ایک شاندار اور ہنگامہ خیز ناول

گریٹ بال

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- گریٹ بال۔ یہودیوں کا ایسا سنٹر جو اربوں مسلمانوں اور کئی عظیم مسلم ممالک کو تباہ کرنے کے لئے قائم ہوا۔
- گریٹ بال۔ سمندر کی تہہ میں موجود ایک جدید ترین سائنسی سنٹر جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
- سمندر کی تہہ میں موجود گوشت خور گھاس جس کا شکار بننے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو مجبور کر دیا گیا؟
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی آبدوز پر دنیا کا سب سے خوفناک میزائل فائر ہوا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اس آبدوز سمیت پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل ہو گئے.....؟

ایک ایسی کہانی جس کا انجام عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی حتمی موت کی صورت میں نمودار ہوا۔
کیا واقعی پاکیشیا کا عظیم فرزند علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت حسرت ناک انجام سے دوچار ہو گیا۔؟

ذہن کو منجمد کر دینے والے سسپنس اور موت اور زندگی کے درمیان جان لیوا جدوجہد سے بھرپور ایک ایسی کہانی جس کا انجام واقعی آپ کے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گا۔

ملنے کا پتہ۔ **یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

عمران سیریز میں واٹم پاور کے عظیم سلسلے کی ایکشن سے
بھرپور ایک منفرد کہانی

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

گریٹ وکٹری

• خوفناک ریڈ میزائل کا نشانہ بننے کے بعد عمران اور ان کے ساتھیوں پر کیا گزری۔

• عمران۔ جس کا پورا جسم ریڈ میزائل نے اس طرح جلا دیا کہ جیسے عمران کو آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں پھینک دیا گیا ہو۔ عمران کا کیا حشر ہوا۔

• گریٹ بال۔ یہودیوں کا دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف انتہائی خوفناک منصوبہ۔ اور جب یہودی اس خوفناک منصوبے کی تکمیل میں کامیاب ہو گئے تو۔۔۔۔۔؟

• وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک آبدوز میں اس طرح بند کر دیا گیا۔ کہ وہاں سے نکلنا عمران کے بس کا روگ بھی نہ رہا۔ ایسی بندش کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی ناکارہ ہو گئی اور

عین اسی لمحے صدیقی نے ایک تجویز پیش کر دی اور عمران نے صدیقی کو اٹھا کر بے اختیار رقص کرنا شروع کر دیا۔ صدیقی کی وہ حیرت انگیز تجویز کیا تھی۔ کیا وہ واقعی قابل عمل ثابت ہوئی۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟

وہ لمحہ جب گریٹ بال مکمل ہو گیا۔ لاکھوں اربوں مسلمان اور کئی مسلم ممالک خوفناک تباہی کی زد میں آگئے۔ پوری دنیا کے یہودی گریٹ وکٹری کا جشن منانے لگے۔ مگر عمران اپنے ساتھیوں سمیت بے حس و حرکت کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھتا رہا۔ کیوں آخر کیوں؟۔

• وہ لمحہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عمران کو یہودیوں کا ساتھی اور مسلمانوں کا غدار سمجھنے پر مجبور ہو گئی اور پھر ان کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ عمران کا کیا انجام ہوا۔؟

• ایک ایسی کہانی۔ جو آپ کو خوف اور حیرت کے عمیق سمندر میں دھکیل دے گی۔

• ایک ایسی کہانی کہ شاید آپ بھی عمران سے نفرت پر مجبور ہو جائیں۔ کیا واقعی عمران غدار تھا۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟

• گریٹ وکٹری:۔ آخر کس کا نصیب بنی۔ یہودیوں یا مسلمانوں کا۔۔۔۔۔؟

بے پناہ ایکشن۔ جاندار سسپنس اور بے مثال انسانی جدوجہد سے بھرپور۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس سے بھرپور ایک منفرد کہانی

ویل ڈن

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

ویل ڈن —— ایک ایسا لفظ جس کے حصول کیلئے عمران نے بے پناہ محنت کی مگر —؟

ویل ڈن —— سوپر فیاض کی زندگی کا سب سے انوکھا لفظ —؟

سوپر فیاض —— جس نے وزارت خارجہ سے ایک اہم ترین فائل چوری کر لی اور سوپر فیاض کو غدار قرار دے دیا گیا۔ کیا واقعی سوپر فیاض غدار تھا —؟

فائل —— جس کی برآمدگی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سر توڑ کوششیں کیں مگر —؟

فائل —— جس کی برآمدگی سے عمران جیسا شخص بھی مکمل طور پر بے بس ہو کر رہ گیا —— کیوں —؟

سوپر فیاض —— جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بڑھ کر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجرموں سے فائل برآمد کر لی —— مگر عین آخری لمحے فائل غائب ہو گئی۔

فائل ۔ جس کی برآمدگی کیلئے عمران اور سوپر فیاض کے درمیان صلاحیتوں کی حیرت انگیز دوڑ — ویل ڈن کا لفظ کس نے کہا اور کس کے حصے میں آیا —؟

انتہائی حیرت انگیز اور چونکا دینے والا انجام۔ بے پناہ سسپنس۔ انتہائی دلچسپ کہانی۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور سسپنس سے بھرپور منفرد کہانی

ہیلی کاٹ

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

ہیلی کاٹ ـــ ایک ایسی دھات۔ جس کی خاطر ایکریمیا کی ایک خوفناک تنظیم نے اپ لینڈ میں گرینڈ آپریشن شروع کر دیا۔

ہیلی کاٹ ـــ جو اپ لینڈ میں سرے سے پائی ہی نہ جاتی تھی بلکہ اس کی کان پاکیشیا میں تھی۔ پھر ایکریمین ایجنٹ کیوں اپ لینڈ آئے ؟

ہیلی کاٹ ـــ جس کے حصول کیلئے عمران کو مجبوراً اپ لینڈ آنا پڑا ـــ کیوں ـــ ؟

ہیلی کاٹ ـــ جس کے حصول کے لئے ایکریمین ایجنٹوں نے ایسا جال پھیلایا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس کر سوائے بے بسی سے پھڑپھڑانے کے اور کچھ نہ کر سکے کیوں

توصیف اور آغا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ۔ جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ـــ کیوں ـــ ؟

شہلا ـــ توصیف کی معصوم منگیتر جسے ایکریمین ایجنٹوں نے اغوا کر لیا مگر وہ شہلا جیسی معصوم لڑکی کے ہاتھوں بے بس ہو گئے۔ کیا شہلا بھی سیکرٹ ایجنٹ تھی ـــ ؟

توصیف۔ جو شہلا کو بچانے کیلئے دیوانہ وار ایکریمین ایجنٹوں کے خوفناک ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا مگر وہاں موجود موت کے پھندوں نے اسے جکڑ لیا۔ کیا وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا یا ـــ ؟

توصیف۔ جس نے عمران، آغا، صفدر اور کیپٹن شکیل کو اپنے ہاتھوں مہلک زہر کا انجکشن لگا دیا اور عمران اور اسکے ساتھی موت کی وادی میں دھکیل دیئے گئے۔ کیا توصیف غدار ہو گیا تھا۔ ؟

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

لائٹ ہاؤس

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- عمران کو چوری کے الزام میں پولیس نے اس کے فلیٹ سے گرفتار کر لیا۔ اور عمران نے چوری کا اعتراف کر لیا ـــ کیا واقعی ـــ ؟
- پولیس تھانے میں جب عمران کو چور کی حیثیت سے تھانیدار کے سامنے پیش کیا گیا تو عمران نے فرار ہونے کی کوشش کی ـــ مگر کیا پولیس نے اُسے فرار ہونے دیا ـــ ؟ ایسی عجیب و غریب سچوایشن کہ آپ کے قہقہے نہ رک سکیں گے۔
- سر رحمان نے عمران کا زبردستی نکاح پڑھوا کر اسے فوری طور پر بیرون ملک بھیجنے کا بندوبست کر دیا ـــ کیا عمران ہمیشہ کے لئے پاکیشیا چھوڑنے پر تیار ہو گیا؟
- ہمیشہ کیلئے پاکیشیا چھوڑنے سے پہلے جب عمران جولیا کے فلیٹ میں جمع سیکرٹ سروس کے ممبرز سے الوداعی ملاقات کرنے گیا تو کیا ردعمل ہوا ـــ ؟
- وہ لمحہ جب جولیا اکیلی خوفناک دلدل میں گردن تک دھنس گئی اور عمران اس دلدل تک پہنچنے کا راستہ ہی تلاش کرتا رہا۔
- متروک اور قدیم لائٹ ہاؤس کی فائل سے شروع ہو کر اسلحے کا کاروبار کرنے والی مجرم تنظیم بگ ہیڈ تک پہنچنے والی ایک ایسی کہانی جس میں بے پناہ ایکشن اور خوفناک سسپنس کے ساتھ ساتھ بھرپور قہقہوں کی بازگشت بھی موجود ہے۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک دلچسپ ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

واٹر پاور

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- واٹر پاور۔ ایک ایسی تنظیم جسے دنیا بھر کے یہودیوں کی سرپرستی حاصل تھی۔
- واٹر پاور۔ جس نے سمندروں پر کنٹرول حاصل کر کے کئی عظیم مسلم ممالک کو سمندر میں غرق کرنے کا منصوبہ بنایا......؟
- واٹر پاور۔ جو ان مسلم ممالک کے اربوں مسلمانوں کو ایک لمحے میں ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔
- واٹر پاور۔ جس کے اس خوفناک منصوبے کی بھنک عمران کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور پھر عمران تاریخ کے اس بھیانک ترین جرم کو روکنے کے لئے میدان میں کود پڑا۔
- یانگ۔ واٹر پاور کا نمائندہ جو پانی کا بادشاہ کہلاتا تھا عمران کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دیتا تھا مگر......؟
- مادام کومو۔ ایسی زہریلی ناگن جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ڈس لیا
- عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور واٹر پاور کے درمیان ایسی جان لیوا کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ جس کے ہر لمحے پر موت کا مکمل قبضہ تھا۔

انتہائی ہنگامہ خیز ایکشن۔ اور جان لیوا سسپنس سے بھرپور
ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں انتہائی منفرد مقام رکھتی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

واٹر پاور کے سلسلے کا ایک شاندار اور ہنگامہ خیز ناول

گریٹ بال

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- گریٹ بال۔ یہودیوں کا ایسا سنٹر جو اربوں مسلمانوں اور کئی عظیم مسلم ممالک کو تباہ کرنے کے لئے قائم ہوا۔
- گریٹ بال۔ سمندر کی تہہ میں موجود ایک جدید ترین سائنسی سنٹر جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
- سمندر کی تہہ میں موجود گوشت خور گھاس جس کا شکار بننے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو مجبور کر دیا گیا؟
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی آبدوز پر دنیا کا سب سے خوفناک میزائل فائر ہوا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اس آبدوز سمیت پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل ہو گئے....؟

ایک ایسی کہانی جس کا انجام عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی حتمی موت کی صورت میں نمودار ہوا۔
کیا واقعی پاکیشیا کا عظیم فرزند علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت حسرت ناک انجام سے دوچار ہو گیا۔؟

ذہن کو منجمد کر دینے والے سسپنس اور موت اور زندگی کے درمیان جان لیوا جدوجہد سے بھرپور ایک ایسی کہانی جس کا انجام واقعی آپ کے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گا۔

ملنے کا پتہ۔ **یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

عمران سیریز میں واٹر پاور کے عظیم سلسلے کی ایکشن سے بھرپور ایک منفرد کہانی

مصنف

مظہر کلیم ایم۔اے

گریٹ وکٹری

- خوف ناک ریڈ میزائل کا نشانہ بننے کے بعد عمران اور ان کے ساتھیوں پر کیا گزری۔
- عمران۔جس کا پورا جسم ریڈ میزائل نے اس طرح جلا دیا کہ جیسے عمران کو آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں پھینک دیا گیا ہو۔عمران کا کیا حشر ہوا۔
- گریٹ بال۔یہودیوں کا دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف انتہائی خوف ناک منصوبہ۔اور جب یہودی اس خوف ناک منصوبے کی تکمیل میں کامیاب ہوگئے تو......؟
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک آبدوز میں اس طرح بند کر دیا گیا۔کہ وہاں سے نکلنا عمران کے بس کا روگ بھی نہ رہا۔ایسی بندش کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی ناکارہ ہوگئی اور

عین اسی لمحے صدیقی نے ایک تجویز پیش کر دی اور عمران نے صدیقی کو اٹھا کر بے اختیار رقص کرنا شروع کر دیا۔صدیقی کی وہ حیرت انگیز تجویز کیا تھی۔کیا وہ واقعی قابل عمل ثابت ہوئی.....یا.....؟
وہ لمحہ جب گریٹ بال مکمل ہو گیا۔لاکھوں اربوں مسلمان اور کئی مسلم ممالک خوف ناک تباہی کی زد میں آگئے۔پوری دنیا کے یہودی گریٹ وکٹری کا جشن منانے لگے۔مگر عمران اپنے ساتھیوں سمیت بے حس و حرکت کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھتا رہا۔کیوں آخر کیوں؟۔

- وہ لمحہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عمران کو یہودیوں کا ساتھی اور مسلمانوں کا غدار سمجھنے پر مجبور ہو گئی اور پھر ان کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔عمران کا کیا انجام ہوا۔؟
- ایک ایسی کہانی۔جو آپ کو خوف اور حیرت کے عمیق سمندر میں دھکیل دے گی۔
- ایک ایسی کہانی کہ شاید آپ بھی عمران سے نفرت پر مجبور ہو جائیں۔کیا واقعی عمران غدار تھا.....یا.....؟
- گریٹ وکٹری:۔آخر کس کا نصیب بنی۔یہودیوں یا مسلمانوں کا.....؟

بے پناہ ایکشن۔جان لیوا سسپنس اور بے مثال انسانی جدوجہد سے بھرپور۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس سے بھرپور ایک منفرد کہانی

ویل ڈن

مصنف ___ مظہر کلیم ایم اے

ویل ڈن ___ ایک ایسا لفظ جس کے حصول کیلئے عمران نے بے پناہ محنت کی مگر ___؟

ویل ڈن ___ سوپر فیاض کی زندگی کا سب سے انوکھا لفظ ___؟

سوپر فیاض ___ جس نے وزارت خارجہ سے ایک اہم ترین فائل چوری کرلی اور سوپر فیاض کو غدار قرار دے دیا گیا۔ کیا واقعی سوپر فیاض غدار تھا ___؟

فائل ___ جس کی برآمدگی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سرتوڑ کوششیں کیں مگر ___؟

فائل ___ جس کی برآمدگی سے عمران جیسا شخص بھی مکمل طور پر بے بس ہو کر رہ گیا ___ کیوں ___؟

سوپر فیاض ___ جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بڑھ کر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجرموں سے فائل برآمد کرلی ___ مگر عین آخری لمحے فائل غائب ہو گئی۔

فائل ۔ جس کی برآمدگی کیلئے عمران اور سوپر فیاض کے درمیان صلاحیتوں کی حیرت انگیز دوڑ ___ ویل ڈن کا لفظ کس نے کہا اور کس کے حصے میں آیا ___؟

انتہائی حیرت انگیز اور چونکا دینے والا انجام۔ بے پناہ سسپنس۔ انتہائی دلچسپ کہانی۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور سسپنس سے بھرپور منفرد کہانی

ہیلی کاٹ

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

ہیلی کاٹ —— ایک ایسی دھات۔ جس کی خاطر ایکریمیا کی ایک خوفناک تنظیم نے اپ لینڈ میں گرینڈ آپریشن شروع کر دیا۔

ہیلی کاٹ —— جو اپ لینڈ میں سرے سے پائی ہی نہ جاتی تھی بلکہ اس کی کان پاکیشیا میں تھی۔ پھر ایکریمین ایجنٹ کیوں اپ لینڈ آئے ؟

ہیلی کاٹ —— جس کے حصول کیلئے عمران کو مجبوراً اپ لینڈ آنا پڑا —— کیوں —— ؟

ہیلی کاٹ —— جس کے حصول کے لئے ایکریمین ایجنٹوں نے ایسا جال پھیلایا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس کر سوائے بے بسی سے پھڑپھڑانے کے اور کچھ نہ کر سکے۔ کیوں

توصیف اور آغا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ۔ جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا —— کیوں —— ؟

شہلا —— توصیف کی معصوم منگیتر جسے ایکریمین ایجنٹوں نے اغوا کر لیا مگر وہ شہلا جیسی معصوم لڑکی کے ہاتھوں بے بس ہو گئے۔ کیا شہلا بھی سیکرٹ ایجنٹ تھی —— ؟

توصیف۔ جو شہلا کو بچانے کیلئے دیوانہ وار ایکریمین ایجنٹوں کے خوفناک ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا مگر وہاں موجود موت کے پھندوں نے اسے جکڑ لیا۔ کیا وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا یا —— ؟

توصیف۔ جس نے عمران، آغا، صفدر اور کیپٹن شکیل کو اپنے ہاتھوں مہلک زہر کا انجکشن لگا دیا اور عمران اور اسکے ساتھی موت کی وادی میں دھکیل دیئے گئے۔ کیا توصیف غدار ہو گیا تھا۔ ؟

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

لائٹ ہاؤس

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- عمران کو چوری کے الزام میں پولیس نے اس کے فلیٹ سے گرفتار کر لیا۔ اور عمران نے چوری کا اعتراف کر لیا —— کیا واقعی —— ؟
- پولیس تھانے میں جب عمران کو چور کی حیثیت سے تھانیدار کے سامنے پیش کیا گیا تو عمران نے فرار ہونے کی کوشش کی —— مگر کیا پولیس نے اسے فرار ہونے دیا —— ؟ ایسی عجیب و غریب سچوایشن کہ آپ کے قہقہے نہ رک سکیں گے۔
- سر رحمان نے عمران کا زبردستی نکاح پڑھوا کر اسے فوری طور پر بیرون ملک بھیجنے کا بندوبست کر دیا —— کیا عمران ہمیشہ کے لئے پاکیشیا چھوڑنے پر تیار ہو گیا؟
- ہمیشہ کیلئے پاکیشیا چھوڑنے سے پہلے جب عمران جولیا کے فلیٹ میں جمع سیکرٹ سروس کے ممبرز سے الوداعی ملاقات کرنے گیا تو کیا ردعمل ہوا —— ؟
- وہ لمحہ جب جولیا اکیلی خوفناک دلدل میں گردن تک دھنس گئی اور عمران اس دلدل تک پہنچنے کا راستہ ہی تلاش کرتا رہا۔
- متروک اور قدیم لائٹ ہاؤس کی فائل سے شروع ہو کر اسلحے کا کاروبار کرنے والی مجرم تنظیم بگ ہیڈ تک پہنچنے والی ایک ایسی کہانی جس میں بے پناہ ایکشن اور خوفناک سسپنس کے ساتھ ساتھ بھرپور قہقہوں کی بازگشت بھی موجود ہے۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک دلچسپ ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

واٹر پاور

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- واٹر پاور۔ ایک ایسی تنظیم جسے دنیا بھر کے یہودیوں کی سرپرستی حاصل تھی۔
- واٹر پاور۔ جس نے سمندروں پر کنٹرول حاصل کر کے کئی عظیم مسلم ممالک کو سمندر میں غرق کرنے کا منصوبہ بنایا......؟
- واٹر پاور۔ جو ان مسلم ممالک کے اربوں مسلمانوں کو ایک لمحے میں ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔
- واٹر پاور۔ جس کے اس خوفناک منصوبے کی بھنک عمران کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور پھر عمران تاریخ کے اس بھیانک ترین جرم کو روکنے کے لئے میدان میں کود پڑا۔
- یانگ۔ واٹر پاور کا نمائندہ جو پانی کا بادشاہ کہلاتا تھا عمران کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دیتا تھا مگر......؟
- مادام کومو۔ ایسی زہریلی ناگن جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ڈس لیا
- عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور واٹر پاور کے درمیان ایسی جان لیوا کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ جس کے ہر لمحے پر موت کا مکمل قبضہ تھا۔

انتہائی ہنگامہ خیز ایکشن۔ اور جان لیوا سسپنس سے بھرپور
ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں انتہائی منفرد مقام رکھتی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

واٹر پاور کے سلسلے کا ایک شاندار اور ہنگامہ خیز ناول

گریٹ بال

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- گریٹ بال۔ یہودیوں کا ایسا سنٹر جو اربوں مسلمانوں اور کئی عظیم مسلم ممالک کو تباہ کرنے کے لئے قائم ہوا۔
- گریٹ بال۔ سمندر کی تہہ میں موجود ایک جدید ترین سائنسی سنٹر جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
- سمندر کی تہہ میں موجود گوشت خور گھاس جس کا شکار بننے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو مجبور کر دیا گیا؟
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی آبدوز پر دنیا کا سب سے خوفناک میزائل فائر ہوا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اس آبدوز سمیت پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل ہو گئے....؟

ایک ایسی کہانی جس کا انجام عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی حتمی موت کی صورت میں نمودار ہوا۔
کیا واقعی پاکیشیا کا عظیم فرزند علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت حسرت ناک انجام سے دوچار ہو گیا۔؟

ذہن کو منجمد کر دینے والے سسپنس اور موت اور زندگی کے درمیان جان لیوا جدوجہد سے بھرپور ایک ایسی کہانی جس کا انجام واقعی آپ کے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گا۔

ملنے کا پتہ۔ یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں واٹر باور کے عظیم سلسلے کی ایکشن سے بھرپور ایک منفرد کہانی

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

گریٹ وکٹری

- خوف ناک ریڈ میزائل کا نشانہ بننے کے بعد عمران اور ان کے ساتھیوں پر کیا گزری۔
- عمران۔ جس کا پورا جسم ریڈ میزائل نے اس طرح جلا دیا کہ جیسے عمران کو آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں پھینک دیا گیا ہو۔ عمران کا کیا حشر ہوا۔
- گریٹ بال۔ یہودیوں کا دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف انتہائی خوف ناک منصوبہ۔ اور جب یہودی اس خوف ناک منصوبے کی تکمیل میں کامیاب ہو گئے تو۔۔۔۔۔؟
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک آبدوز میں اس طرح بند کر دیا گیا۔ کہ وہاں سے نکلنا عمران کے بس کا روگ بھی نہ رہا۔ ایسی بندش کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی ناکارہ ہو گئی اور

عین اسی لمحے صدیقی نے ایک تجویز پیش کر دی اور عمران نے صدیقی کو اٹھا کر بے اختیار رقص کرنا شروع کر دیا۔ صدیقی کی وہ حیرت انگیز تجویز کیا تھی۔ کیا وہ واقعی قابل عمل ثابت ہوئی۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟

وہ لمحہ جب گریٹ بال مکمل ہو گیا۔ لاکھوں اربوں مسلمان اور کئی مسلم ممالک خوف ناک تباہی کی زد میں آ گئے۔ پوری دنیا کے یہودی گریٹ وکٹری کا جشن منانے لگے۔ مگر عمران اپنے ساتھیوں سمیت بے حس و حرکت کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھتا رہا۔ کیوں آخر کیوں؟۔

- وہ لمحہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عمران کو یہودیوں کا ساتھی اور مسلمانوں کا غدار سمجھنے پر مجبور ہو گئی اور پھر ان کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ عمران کا کیا انجام ہوا۔؟
- ایک ایسی کہانی۔ جو آپ کو خوف اور حیرت کے عمیق سمندر میں دھکیل دے گی۔
- ایک ایسی کہانی کہ شاید آپ بھی عمران سے نفرت پر مجبور ہو جائیں۔ کیا واقعی عمران غدار تھا۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟
- گریٹ وکٹری:۔ آخر کس کا نصیب بنی۔ یہودیوں یا مسلمانوں کا۔۔۔۔۔؟

بے پناہ ایکشن۔ جان لیوا سسپنس اور بے مثال انسانی جدوجہد سے بھرپور۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں واٹر پاور کے سلسلے کی آخری اور یادگار کہانی

بلیک پاگوس

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

★ بلیک پاگوس — ایک ایسا جزیرہ جہاں یہودیوں کی خوفناک تنظیم واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

★ بلیک پاگوس — جہاں ہیڈ کوارٹر کی موجودگی کا دنیا بھر میں سوائے چند مخصوص افراد کے کسی شخص کو علم نہ تھا۔

★ عمران — جس نے آخر کار واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا ہی لیا۔ ہیڈ کوارٹر، جہاں کسی بھی غیر متعلق آدمی کا داخلہ ناممکن بنا دیا گیا تھا۔

★ عمران اور اس کے ساتھی اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ضرور ہوتے، لیکن لاشوں کی صورت میں — اور ان کی موت کی تصدیق جدید ترین کمپیوٹر نے بھی کر دی۔

★ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا جشن واٹر پاور کے ڈائریکٹران نے بلیک پاگوس پہنچ کر منایا اور علی عمران لاش کی صورت میں ان کے سامنے بے بس اور لاچار پڑا ہوا تھا۔ ایک ایسی حقیقت جو آخر کار وقوع پذیر ہو گئی۔

★ مادام جاشی — ایک ایسا عجیب کردار، جس کی تعریف میں یہودی اور مسلمان دونوں شامل تھے۔ حیرت انگیز کردار۔

★ کیا عمران اور اس کے ساتھی واقعی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے؟

★ کیا یہودیوں کی تنظیم واٹر پاور جس نے کروڑوں مسلمانوں کی ہلاکت کا منصوبہ بنایا تھا، مکمل تباہی سے صاف بچ نکلی؟

★ ایک ایسی کہانی — جس کا انجام قارئین کو یقیناً چونکا کر رکھ دے گا۔

بے مثال انسانی جدوجہد — لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات

تیز رفتار ایکشن — مکڑی کے جالے کی طرح اعصاب پر چھا جانے والا سسپنس

انوکھے اور خلافِ توقع انجام پر مشتمل ایک ایسا ناول
جو یقیناً جاسوسی ادب میں ایک یادگار اضافہ ثابت ہوگا

آج ہی قریبی بکسٹال
سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس سے بھرپور ایک منفرد کہانی

ویل ڈن

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

ویل ڈن ——— ایک ایسا لفظ جس کے حصول کیلئے عمران نے بے پناہ محنت کی مگر — ؟

ویل ڈن ——— سوپر فیاض کی زندگی کا سب سے انوکھا لفظ — ؟

سوپر فیاض — جس نے وزارت خارجہ سے ایک اہم ترین فائل چوری کر لی اور سوپر فیاض کو غدار قرار دے دیا گیا۔ کیا واقعی سوپر فیاض غدار تھا — ؟

فائل — جس کی برآمدگی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سر توڑ کوششیں کیں مگر ——— ؟

فائل — جس کی برآمدگی سے عمران جیسا شخص بھی مکمل طور پر بے بس ہو کر رہ گیا ——— کیوں — ؟

سوپر فیاض — جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بڑھ کر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجرموں سے فائل برآمد کر لی ——— مگر عین آخری لمحے فائل غائب ہو گئی۔

فائل — جس کی برآمدگی کیلئے عمران اور سوپر فیاض کے درمیان صلاحیتوں کی حیرت انگیز دوڑ — ویل ڈن کا لفظ کس نے کہا اور کس کے حصے میں آیا — ؟

انتہائی حیرت انگیز اور چونکا دینے والا انجام۔ بے پناہ سسپنس۔ انتہائی دلچسپ کہانی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور سسپنس سے بھرپور منفرد کہانی

ہیلی کاٹ

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

ہیلی کاٹ ـــ ایک ایسی دھات ـ جس کی خاطر ایکریمیا کی ایک خوفناک تنظیم نے اپ لینڈ میں گرینڈ آپریشن شروع کر دیا ـ

ہیلی کاٹ ـــ جو اپ لینڈ میں سرے سے پائی ہی نہ جاتی تھی بلکہ اس کی کان پاکیشیا میں تھی ـ پھر ایکریمین ایجنٹ کیوں اپ لینڈ آئے ؟

ہیلی کاٹ ـــ جس کے حصول کیلئے عمران کو مجبوراً اپ لینڈ آنا پڑا ـــ کیوں ـــ ؟

ہیلی کاٹ ـــ جس کے حصول کے لئے ایکریمین ایجنٹوں نے ایسا جال پھیلایا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس کر سوائے بے بسی سے پھڑپھڑانے کے اور کچھ نہ کر سکے کیوں

توصیف اور آغا ـ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ـ جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ـــ کیوں ـــ ؟

شہلا ـــ توصیف کی معصوم منگیتر جسے ایکریمین ایجنٹوں نے اغوا کر لیا مگر وہ شہلا جیسی معصوم لڑکی کے ہاتھوں بے بس ہو گئے ـ کیا شہلا بھی سیکرٹ ایجنٹ تھی ـــ ؟

توصیف ـ جو شہلا کو بچانے کیلئے دیوانہ وار ایکریمین ایجنٹوں کے خوفناک ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا مگر وہاں موجود موت کے پھندوں نے اسے جکڑ لیا ـ کیا وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا یا ـ ؟

توصیف ـ جس نے عمران، آغا، صفدر اور کیپٹن شکیل کو اپنے ہاتھوں مہلک زہر کا انجکشن لگا دیا اور عمران اور اسکے ساتھی موت کی وادی میں دھکیل دیئے گئے ـ کیا توصیف غدار ہو گیا تھا ـ ؟

یوسف برادرز ـ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

لائٹ ہاؤس

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- عمران کو چوری کے الزام میں پولیس نے اس کے فلیٹ سے گرفتار کر لیا ـ اور عمران نے چوری کا اعتراف کر لیا ـــ کیا واقعی ـــ ؟
- پولیس تھانے میں جب عمران کو چور کی حیثیت سے تھانیدار کے سامنے پیش کیا گیا تو عمران نے فرار ہونے کی کوشش کی ـــ مگر کیا پولیس نے اسے فرار ہونے دیا ـــ ؟ ایسی عجیب و غریب سچوئیشن کہ آپ کے قہقہے نہ رک سکیں گے ـ
- سر رحمان نے عمران کا زبردستی نکاح پڑھوا کر اسے فوری طور پر بیرون ملک بھیجنے کا بندوبست کر دیا ـــ کیا عمران ہمیشہ کے لئے پاکیشیا چھوڑنے پر تیار ہو گیا ؟
- ہمیشہ کیلئے پاکیشیا چھوڑنے سے پہلے جب عمران جولیا کے فلیٹ میں جمع سیکرٹ سروس کے ممبرز سے الوداعی ملاقات کرنے گیا تو کیا ردعمل ہوا ـــ ؟
- وہ لمحہ جب جولیا اکیلی خوفناک دلدل میں گردن تک دھنس گئی اور عمران اس دلدل تک پہنچنے کا راستہ ہی تلاش کرتا رہا ـ
- متروک اور قدیم لائٹ ہاؤسز کی فائل سے شروع ہو کر اسلحے کا کاروبار کرنے والی مجرم تنظیم بگ ہیڈ تک پہنچنے والی ایک ایسی کہانی جس میں بے پناہ ایکشن اور خوفناک سسپنس کے ساتھ ساتھ بھرپور قہقہوں کی بازگشت بھی موجود ہے ـ

انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک دلچسپ ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

واٹر پاور

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- واٹر پاور۔ ایک ایسی تنظیم جسے دنیا بھر کے یہودیوں کی سرپرستی حاصل تھی۔
- واٹر پاور۔ جس نے سمندروں پر کنٹرول حاصل کر کے کئی عظیم مسلم ممالک کو سمندر میں غرق کرنے کا منصوبہ بنایا۔۔۔۔۔۔؟
- واٹر پاور۔ جو ان مسلم ممالک کے اربوں مسلمانوں کو ایک لمحے میں ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔
- واٹر پاور۔ جس کے اس خوف ناک منصوبے کی بھنک عمران کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور پھر عمران تاریخ کے اس بھیانک ترین جرم کو روکنے کے لئے میدان میں کود پڑا۔
- یانگ۔ واٹر پاور کا نمائندہ جو پانی کا بادشاہ کہلاتا تھا عمران کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دیتا تھا مگر۔۔۔۔۔۔؟
- مادام کومو۔ ایسی زہریلی ناگن جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ڈس لیا
- عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور واٹر پاور کے درمیان ایسی جان لیوا کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ جس کے ہر لمحے پر موت کا مکمل قبضہ تھا۔

انتہائی ہنگامہ خیز ایکشن۔ اور جان لیوا سسپنس سے بھرپور
ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں انتہائی منفرد مقام رکھتی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

واٹر پاور کے سلسلے کا ایک شاندار اور ہنگامہ خیز ناول

گریٹ بال

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- گریٹ بال۔ یہودیوں کا ایسا سنٹر جو اربوں مسلمانوں اور کئی عظیم مسلم ممالک کو تباہ کرنے کے لئے قائم ہوا۔
- گریٹ بال۔ سمندر کی تہہ میں موجود ایک جدید ترین سائنسی سنٹر جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
- سمندر کی تہہ میں موجود گوشت خور گھاس جس کا شکار بننے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو مجبور کر دیا گیا؟
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی آبدوز پر دنیا کا سب سے خوف ناک میزائل فائر ہوا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اس آبدوز سمیت پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل ہو گئے۔۔۔۔؟

ایک ایسی کہانی جس کا انجام عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی حتمی موت کی صورت میں نمودار ہوا۔
کیا واقعی پاکیشیا کا عظیم فرزند علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت حسرت ناک انجام سے دوچار ہو گیا۔؟

ذہن کو منجمد کر دینے والے سسپنس اور موت اور زندگی کے درمیان جان لیوا جدوجہد سے بھرپور ایک ایسی کہانی جس کا انجام واقعی آپ کے ذہن کو جھنجوڑ کر رکھ دے گا۔

ملنے کا پتہ۔ یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں واٹر پاور کے عظیم سلسلے کی ایکشن سے
بھرپور ایک منفرد کہانی

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

گریٹ وکٹری

- خوفناک ریڈ میزائل کا نشانہ بننے کے بعد عمران اور ان کے ساتھیوں پر کیا گزری۔
- عمران۔جس کا پورا جسم ریڈ میزائل نے اس طرح جلا دیا کہ جیسے عمران کو آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں پھینک دیا گیا ہو۔عمران کا کیا حشر ہوا۔
- گریٹ بال۔یہودیوں کا دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف انتہائی خوفناک منصوبہ۔اور جب یہودی اس خوفناک منصوبے کی تکمیل میں کامیاب ہو گئے تو۔۔۔۔۔؟
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک آبدوز میں اس طرح بند کر دیا گیا۔کہ وہاں سے نکلنا عمران کے بس کا روگ بھی نہ رہا۔ ایسی بندش کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی ناکارہ ہو گئی اور

عین اسی لمحے صدیقی نے ایک تجویز پیش کر دی اور عمران نے صدیقی کو اٹھا کر بے اختیار رقص کرنا شروع کر دیا۔صدیقی کی وہ حیرت انگیز تجویز کیا تھی۔کیا وہ واقعی قابل عمل ثابت ہوئی۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟

وہ لمحہ جب گریٹ بال مکمل ہو گیا۔لاکھوں اربوں مسلمان اور کئی مسلم ممالک خوفناک تباہی کی زد میں آ گئے۔پوری دنیا کے یہودی گریٹ وکٹری کا جشن منانے لگے۔مگر عمران اپنے ساتھیوں سمیت بے حس و حرکت کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھتا رہا۔کیوں آخر کیوں؟۔

- وہ لمحہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عمران کو یہودیوں کا ساتھی اور مسلمانوں کا غدار سمجھنے پر مجبور ہو گئی اور پھر ان کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔عمران کا کیا انجام ہوا۔؟
- ایک ایسی کہانی۔جو آپ کو خوف اور حیرت کے عمیق سمندر میں دھکیل دے گی۔
- ایک ایسی کہانی کہ شاید آپ بھی عمران سے نفرت پر مجبور ہو جائیں۔کیا واقعی عمران غدار تھا۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟
- گریٹ وکٹری:۔آخر کس کا نصیب بنی۔یہودیوں یا مسلمانوں کا۔۔۔۔۔؟

بے پناہ ایکشن۔جاں لیوا سسپنس اور بے مثال انسانی جدوجہد سے بھرپور۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں واٹر پاور کے سلسلے کی آخری اور یادگار کہانی

بلیک پاگوس

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

★ بلیک پاگوس ___ ایک ایسا جزیرہ جہاں یہودیوں کی خوفناک تنظیم واٹر پاور کا ہیڈکوارٹر تھا۔

★ بلیک پاگوس ___ جہاں ہیڈکوارٹر کی موجودگی کا دنیا بھر میں سوائے چند مخصوص افراد کے کسی شخص کو علم نہ تھا۔

★ عمران ___ جس نے آخر کار واٹر پاور کے ہیڈکوارٹر کا پتہ چلا ہی لیا۔ ہیڈکوارٹر، جہاں کسی بھی غیر متعلق آدمی کا داخلہ ناممکن بنا دیا گیا تھا۔

★ عمران اور اس کے ساتھی اس ہیڈکوارٹر میں داخل ضرور ہوتے، لیکن لاشوں کی صورت میں ___ اور ان کی موت کی تصدیق جدید ترین کمپیوٹر نے بھی کر دی۔

★ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا جشن واٹر پاور کے ڈائریکٹر ٹالن نے بلیک پاگوس پہنچ کر منایا اور علی عمران لاش کی صورت میں ان کے سامنے بے بس اور لاچار پڑا ہوا تھا۔ ایک ایسی حقیقت جو آخر کار وقوع پذیر ہو گئی۔

★ مادام جاشی ___ ایک ایسا عجیب کردار، جس کی تعریف میں یہودی اور مسلمان دونوں شامل تھے۔ حیرت انگیز کردار۔

★ کیا عمران اور اس کے ساتھی واقعی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے؟

★ کیا یہودیوں کی تنظیم واٹر پاور جس نے کروڑوں مسلمانوں کی ہلاکت کا منصوبہ بنایا تھا، مکمل تباہی سے صاف بچ نکلی؟

★ ایک ایسی کہانی ___ جس کا انجام قارئین کو یقیناً چونکا کر رکھ دے گا۔

بے مثال انسانی جدوجہد — لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات

تیز رفتار ایکشن — مکڑی کے جالے کی طرح اعصاب پر چھا جانے والا سسپنس

انوکھے اور خلافِ توقع انجام پر مشتمل ایک ایسا ناول جو یقیناً جاسوسی ادب میں ایک یادگار اضافہ ثابت ہوگا

آج ہی قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس سے بھرپور ایک منفرد کہانی

ویل ڈن

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

ویل ڈن — ایک ایسا لفظ جس کے حصول کیلئے عمران نے بے پناہ محنت کی مگر — ؟

ویل ڈن — سوپر فیاض کی زندگی کا سب سے انوکھا لفظ — ؟

سوپر فیاض — جس نے وزارت خارجہ سے ایک اہم ترین فائل چوری کر لی اور سوپر فیاض کو غدار قرار دے دیا گیا۔ کیا واقعی سوپر فیاض غدار تھا — ؟

فائل — جس کی برآمدگی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سر توڑ کوششیں کیں مگر — ؟

فائل — جس کی برآمدگی سے عمران جیسا شخص بھی مکمل طور پر بے بس ہو کر رہ گیا — کیوں — ؟

سوپر فیاض — جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بڑھ کر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجرموں سے فائل برآمد کر لی ——— مگر عین آخری لمحے فائل غائب ہو گئی۔

فائل — جس کی برآمدگی کیلئے عمران اور سوپر فیاض کے درمیان صلاحیتوں کی حیرت انگیز دوڑ — ویل ڈن کا لفظ کس نے کہا اور کس کے حصے میں آیا — ؟

انتہائی حیرت انگیز اور چونکا دینے والا انجام۔ بے پناہ سسپنس۔ انتہائی دلچسپ کہانی۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور سسپنس سے بھرپور منفرد کہانی

ہیلی کاٹ

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

ہیلی کاٹ —— ایک ایسی دھات۔ جس کی خاطر ایکریمیا کی ایک خوفناک تنظیم نے اپ لینڈ میں گرینڈ آپریشن شروع کر دیا۔

ہیلی کاٹ —— جو اپ لینڈ میں سرے سے پائی ہی نہ جاتی تھی بلکہ اس کی کان پاکیشیا میں تھی۔ پھر ایکریمین ایجنٹ کیوں اپ لینڈ آئے ؟

ہیلی کاٹ —— جس کے حصول کیلئے عمران کو مجبوراً اپ لینڈ آنا پڑا —— کیوں —— ؟

ہیلی کاٹ —— جس کے حصول کے لئے ایکریمین ایجنٹوں نے ایسا جال پھیلایا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس کر سوائے بے بسی سے پھڑپھڑانے کے اور کچھ نہ کر سکے ۔ کیوں

توصیف اور آغا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ۔ جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا —— کیوں —— ؟

شہلا —— توصیف کی معصوم منگیتر جسے ایکریمین ایجنٹوں نے اغوا کر لیا مگر وہ شہلا جیسی معصوم لڑکی کے ہاتھوں بے بس ہو گئے۔ کیا شہلا بھی سیکرٹ ایجنٹ تھی —— ؟

توصیف۔ جو شہلا کو بچانے کیلئے دیوانہ وار ایکریمین ایجنٹوں کے خوفناک ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا مگر وہاں موجود موت کے پھندوں نے اسے جکڑ لیا۔ کیا وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا یا —— ؟

توصیف۔ جس نے عمران، آغا، صفدر اور کیپٹن شکیل کو اپنے ہاتھوں مہلک زہر کا انجکشن لگا دیا اور عمران اور اسکے ساتھی موت کی وادی میں دھکیل دیئے گئے۔ کیا توصیف غدار ہو گیا تھا۔ ؟

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

لائٹ ہاؤس

مصنف :۔ مظہر کلیم ایم اے

- عمران کو چوری کے الزام میں پولیس نے اس کے فلیٹ سے گرفتار کر لیا۔ اور عمران نے چوری کا اعتراف کر لیا —— کیا واقعی —— ؟
- پولیس تھانے میں جب عمران کو چور کی حیثیت سے تھانیدار کے سامنے پیش کیا گیا تو عمران نے فرار ہونے کی کوشش کی —— مگر کیا پولیس نے اُسے فرار ہونے دیا —— ؟ ایسی عجیب و غریب سچوایشن کہ آپ کے قہقہے نہ رک سکیں گے۔
- سر رحمان نے عمران کا زبردستی نکاح پڑھوا کر اُسے فوری طور پر بیرون ملک بھیجنے کا بندوبست کر دیا —— کیا عمران ہمیشہ کے لئے پاکیشیا چھوڑنے پر تیار ہو گیا؟
- ہمیشہ کیلئے پاکیشیا چھوڑنے سے پہلے جب عمران جولیا کے فلیٹ میں جمع سیکرٹ سروس کے ممبرز سے الوداعی ملاقات کرنے گیا تو کیا ردعمل ہوا —— ؟
- وہ لمحہ جب جولیا اکیلی خوفناک دلدل میں گردن تک دھنس گئی اور عمران اس دلدل تک پہنچنے کا راستہ ہی تلاش کرتا رہا۔
- متروک اور قدیم لائٹ ہاؤسز کی فائل سے شروع ہو کر اسلحے کا کاروبار کرنے والی مجرم تنظیم بگ ہیڈ تک پہنچنے والی ایک ایسی کہانی جس میں بے پناہ ایکشن اور خوفناک سسپنس کے ساتھ ساتھ بھرپور قہقہوں کی بازگشت بھی موجود ہے۔

انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا ایک دلچسپ ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

واٹر پاور

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- واٹر پاور۔ ایک ایسی تنظیم جسے دنیا بھر کے یہودیوں کی سرپرستی حاصل تھی۔
- واٹر پاور۔ جس نے سمندروں پر کنٹرول حاصل کر کے کئی عظیم مسلم ممالک کو سمندر میں غرق کرنے کا منصوبہ بنایا.......؟
- واٹر پاور۔ جو ان مسلم ممالک کے اربوں مسلمانوں کو ایک لمحے میں ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔
- واٹر پاور۔ جس کے اس خوفناک منصوبے کی بھنک عمران کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور پھر عمران تاریخ کے اس بھیانک ترین جرم کو روکنے کے لئے میدان میں کود پڑا۔
- یانگ۔ واٹر پاور کا نمائندہ جو پانی کا بادشاہ کہلاتا تھا عمران کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دیتا تھا مگر......؟
- مادام کومو۔ ایسی زہریلی ناگن جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ڈس لیا
- عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور واٹر پاور کے درمیان ایسی جان لیوا کشمکش کا آغاز ہو گیا۔ جس کے ہر لمحے پر موت کا مکمل قبضہ تھا۔

انتہائی ہنگامہ خیز ایکشن۔ اور جان لیوا سسپنس سے بھرپور
ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں انتہائی منفرد مقام رکھتی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

واٹر پاور کے سلسلے کا ایک شاندار اور ہنگامہ خیز ناول

گریٹ بال

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

- گریٹ بال۔ یہودیوں کا ایسا سنٹر جو اربوں مسلمانوں اور کئی عظیم مسلم ممالک کو تباہ کرنے کے لئے قائم ہوا۔
- گریٹ بال۔ سمندر کی تہہ میں موجود ایک جدید ترین سائنسی سنٹر جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
- سمندر کی تہہ میں موجود گوشت خور گھاس جس کا شکار بننے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو مجبور کر دیا گیا؟
- عمران اور اس کے ساتھیوں کی آبدوز پر دنیا کا سب سے خوفناک میزائل فائر ہوا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اس آبدوز سمیت پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل ہو گئے....؟

ایک ایسی کہانی جس کا انجام عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی حتمی موت کی صورت میں نمودار ہوا۔
کیا واقعی پاکیشیا کا عظیم فرزند علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت حسرت ناک انجام سے دوچار ہو گیا۔؟

ذہن کو منجمد کر دینے والے سسپنس اور موت اور زندگی کے درمیان جان لیوا جدوجہد سے بھرپور ایک ایسی کہانی جس کا انجام واقعی آپ کے ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گا۔

ملنے کا پتہ۔ **یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان**

عمران سیریز میں واٹر پاور کے عظیم سلسلے کی ایکشن سے
بھرپور ایک منفرد کہانی

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

گریٹ وکٹری

- خوف ناک ریڈ میزائل کا نشانہ بننے کے بعد عمران اور ان کے ساتھیوں پر کیا گزری۔
- عمران۔ جس کا پورا جسم ریڈ میزائل نے اس طرح جلا دیا کہ جیسے عمران کو آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں پھینک دیا گیا ہو۔ عمران کا کیا حشر ہوا۔
- گریٹ بال۔ یہودیوں کا دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف انتہائی خوف ناک منصوبہ۔ اور جب یہودی اس خوف ناک منصوبے کی تکمیل میں کامیاب ہو گئے تو۔۔۔۔۔؟
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک آبدوز میں اس طرح بند کر دیا گیا۔ کہ وہاں سے نکلنا عمران کے بس کا روگ بھی نہ رہا۔ ایسی بندش کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی ناکارہ ہو گئی اور

عین اسی لمحے صدیقی نے ایک تجویز پیش کر دی اور عمران نے صدیقی کو اٹھا کر بے اختیار رقص کرنا شروع کر دیا۔ صدیقی کی وہ حیرت انگیز تجویز کیا تھی۔ کیا وہ واقعی قابل عمل ثابت ہوئی۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟

وہ لمحہ جب گریٹ بال مکمل ہو گیا۔ لاکھوں اربوں مسلمان اور کئی مسلم ممالک خوف ناک تباہی کی زد میں آ گئے۔ پوری دنیا کے یہودی گریٹ وکٹری کا جشن منانے لگے۔ مگر عمران اپنے ساتھیوں سمیت بے حس وحرکت کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھتا رہا۔ کیوں آخر کیوں؟

- وہ لمحہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عمران کو یہودیوں کا ساتھی اور مسلمانوں کا غدار سمجھنے پر مجبور ہو گئی اور پھر ان کے غیظ وغضب کی انتہا نہ رہی۔ عمران کا کیا انجام ہوا۔؟
- ایک ایسی کہانی۔ جو آپ کو خوف اور حیرت کے عمیق سمندر میں دھکیل دے گی۔
- ایک ایسی کہانی کہ شاید آپ بھی عمران سے نفرت پر مجبور ہو جائیں۔ کیا واقعی عمران غدار تھا۔۔۔۔۔ یا۔۔۔۔۔؟
- گریٹ وکٹری :۔ آخر کس کا نصیب بنی۔ یہودیوں یا مسلمانوں کا۔۔۔۔۔؟

بے پناہ ایکشن۔ جان لیوا سسپنس اور بے مثال انسانی جدوجہد سے بھرپور۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں واٹر پاور کے سلسلے کی آخری اور یادگار کہانی

بلیک پاگوس

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

★ بلیک پاگوس —— ایک ایسا جزیرہ جہاں یہودیوں کی خوفناک تنظیم واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

★ بلیک پاگوس —— جہاں ہیڈ کوارٹر کی موجودگی کا دنیا بھر میں سوائے چند مخصوص افراد کے کسی شخص کو علم نہ تھا۔

★ عمران —— جس نے آخر کار واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا ہی لیا۔ ہیڈ کوارٹر، جہاں کسی بھی غیر متعلق آدمی کا داخلہ ناممکن بنا دیا گیا تھا۔

★ عمران اور اس کے ساتھی اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ضرور ہوئے، لیکن لاشوں کی صورت میں —— اور ان کی موت کی تصدیق جدید ترین کمپیوٹر نے بھی کر دی۔

★ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کا جشن واٹر پاور کے ڈائریکٹر نے بلیک پاگوس پہنچ کر منایا اور علی عمران لاش کی صورت میں ان کے سامنے بے بس اور لاچار پڑا ہوا تھا۔ ایک ایسی حقیقت جو آخر کار وقوع پذیر ہو گئی۔

★ مادام جاشی —— ایک ایسا عجیب کردار، جس کی تعریف میں یہودی اور مسلمان دونوں شامل تھے۔ حیرت انگیز کردار۔

★ کیا عمران اور اس کے ساتھی واقعی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے؟

★ کیا یہودیوں کی تنظیم واٹر پاور جس نے کروڑوں مسلمانوں کی ہلاکت کا منصوبہ بنایا تھا، مکمل تباہی سے صاف بچ نکلی؟

★ ایک ایسی کہانی —— جس کا انجام قارئین کو یقیناً چونکا کر رکھ دے گا۔

بے مثال انسانی جدوجہد — لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات

تیز رفتار ایکشن — مکڑی کے جالے کی طرح اعصاب پر چھا جانے والا سسپنس

انوکھے اور خلافِ توقع انجام پر مشتمل ایک ایسا ناول
جو یقیناً جاسوسی ادب میں ایک یادگار اضافہ ثابت ہوگا

آج ہی قریبی بکسٹال
سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس سے بھرپور ایک منفرد کہانی

ویل ڈن

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

ویل ڈن — ایک ایسا لفظ جس کے حصول کیلئے عمران نے بے پناہ محنت کی مگر —؟

ویل ڈن — سوپر فیاض کی زندگی کا سب سے انوکھا لفظ —؟

سوپر فیاض — جس نے وزارت خارجہ سے ایک اہم ترین فائل چوری کر لی اور — سوپر فیاض کو غدار قرار دے دیا گیا۔ کیا واقعی سوپر فیاض غدار تھا —؟

فائل — جس کی برآمدگی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے — سر توڑ کوششیں کیں مگر —؟

فائل — جس کی برآمدگی سے عمران جیسا شخص بھی مکمل طور پر بے بس — ہو کر رہ گیا — کیوں —؟

سوپر فیاض — جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بڑھ کر کارکردگی — کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجرموں سے فائل برآمد کر لی — مگر — عین آخری لمحے فائل غائب ہو گئی۔

فائل — جس کی برآمدگی کیلئے عمران اور سوپر فیاض کے درمیان صلاحیتوں کی — حیرت انگیز دوڑ — ویل ڈن کا لفظ کس نے کہا اور کس کے حصے میں آیا —؟

انتہائی حیرت انگیز اور چونکا دینے والا انجام۔ بے پناہ سسپنس۔ انتہائی دلچسپ کہانی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان